

عمران سیریز

ہانی جیکرز (حصہ اول)

صفدر شاہین

محترم قارئین

السلام علیکم

عمران اور اس کے جانباز ساتھیوں کا نیا کارنامہ پیش خدمت ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ آج کل کمپیوٹر انزڈ دور میں جرائم کی رفتار کتنی تیز ہو گئی ہے۔ مجرم گھر بیٹھے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعے ایسے جرم کر رہے ہیں کہ سننے اور پڑھنے والے انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں لیکن بعض جرائم ایسے بھی ہیں جن کے لئے مجرموں کو گھر سے باہر نکل کر اپنے مقاصد کی تکمیل کرنا پڑتی ہے۔ ایسے مجرموں کو پکڑنے کے لئے سیکرٹ ایجنٹوں کو بھی دوڑ بھاگ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے صرف جرم کا سراغ ہی لگایا جاسکتا ہے۔ مجرم کو کمپیوٹر سے نکال کر ہتھکڑی نہیں پہنچائی جاسکتی۔

چنانچہ اس مرتبہ پھر عمران اور ایکسٹو کے ارکان کو اپنے ملک سے نکلنا پڑا۔ لیکن ایک مجرم گروہ کا خاتمہ کرتے ہی انہیں دوسرے گروہ نے اپنے ملک آنے پر مجبور کر دیا۔ عمران کے لئے ان کی دعوت گویا کھڈے سے نکالا کھائی میں گرنے والا معاملہ تھا لیکن اس نے ان کی دعوت قبول کر لی۔ یہ دعوت اس کے میزبانوں کو کتنی مہنگی پڑی یہ آپ کو ناول پڑھنے سے ہی معلوم ہوگا۔ میں تو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بعض ناول خاص طور پر کسی جوش و جذبہ کے تحت لکھے جاتے ہیں اور یہ پڑھنے والے حساس دلوں میں بھی وہی جوش و جذبہ ابھارتے ہیں۔ ایسا جذبہ کہ جس کے سامنے طوفان دم توڑ دیتے ہیں اور پہاڑ سرنگوں ہو کر رہ جاتے ہیں اس ناول میں عمران اور اس کے جیالے ساتھی اسی جوش و جذبہ سے کام کر رہی ہیں اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے سروں پر کفن باندھ رکھے ہیں۔

گزشتہ ماہ شائع ہونے والے میرے ناول کو قارئین نے جو پذیرائی بخشی ہے اور اپنے خطوط کے ذریعے میری محنت کو سراہا ہے اس کے لئے میں قارئین کا شکر گزار ہوں۔ پندرہ سولہ برس کے طویل وقفہ کے بعد دوبارہ عمران سیریز لکھنے میں مجھ سے کئی کوتاہیاں ہوئی ہوں گی تاہم آپ کی تنقید اور تبصروں کی روشنی میں، میں ان پر جلد قابو پاؤں گا اور کوشش کروں گا کہ میرا ہر ناول آپ سے خراج تحسین حاصل کرے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

صفدر شاہین

ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر جولیا چونکی اور اٹھ کر کمرے میں رکھی میز کی طرف
بڑھ گئی جس پر فون پڑا ہوا تھا۔

”یس۔۔۔ جولیا سپیکنگ۔۔۔“ جولیا نے رسیور اٹھا کر کہا۔

”ایکسٹو“۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ حکم۔۔۔“ جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”بارہ بجے عمران کے فلیٹ پر پہنچ جاؤ۔ دوسرے ممبران کو بھی اطلاع

کر دو کہ وہ بارہ بجے تک وہاں پہنچ جائیں۔“ ایکسٹو نے کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا کوئی نیا کیس ہے۔“ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”یہی سمجھ لو۔ تفصیلات کا تمہیں وہیں علم ہوگا۔ عمران وضاحت کرے

گایا شاید میں خود ترا نسیمیٹر پر تم لوگوں کو بریف کروں۔

وٹس آل ”۔۔۔ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ ختم ہو گیا۔

جولیا نے بھی رسیور رکھ دیا۔ کئی دن کی بیکاری کے بعد کسی نئے کیس

کے شروع ہونے کی خبر سن کر اس کے بدن سے سنسناہٹ سی دوڑ گئی

اور وہ سوچنے لگی کہ کس قسم کا کیس ہوگا۔ چند لمحوں تک وہ اندازہ لگانے

کی کوشش کرتی رہی مگر ناکام رہی۔ تب اس نے سر جھٹکا اور فون کا

رسیور اٹھا لیا۔ اس نے بار بار سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز سے رابطہ

قائم کر کے انہیں ایکسٹو کی طرف سے عمران کے فلیٹ پر پہنچنے کی

ہدایت کی۔ آخر میں اس نے صفدر کو فون کیا۔

”کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے مس جولیا“۔۔۔ صفدر نے اس کی

بات سن کر پوچھا۔

”ہاں۔ معلوم تو یہی ہوتا ہے لیکن تفصیل کا علم عمران کے فلیٹ پر ہی ہو

سکے گا۔ چیف خود بتائے گا یا عمران بتائے گا۔۔۔۔

جولیا نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب جانتے ہیں۔۔۔“ صدر نے کہا۔

”یقیناً اس شیطان کو ہر بات کا پہلے سے علم ہوتا ہے۔ اسی لئے تو کبھی

کبھی مجھے اس پرائیکسٹو ہونے کا شبہ ہونے لگتا ہے۔۔۔“ جولیا نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ بھی عجیب و غریب آدمی ہیں۔۔۔“ دوسری طرف سے صدر نے

ہنستے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے۔۔۔“ جولیا نے پوچھا۔

”بھئی۔ ان سے اگر یہی پوچھ لیا جائے کہ یہ کس قسم کا کیس ہے تو پتا

ہے کیا جواب دیں گے۔ کہیں گے ڈیلیوری کیس ہے۔۔۔“ صدر نے

کہا۔

”پورا گدھا ہے۔ بہر حال ابھی گیارہ بجے ہیں تم کس وقت پہنچو گے
وہاں۔۔۔“ جولیا نے پوچھا۔

”بارہ بجنے سے پندرہ بیس منٹ پہلے۔۔۔“ صفدر نے جواب دیا۔
”اوہ۔ اتنی جلدی کیوں۔ چیف تو بارہ بجے کے بعد بریف کرے
گا۔۔۔“ جولیا نے حیرت سے کہا۔

”بھئی چائے کا کپ بھی پلوں گا۔ اس کے علاوہ ان حضرات کی
دلچسپ باتیں اور چٹکے بھی تو سننے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں آپ بھی ذرا
جلدی آئیے گا۔ اچھی تفریح ہو جائے گی۔۔۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے
کہا۔

”بہتر۔ مگر وہ پیڑی سے اتر گیا تو پھر۔ اس کا جاسوس خانسا ماں تو اس
سے بھی چار ہاتھ آگے ہے۔۔۔“ جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ تو ہے۔ لیکن سلیمان دل کا برا نہیں ہے۔ عزت بھی کرتا

ہے۔ اس لئے اس کی حماقتیں برداشت کرنا پڑ جاتی ہیں۔۔۔ صفر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں جلدی آ جاؤں گی۔ اللہ حافظ۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور کر یڈل پر رکھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ غسل کرنے اور لباس پہننے میں ساڑھے گیارہ بج گئے اور وہ تیار ہو کر فلیٹ سے نکل آئی۔ چند لمحوں بعد اس کی کیڈا اک عمران کے فلیٹ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ بارہ منٹ بعد وہ عمران کے فلیٹ میں پہنچ گئی۔ کار نیچے پارک کر کے وہ اوپر پہنچی اور عمران کے ساتھ فلیٹ کی گھنٹی بجا کر انتظار کرنے لگی۔ کئی لمحے گزر گئے مگر دروازہ نہ کھلا۔ اس نے دوبارہ گھنٹی بجائی لیکن پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ اسے بہت غصہ آیا اور چند لمحوں تک انتظار کرنے کے بعد اس نے تیسری بار کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی اور پھر نہ ہٹائی۔

”توبہ۔ توبہ۔ کیسے کیسے لوگ گھنٹی بجانے آ جاتے ہیں۔۔۔“۔۔۔ چند لمحوں بعد اندر سے قدموں کی آہٹوں کے ساتھ سلیمان کی بڑبڑاہٹ سنائی دی اور پھر دروازہ کھلا اور جولیا کود کچھ کر وہ احتراماً پیچھے ہٹ گیا۔

”کیا سو رہے تھے تم۔۔۔“ جولیا نے اندر داخل ہوتے ہوئے غرا کر کہا۔

”نن۔۔۔ نہیں تو۔ قسم لے لیجئے جو صاحب کے جانے کے بعد ایک منٹ بھی سویا ہوں۔۔۔“ جولیا کی ڈانٹ سن کر سلیمان نے سہم کر کہا۔

”کیا مطلب۔ کہاں گیا ہے عمران۔۔۔“ جولیا نے چونکتے ہوئے اسے گھورا۔

”اللہ ہی جانے۔ میں تو ایک ہفتے سے انتظار کر رہا ہوں۔“

سلیمان نے دروازہ بند کرتے ہوئے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”اوہ۔ ایک ہفتہ۔ کیوں جھوٹ بکتے ہو۔۔۔“ جولیا نے بے یقینی سے

کہا۔

”قسم لے لیجئے جو ایک ہفتے سے شکل بھی دیکھی ہو“۔۔۔ سلیمان نے کہا اور جولیا چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ وہاں کوئی نہ تھا اس نے صوبے پر بیٹھتے ہوئے سلیمان کی طرف دیکھا تو وہ معصوم صورت بنائے کھڑا تھا۔

”اور کوئی نہیں آیا“۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔
”بقول کنفیو شس اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا“۔۔۔

سلیمان نے رونی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ اب صاف صاف بتاؤ۔ ایک ہفتہ سے عمران کہاں گیا ہوا ہے“۔۔۔ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”انہوں نے کہاں جانا تھا۔ وہ تو کنویں کے مینڈک کی طرح یہیں پڑے رہتے ہیں“۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

”اوہ مکار۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ ایک ہفتہ سے اس کا انتظار کر رہے ہو۔۔۔ جولیا نے غصے سے کہا۔

”قسم لے لیجئے۔۔۔ جولیا نے غصے سے کہا۔

”بات بات پر قسم کھاتے ہو جھوٹے آدمی۔۔۔ جولیا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے غرا کر کہا۔

”میرا مطلب ہے میں تو نیند کا انتظار کر رہا تھا۔ ایک ہفتے سے نہیں آ رہی مجھے۔۔۔ سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ بہت فراڈی ہو تو۔ نیند کیوں نہیں آ رہی۔۔۔ جولیا نے بے ساختہ مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسے آ سکتی ہے۔ آپ کو پتا چلے کہ صاحب کی منگنی ہو رہی ہے۔

تو کیا آپ کو نیند آئے گی۔۔۔ سلیمان نے کہا

”کیا۔ عمران کی منگنی۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اور کیا۔ نجانے اس عمر میں انہیں کیوں منگیترا پالنے کا بخار چڑھا ہے۔ لوگ اس عمر میں پوتے پوتیوں کو کھلاتے ہیں اور وہ دولہا بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ کیسی بری بات ہے مس جولیا۔ ذرا آپ انہیں سمجھائیں نا۔۔۔ سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

”آنے دو اس خبیث کو۔۔۔ جولیا فطری جذبات سے مغلوب ہوتی ہوئی غرائی۔ عمران کی منگنی کی خبر اس کے خرمین دل پر بجلی بن کر گری تھی اور غصے کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ عمران کی بے وفائی پر جسے وہ اپنا سمجھتی تھی وہ کسی اور کا بن رہا تھا اور یہ اس کی برداشت سے باہر تھا۔ وہ اتنے عرصہ سے صبر کے ساتھ اس امید پر جی رہی تھی کہ آخر ایک نہ ایک دن عمران کا پتھر دل موم ہو جائے گا اور وہ اس کا بن جائے گا لیکن اب وہ اس کی آرزوؤں کو کچل کر کسی اور کو اپنے دل میں بسا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

جذباتی کشمکش میں اسے یہ ہوش بھی نہ رہا کہ وہاں سلیمان موجود ہے یا باہر جا چکا ہے۔

”ہیلومس جولیا۔ آپ پہلے پہنچ گئیں۔۔۔“ دفعتاً صفدر کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔ اس کی آواز سنتے ہی جولیا یکدم چونکی اور اس نے ہاتھ سے اپنے آنسو پونچھ ڈالے۔

”ہیلو صفدر۔ میں ابھی ابھی آئی ہوں۔۔۔“ جولیا نے کہا۔

”کیا بات ہے۔ آپ شاید رو رہی ہیں۔۔۔“ صفدر غور سے اس کی طرف دیکھتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔

”نہیں تو۔ یونہی آنکھوں میں خارش ہو رہی تھی۔ سلیمان کہاں گیا ہے۔۔۔“ جولیا نے جلدی سے کہا۔

”پتہ نہیں۔ دروازہ ایک نہیں تھا اس لئے میں بیل بجائے بغیر اندر آ گیا۔ کیا عمران صاحب نہیں ہیں۔۔۔“ صفدر نے پوچھا۔

”بیڈروم میں قیلولہ فرما رہے ہیں۔۔۔“ دفعتاً سلیمان نے اندر آتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی صفدر کو سلام کر دیا۔ اس کی بات پر جولیانا نے چونک کر اسے گھورا۔

”اوہ۔۔۔ لہجے سے پہلے ہی قیلولہ۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔۔۔“ صفدر نے کہا۔

”جی ہاں۔ فرماتے ہیں کہ ان کے استاد کنفیوشس کا قول ہے کہ لہجے سے پہلے قیلولہ کرنے سے بھوک آدھی کم ہو جاتی ہے۔ جس کے سبب کھانا کم کھانا پڑتا ہے اور راشن کی بچت ہو جاتی ہے۔۔۔“ سلیمان نے کہا۔

”اچھا۔ انہیں ہمارے آنے کی خبر دو۔۔۔“ صفدر ہنس پڑا۔

”اوہ۔ یہی نغمہ تو وہ بیڈروم میں گارہے ہیں کہ انہیں کر دو خبر مر چلے ہم مگر کھا چلے دال مونگ کی یہاں سے۔ ہم چلے۔۔۔“ سلیمان نے

گنگناتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ کیا بک رہے ہو گلوکار کے تخم“۔۔۔ اچانک عمران اندر آتا ہوا غرایا اور سلیمان نے یکدم منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

”آپ کے آنے کی خبر کر رہا تھا صاحب“۔۔۔ سلیمان نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”ہو چکی خبر۔ اب تم شکل منگنی اور پندرہ بیس کپ چائے بنا لو“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کیا۔ پندرہ بیس کپ۔ کیا منگنی سے پہلے ہی بارات آ رہی ہے“۔۔۔ سلیمان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

”منگنی۔ اوہ۔ کیا تمہاری منگنی ہو رہی ہے“۔۔۔ عمران نے حیرت سے جولیاء کی طرف دیکھا۔

”بکومت۔ سلیمان نے مجھے سب بتا دیا ہے“۔۔۔ جولیاء نے خود پر

قالبو پاتے ہوئے کہا۔ صفر کی موجودگی میں اس نے دل کی بھڑاس نکالنے سے گریز کیا تھا۔

”کیا“۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر نظریں گھماتے ہوئے کہا لیکن اس دوران سلیمان رفو چکر ہو چکا تھا۔

”سلیمان نے کیا بتایا مس جولیا“۔۔۔ صفر نے حیرت سے سوال کیا۔

”یہ منگنی کر رہے ہیں کسی سے“۔۔۔ جولیا نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

”اچھا۔ تو اس لئے آپ کی آنکھوں“۔۔۔ صفر نے مسکراتے ہوئے کہا مگر پھر یکدم خاموش ہو گیا کیونکہ جولیا نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا تھا۔

”اوہ۔ کیا ہوا جولیا کی آنکھوں کو۔ کمرے پڑ گئے ہیں“۔۔۔ عمران

نے صفدر کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا اور اسی لمحے کال بیل بج اٹھی۔

”سلیمان۔ دیکھنا اب کس کے پیٹ میں مروڑ اٹھا ہے۔۔۔“ عمران نے زور سے ہانگ لگاتے ہوئے کہا۔

”ہم یہاں چیف کے حکم پر آئے ہیں۔۔۔“ اس بات پر صفدر نے ناگواری سے کہا۔

”اچھا۔ میں سمجھا تھا کہ شاید مجھے مبارکباد دینے آئے ہو۔۔۔“ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”مبارکباد کس چیز کی۔۔۔“ صفدر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”بھئی میں حج پر جا رہا ہوں نا۔ میں نے سوچا کہ شادی سے پہلے پہلے یہ فرض ادا کر لوں کیونکہ بعد میں گیا تو ایک درجن بچوں کو کون سنبھالے گا۔۔۔“ عمران نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ یہ حج کا مہینہ تو نہیں ہے۔۔۔“ صفدر نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ میں حج کا سیزن کمانے نہیں جا رہا البتہ وہاں رہ کر سیزن کا انتظار کروں گا۔“۔۔۔ عمران نے کہا اور اسی لمحے کیپٹن بابر، چوہان اور تنویر ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔

”ہیلو۔ کون حج پر جا رہا ہے۔“۔۔۔ کیپٹن بابر نے کہا۔

”جولیا اور صفدر۔ کیا تم ان کے ساتھ جانا پسند کرو گے۔“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”بکواس کر رہا ہے۔“۔۔۔۔۔ جولیا نے تیزی سے کہا۔

”اوہ۔ خفا کیوں ہوتی ہو۔ تمہاری اجازت کے بغیر نہیں جاؤں گا۔“۔۔۔۔۔ عمران نے گھبرا کر کہا۔

”میری طرف سے جہنم میں جاؤ۔ مجھے کیا۔“۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب مسکرا نے لگے۔

بارہ بجے تک تمام ممبرز عمران کے ڈرائنگ روم میں پہنچ چکے تھے اور
سلیمان انہیں جائے پیش کر رہا تھا اور عمران کی حماقتوں کا چرخہ چل رہا
تھا۔

”عمران صاحب۔ ہمیں کس لئے بلایا گیا ہے۔۔۔ نعمانی نے عمران
سے سوال کیا۔

”ارے بھائی نو بانی۔ اوہ نہیں نعمانی۔ میں خود حیران ہوں بقول
کنفیوشس کہ روؤں یا پیوؤں جگر کو میں میلن پتا نہیں کہ جگر سینے میں
ہوتا ہے یا پیٹ میں۔۔۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لے کر اس کے نام
کی مٹی پلید کرتے ہوئے کہا۔

”گویا آپ بتانا نہیں چاہتے۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی مجھ پر الزام ہے۔ لہذا صبر کروں گا کہ ہم پر الزام تو ویسے بھی ایسے بھی سہی اسی لئے تم بھی پیٹ پر صبر کا پتھر باندھ کر انتظار کرو کہ تمہارے چوہے کی کال آنے والی ہے۔۔۔“۔۔۔ عمران نے کہا۔

ٹھیک اسی لمحے جولیا کی واچ ٹرانسمیٹر پر اشارہ ہوا اور اس نے چونکتے ہوئے واچ کا ونڈراڈ باہر کھینچ دیا۔

”ہیلو جولیا۔ ایکسٹو کالنگ۔“۔۔۔ واچ ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز ابھری اور وہ سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

”لیس چیف۔ جولیا انڈنگ یو۔ اور۔“۔۔۔ جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا تمام ممبرز موجود ہیں۔ اور۔“۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

”لیس سر۔ سب ہی موجود ہیں۔ اور۔“۔۔۔ جولیا نے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”عمران۔ تم نے انہیں کچھ بتایا ہے یہاں جمع کرنے کے سلسلے میں۔
اور۔۔۔ ایکسٹو نے عمران کو مخاطب کیا۔

”نوسر۔ مجھے شرم آتی ہی۔ میں شرم کے مارے نہیں بتا سکا کہ منگنی کس
کی ہو رہی ہے۔ سلیمان کی یا۔ اور۔۔۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں
کہا۔

”شٹ اپ سنجیدہ رہو۔ اور۔۔۔ ایکسٹو نے اس کی بات کاٹ کر
غراتے ہوئے کہا۔

”بب۔ بہتر چیف۔ اور۔۔۔ عمران نے سبے ہوئے لہجے میں کہا۔
”ہیلوممبرز۔ تم لوگوں کو ایک اہم مشن پر روانہ ہونا ہے۔ یہ مشن چونکہ
انتہائی خطرناک ہے اس لئے کامیابی کا امکان چالیس پچاس فیصد
سے زیادہ نہیں ہے۔ میرے نزدیک تم سب لوگ ذہین اور بہادر ہو
اور تمہاری وطن پرستی بھی کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے لیکن جیسا کہ میں

کہہ چکا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی خطرناک مہم ہے اس لئے اس میں زیادہ بھیٹر بھاڑ کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے چند ممبرز سلیکٹ کئے ہیں کیونکہ اس طرح کامیابی کا تناسب زیادہ رہے گا۔ اور۔۔۔ ایکسٹو نے تمام ممبرز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ میرا خیال ہے کہ ممبرز کے بغیر ہی کام چلا لیں تاکہ سو فیصد کامیابی حاصل ہو اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”حکومت۔ ہمیشہ ایسی بات کرتے ہوئے ممبرز کے بغیر یہ مشن کیسے مکمل ہو سکتا ہے۔ اور۔۔۔ ایکسٹو نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تو پھر صرف جولیاء اور مجھے اس مہم پر بھیج دیں اور آپ سب جونیئر سیکرٹ سروس کے لئے دعا گو ہو جائیں۔ اور۔۔۔ عمران نے سر ہلا کر کہا اور اسکے ساتھی بے اختیار ہنسنے لگے۔

”کیا مطلب۔ اور۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا حالانکہ عمران کے ساتھی

عمران کا مطلب سمجھ چکے تھے اور جولیا عمران کو غصے سے دیکھ رہی تھی۔
”میرا مطلب ہے کہ ہم نئی ٹیم بنالیں گے۔ اور“۔۔۔ عمران نے
کہا۔

”نہیں۔ تمہارے ساتھ جولیا، صفدر، کیپٹن بابر، تنویر اور چوہان جائیں
گے۔ اور“ ایکسٹو نے کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا ٹاور۔ اوہ نہیں خاور، نعمانی اور صدیقی یہاں رہیں
گے۔ اور“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”سر۔ مشین کے بارے میں آپ نے تفصیل نہیں
بتائی۔ اور“۔۔۔ کیپٹن بابر نے سوال کیا۔

”مشن کے بارے میں تمہیں عمران بریف کرے گا۔ عمران تمہارا
ایڈر ہوگا۔ اس کے احکامات کی تعمیل تم سب پر واجب ہے۔ اور اینڈ
آل“۔۔۔ ایکسٹو نے کہا تو جولیا نے واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر

جوسر داور کے اغواء کے سلسلے میں تھا۔

www.define.pk

پستہ قامت شوگرانی بے تابی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا اس کی نگاہیں
بار بار میز کی جانب اٹھ رہی تھیں جس پر چائے کا کپ، ایش ٹرے،
سگریٹ کا پیکنٹ اور ایٹر رکھا ہوا تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور
کمرے میں ٹیوب لائٹ کی تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی جس کے سبب
سے یہ اندازہ لگانا دشوار تھا کہ باہر دن ہے یا رات۔ البتہ دیوار گیر
کلاک پر چار بجے کا وقت نظر آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر جھلاہٹ
کے تاثرات نمودار ہونے لگے۔ چند لمحوں کے بعد اس نے دانت
پیسے ہوئے بڑبڑانے کے انداز میں کسی نادیدہ وجود کو برا بھلا کہا۔ پھر
بڑھ کر میز سے سگریٹ ایٹر اٹھایا ہی تھا کہ ایٹر سے سیٹی کی باریک سی

آواز نکلنے لگی۔ اس آواز کو سن کر وہ چونکا اور پھر الیٹر کے پہلو میں موجود ننھا سا بٹن انگوٹھے سے دبا دیا۔ دوسرے لمحے سیٹی کی آواز آنا بند ہو گئی اور الیٹر سے ایک انسانی آواز ابھرنے لگی۔

”ہیلو ماسٹر۔ نمبر فائیو کالنگ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا بولنے والے کا لہجہ مودبانہ تھا۔

”لیس۔ نمبر فائیو۔ ماسٹر ریوٹنگ ہو۔ کہاں مر گئے تھے۔ کتنی دیر سے انتظار کر رہا ہوں جبکہ میں نے تمہیں ہدایت بھی کی تھی کہ پندرہ منٹ کے اندر اندر مجھے رپورٹ ملنی چاہیے۔ اور۔۔۔ ماسٹر نے الیٹر قریب کر کے غراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ سوری ماسٹر۔ مجبوری تھی۔ عمران کے فلیٹ پر سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز جمع ہو رہے تھے۔ وہ لوگ اکٹھے نہیں بلکہ وقفہ وقفہ سے آ رہے تھے اس لئے میں نے فلیٹ کے قریب جانا مناسب نہ سمجھا کہ ہو

سکتا ہے کہ کوئی مجھے چیک کر لے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے نمبر
فائیو کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اچھا۔ اب جلدی بکو۔ کیا ہوا۔ اور۔۔۔“ ماسٹر نے غصے سے کہا تو
دوسری طرف سے نمبر فائیو رپورٹ دینے لگا اور ماسٹر کی پیشانی پر بل
پڑ گئے۔

”تمہیں یقین ہے کہ انہوں نے جی ایل ہی کہا تھا۔ اور۔۔۔“ ماسٹر
نے کہا۔

”یس سر۔ ان کی گفتگو میں دو تین مرتبہ اس ملک کا نام لیا گیا
تھا اور۔۔۔ نمبر فائیو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم واپس آ جاؤ۔ اور اینڈ آل۔۔۔“ ماسٹر نے کہا
اور پھر انٹرٹائمنس میٹر آف کر کے وہ کرسی پر بیٹھا اور آنکھیں بند کر لیں
لیکن پیشانی پر شکنیں اس بات کی غماز تھیں کہ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ چند

لمحوں بعد اس نے دوبارہ ایسٹریٹس میٹر آن کیا اور کال کرنے لگا۔
”ہیلو۔ نمبر تھری۔ ماسٹر کالنگ۔ اور۔۔۔“ ماسٹر نے بار بار کال کرتے
ہوئے کہا۔

”یس ماسٹر۔ نمبر تھری ریونگ یو۔ اور۔۔۔“ ایسٹریٹس سے ایک آواز
ابھری۔

”میری ہدایات غور سے سنو نمبر تھری۔ ہمیں شام سے پہلے یہاں سے
روانہ ہونا ہے۔ تم ابھی جا کر پہلی دستیاب فلائٹ پر سیٹیں بک کروالو۔
اور۔۔۔“ ماسٹر نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”کس ایر لائن کی فلائٹ پر ماسٹر۔ اور۔۔۔“ نمبر تھری نے مودبانہ
لہجے میں پوچھا۔

”کسی بھی ایر لائن کی ہوں۔ بہر حال فلائٹ کی روانگی جلد متوقع ہو
جورات دس بجے تک ہمیں منزل تک پہنچا سکے۔ اور۔۔۔“ ماسٹر نے

کہا۔

”رائٹ سر۔ میں ابھی پتہ کرتا ہوں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے نمبر تھری کی آواز سنائی دی۔

”سیٹیں بک کروانے کے بعد مجھے فوراً کال کر کے بتا دینا کہ فلائٹ کب روانہ ہوگی۔ اور۔۔۔ ماسٹر نے اسے مزید ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

www.define.pk

”یس ماسٹر۔ کیا سب نے جانا ہے۔ اور۔۔۔ نمبر تھری نے پوچھا۔

”نہیں۔ صرف نمبر ون یہاں رہے گا۔ باقی سب میرے ساتھ جائیں گے۔ اور اینڈ آل۔۔۔ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پیکٹ سے ایک سگریٹ نکال کر سلگانے لگا تقریباً دو منٹ بعد اسے کوئی خیال آیا اور وہ سگریٹ کا ٹکرا ایش ٹرے میں سل کر اٹھ گیا۔ اس کا رخ واش روم کی طرف تھا۔ واش روم

میں داخل ہو کر اس نے جیب سے الیکٹرک ٹیسٹر نکالا اور اس کی مدد سے دروازے کے پہلو میں دیوار پر نصب سوئچ بورڈ کے پیچ کھولنے لگا۔ پیچ کھول کر اس نے بورڈ کی اوپر والی شیٹ ایک طرف ہٹائی اور اس میں رکھی چھوٹی سی پلاسٹک کی تھیلی نکال کر جیب میں رکھ لی۔ پھر اس نے بورڈ پر شیٹ جمائی اور دوبارہ اس کے پیچ کسے لگا۔ اس کام میں اسے بمشکل دو منٹ لگے تھے۔

کام ختم کر کے وہ واش روم سے باہر آیا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کا بولٹ گرا کر اس نے دروازہ کھولا اور احتیاط سے باہر جھانکا۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ مطمئن ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر بولٹ چڑھا کر دروازے پر پردہ کھینچا اور میز کے پاس کرسی پر آ کر بیٹھا۔ اس نے جیب سے پلاسٹک کی تھیلی نکالی۔ تھیلی میں ایک چوکور ڈبیا بندھی۔ اس نے تھیلی کھول کر وہ ڈبیا نکالی جو سائز

میں مگر یٹ کے چھوٹے پیکٹ کے برابر اور نصف انچ موٹی تھی ڈبیا کی ایک سائنڈ پر ننھے ننھے بٹن نصب تھے جو مختلف رنگوں کے تھے۔ اس نے پہلے سرخ بٹن دبایا اور ڈبیا میں ارتعاش پیدا ہو گیا۔ تب اس نے نیلے رنگ کا بٹن سات مرتبہ پیش کیا پھر سبز رنگ کا بٹن دبا دیا۔ سبز بٹن دیتے ہی ڈبیا کی دھاتی سطح سے ہلکی ہلکی سنسناہٹ ابھرنے لگی۔ تب وہ ڈبیا کو منہ کے قریب کر کے بولنے لگا۔

”ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر۔ ماسٹر کالنگ۔ اور۔۔۔“ ماسٹر نے کہا۔

”یس ماسٹر۔ ہیڈ کوارٹر ریسپونگ یو۔ اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد سنسناہٹ کی جگہ ایک انسانی آواز ڈبیا سے ابھرنے لگی۔

”چیف سے بات کراؤ۔ اور۔۔۔“ ماسٹر نے کہا۔

”سوری۔ چیف اس وقت میٹنگ میں ہیں۔ اور۔۔۔“ ڈبیا سے آواز

آئی جو یقیناً ٹرانسمیٹر تھا۔

”اچھا۔ پیغام نوٹ کرو اور جب چیف میٹنگ سے فارغ ہو ان تک

پہنچا دینا۔ اور۔۔۔ ماسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”راہٹ۔ پیغام بتاؤ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور وہ

پیغام نوٹ کرانے لگا۔

”اب میں جی ایل پہنچ کر کال کروں گا۔ اور اینڈ آل۔۔۔ پیغام

نوٹ کرانے کے بعد ماسٹر نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا زرد بٹن دبایا اور

ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر پلاسٹک کی تھیلی میں محفوظ

کیا اور کوٹ کی اندورنی جیب میں رکھ کر نیا سنگریٹ پیکیٹ سے نکالا مگر

اسی لمحے اسٹر ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز ابھرنے لگی۔ وہ چونکا اور

ٹرانسمیٹر اٹھا کر آن کر دیا۔ دوسری طرف سے نمبر تھری کال کر رہا تھا۔

”لیس نمبر تھری۔ ماسٹر ریونگ یو۔ اور۔۔۔ ماسٹر نے جوابا کہا۔

”سیٹیں بک کر ادی ہیں سر۔ ایکریمین ایئر اینرز سے۔ ایک گھنٹہ بعد

کی فلائٹ ہے۔ اور۔۔۔ نمبر تھری کی آواز آئی۔

”گڈ۔ اور۔۔۔“ ماسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اور کوئی حکم سر۔ اور۔۔۔“ نمبر تھری نے پوچھا۔

”تم واپس پہنچو اور ہر ممبر کو اس کا ٹکٹ دیکر فلائٹ کا وقت بتا دو۔ سب

لوگ الگ الگ سفر کریں گے۔ ایئر پورٹ پر یا سفر کے دوران ایک

دوسرے سے شناسائی کا اظہار نہ کریں۔ اور۔۔۔“ ماسٹر نے اسے

www.demmerok

ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ اور آپ کا ٹکٹ۔ اور۔۔۔“ نمبر تھری نے مودبانہ لہجے

میں کہا۔

”وہ میں تم سے ایئر پورٹ پر ملے لوں گا۔ اور اینڈ آل۔۔۔“ ماسٹر

نے جواب میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کیا اور ڈرائیونگ ٹیمبل کے

سامنے بیٹھ کر اپنے چہرے پر میک اپ کرنے لگا۔

وشنگٹن ایئر پورٹ پر اس وقت رات کے گیارہ بجے تھے اور چند منٹ پہلے آنے والی فلائٹ کے مسافر لاؤنچ سے باہر آ رہے تھے۔ لاؤنچ کے باہر کھڑا نیلے سوٹ والا مقامی شخص باہر آنے والے مسافروں کا باریک بینی سے جائزہ لے رہا تھا۔ دفعتاً اس کی نگاہیں ایک ایسے جوڑے پر جم گئیں جو ادھیڑ عمر تھا لیکن عورت نہ صرف مرد سے دس برس چھوٹی معلوم ہوتی تھی بلکہ بے حد خوبصورت اور باوقار نظر آ رہی تھی۔ نیلے سوٹ والے نے انہیں غور سے دیکھا اور پھر تیزی سے کار پارکنگ کی طرف بڑھ گیا اور ایک کار میں بیٹھ کر انجن سٹارٹ کرنے لگا مگر اس کی نگاہیں بیک مرر پر اس جوڑے کو دیکھتی رہیں جو ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

پھر جونہی وہ جوڑا ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوا نیلے سوٹ والے نے بھی کار پارکنگ سے نکالی اور ٹیکسی کے پیچھے چل دیا چند منٹ کے سفر کے بعد وہ شہر کے مرکزی حصے میں پہنچ گئے۔ ٹیکسی گلبرٹ ہوٹل کے گیٹ پر رکی اور نیلے سوٹ والے نے پندرہ بیس قدم پیچھے روک کر انجن بند کر دیا۔ وہ دونوں ٹیکسی سے اتر کر ہوٹل میں داخل ہوتے دکھائی دیے تو نیلے سوٹ والے نے اپنی جیب سے موبائل فون نکالا اور اس پر نمبر ملا کر کان سے لگالیا۔

”ہیلو۔ آر تھر سپیکنگ“۔۔۔ سلسلہ ملنے پر ایک آواز سنائی دی۔

”رابرٹ بول رہا ہوں سر“۔۔ نیلے سوٹ والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”لیس رابرٹ۔ کیا رپورٹ ہے“۔۔۔ آر تھر نے دوسری طرف سے

پوچھا۔

مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

”یس سر۔۔۔ لڑکی نے پوچھا۔

”میرا تعلق ایف بی آئی سے ہے۔ ابھی دو منٹ پہلے ایک ادھیڑ عمر

شخص ایک عورت کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ مجھے ان کے بارے میں

معلوم کرنا ہے یعنی ان کے نام اور روم نمبر وغیرہ۔۔۔۔۔ رابرٹ نے

کاؤنٹر پر جھکتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

”ادھیڑ عمر۔ نو سر۔ اس قسم کا کوئی جوڑا یہاں نہیں آیا۔۔۔۔۔ لڑکی نے

سوچتے ہوئے کہا۔

”مگر میں نے خود انہیں ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔۔۔۔۔

رابرٹ نے چونک کر کہا۔

”لیکن سر۔ میرے پاس وہ نہیں آئے اور نہ میں نے انہیں

دیکھا۔۔۔۔۔ لڑکی نے ایک ویٹر کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ویٹر فوراً

قریب آ گیا۔

”کیا ابھی کوئی جوڑا یہاں آیا تھا۔ ایک ادھیڑ عمر مرد اور سرخ بالوں والی عورت۔۔۔ رابرٹ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے جلدی سے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ سیدھے لفٹ کی طرف چلے گئے تھے۔۔۔ ویٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کس فلور پر گئے ہیں۔۔۔ رابرٹ نے پوچھا۔

”یہ تو میں نہیں دیکھ سکا۔ میں اس کونے والی میز کے پاس کھڑا تھا۔۔۔ ویٹر نے کہا۔ رابرٹ نے لڑکی کا شکر یہ ادا کیا اور تیزی سے ہال کے اختتام پر واقع لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ اس وقت ساتویں فلور پر تھی۔ اس نے اندازہ لگایا کہ اگر ان دونوں کے بعد کسی نے لفٹ استعمال نہیں کی تو وہ یقیناً ساتویں فلور پر گئے ہوں گے۔

اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے مطلوبہ افراد کے بارے میں پوچھا۔
”میں نے انہیں گراؤنڈ فلور پر دیکھا تھا“۔۔۔ ویٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”کیا“۔۔۔ رابرٹ اچھل پڑا۔

”جی ہاں۔ وہ گراؤنڈ فلور کی راہداری میں اس طرف بڑھ رہے تھے جس طرف کچن ہے“۔۔۔ ویٹر نے بتایا۔

”اوہ۔ کیا ہوٹل کا کوئی عقبی دروازہ بھی ہے“۔۔۔ اس نے تیزی سے سوال کیا۔

”یس سر۔ کچن کے پاس ایک دروازہ ہے جو عقبی گلی میں کھلتا ہے“۔۔

ویٹر نے کہا تو رابرٹ فورالفٹ کی طرف لپکا۔ لفٹ میں سوار ہو کر وہ

گراؤنڈ فلور پر پہنچا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ کچن راہداری کے

اختتام پر تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دروازہ تھا۔ اس نے دروازہ کھوا

تو دوسری طرف ہوٹل کی عقیبی کشادہ گلی تھی مگر گلی سنسان پڑی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے مطلوبہ افراد اسے جل دے کر اس طرف سے نکل گئے ہیں۔ وہ طویل سانس لیتا ہوا واپس چل دیا۔ ہوٹل سے باہر آ کر وہ اپنی کار میں بیٹھا اور موبائل فون پر آرتھر کے نمبر ملانے لگا۔

”سر۔ وہ دونوں ہوٹل میں نہیں ٹھہرے بلکہ عقیبی راستے سے نکل گئے ہیں۔۔۔ سلسلہ ملنے پر رابرٹ نے کہا۔

”اوہ۔ کیا بک رہے ہو۔۔۔ دوسری طرف سے آرتھر غرایا۔

”یس سر۔ غالباً وہ اپنے تعاقب سے باخبر ہو گئے تھے اور مجھ سے پیچھا چھڑانے کے لئے ہوٹل میں داخل ہوئے تھے۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

تم نے انہیں کھو دیا احمق آدمی۔ اب میں باس کو کیا جواب دوں گا۔۔۔ آرتھر کی غضبناک آواز سنائی دی۔

”سر۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں تو یہی سمجھتا تھا کہ وہ یہاں رہائش کے لئے آئے ہیں۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

”تم نے شروع میں ہی غلطی کی تھی۔ اگر مجھے رپورٹ دینے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے تم فوراً ان کے پیچھے ہوٹل میں جاتے تو وہ ہاتھ سے نہ نکلتے۔ اب میں نے پاس کو تمہاری ناکامی کا بتایا تو وہ تمہیں سزا کا حکم سنا دے گا۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

”سر۔ میں انہیں تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔ رابرٹ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آس پاس کے دوسرے ہوٹل چیک کرو۔۔۔ آرتھر نے کہا اور سلسلہ منقطع ہو گیا اور رابرٹ نے بھی موبائل آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔ پھر انجن سٹارٹ کر کے چل پڑا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ دس بارہ منٹ میں وہ جوڑا وہاں سے کافی دور کسی ہوٹل میں رہائش

اختیار کر چکا ہوگا۔ ابھی وہ بیس پچیس قدم ہی دور گیا تھا کہ سڑک کنارے کھڑی ایک کیڑا اک حرکت کرتی ہوئی اس کے پیچھے دوڑنے لگی اس میں ڈرائیور کے سوا کوئی نہ تھا لیکن رابرٹ اپنے تعاقب سے بے خبر رہا۔ چند منٹ بعد اس نے ایک اور بڑے ہوٹل کے گیٹ کے باہر کاررو کی اور اتر کر ہوٹل میں داخل ہوگا۔

گلی سے نکل کر وہ دونوں سڑک پر پہنچے اور ادھیڑ عمر شخص نے ایک گزرتی ٹیکسی کو روک لیا۔ ٹیکسی خالی تھی اس نے ڈرائیور کو پکاڑلی سرکس چلنے کو کہا اور سرخ بالوں والی عورت کے ساتھ ٹیکسی کی عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔ دس بارہ منٹ بعد ٹیکسی پکاڑلی سرکس کے قریب پہنچی تو ادھیڑ عمر نے ڈرائیور کو کراؤن ہوٹل کا نام بتایا اور اس نے بائیں جانب واقع ہوٹل کے باہر ٹیکسی روک دی۔ وہ دونوں ٹیکسی سے اترے اور بل ادا کرنے کے بعد ہوٹل میں داخل ہو گئے۔

یہ ایک فائیو سٹار ہوٹل تھا ہال میں کاؤنٹر پر پہنچ کر اس شخص نے کلرک سے دو کمروں کی بات کی اور اس نے رجسٹر میں ضروری خانہ پری کر کے ایک ویٹر کو ان کے ساتھ بھیج دیا کمرے سیکنڈ فلور پر تھے۔ ویٹر نے

وہاں پہنچ کر انہیں کمرے دکھائے اور ادھیڑ عمر شخص اسے ٹپ دے کر رخصت کرنے کے بعد ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کی ساتھی عورت نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے گہرا سانس لیا اور کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ وہ آدمی بولٹ چڑھا کر اس کے سامنے دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”کیا ہم یہاں محفوظ ہیں۔۔۔“ عورت نے اس سے پوچھا۔
”نہ بھی ہوں تو بھی کوئی پرواہ نہیں۔ ہم نے یہاں صرف رات ہی گزارنی ہے۔۔۔“ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ آدمی عمران تھا جبکہ سرخ بالوں والی عورت جولیا تھی۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

”ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ۔ اوور۔۔۔“ عمران نے آہستہ سے کہا۔
”لیس۔ عمران صاحب۔ صفدر اسٹڈنگ یو۔ اوور۔۔۔“ دوسری طرف

صفدر کی آواز سنائی دی۔

”کیا تم لوگ اپنی منزل پر پہنچ گئے ہو۔ اور۔۔۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ آپ کہاں ہیں۔ اور۔۔۔“ صفدر نے کہا۔

”پکاڑلی سرکس۔ اور۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو آپ سرکس دیکھ رہے ہیں۔ اور۔۔۔“ صفدر کے لہجے میں

حیرت تھی۔

”عمران صاحب۔ اکیلے اکیلے۔ کیا ہم سرکس نہیں دیکھ سکتے اور۔۔۔“

کیپٹن بابر کی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ جو سرکس میں دیکھ رہا ہوں وہ دل گردے والا شخص ہی دیکھ

سکتا ہے۔ اور۔۔۔“ عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ آپ کون سی سرکس دیکھ رہے ہیں۔ اور۔۔۔“ صفدر

نے پوچھا۔

”سینڈول والی۔ اور اسے وہی دیکھ سکتا ہے جسے جولیاء کے سینڈال کا نمبر معلوم ہو۔ اور“۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اس کے ساتھیوں کے ہنسنے کی آواز سنائی دی اور جولیاء اسے غضبناک نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

”صفدر۔ تم لوگ اب نئے میک اپ کرلو۔ صبح شاید روانگی ہو اور“۔۔۔ عمران نے دوبارہ صفدر کو مخاطب کر کے کہا۔

”بہتر۔ مگر آپ سر کس کی بات گول کر گئے۔ اور“۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”الاحول والا قوۃ۔ تم تو حسد کرنے لگے ہو۔ شاید تنویر کی صحبت کا اثر ہے۔ اور“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”مگر تنویر تو یہاں موجود نہیں ہے۔ اس لئے صحبت کا اثر کس طرح ہو سکتا ہے۔ وہ تو اپنے کمرے میں ہے۔ اور“۔۔۔ صفدر نے ہنستے

ہوئے کہا۔

”ارے۔ تو میں کون سا کمرے سے باہر ہوں۔ میں بھی تو کراؤن ہوٹل کے کمرے میں بیٹھا تیروں کی بوچھاڑ برداشت کر رہا ہوں۔ اور۔۔۔“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کمال ہے۔ آپ پکاڑلی سرکس سے یکدم ہوٹل میں پہنچ گئے۔ اور۔۔۔“۔۔۔ کیپٹن بابر کی آواز سنائی دی۔

”یار گاجر۔ شاید تم اپنے دماغ جہاز میں ایئر ہوسٹس کے حوالے کر آئے ہو۔ پکاڑلی سرکس اس علاقے کا نام ہے ورنہ اس عمر میں سرکس دیکھنے میں کیسے جرات کر سکتا ہوں جبکہ ایک عدد محترمہ بھی ساتھ ہو۔ اور۔۔۔“۔۔۔ عمران نے ناگواری سے کہا۔

”کیوں فضول بکواس میں وقت ضائع کر رہے ہو۔ کام کی بات کرو۔۔۔“۔۔۔ سامنے بیٹھی جولیہ نے غصے سے کہا۔

”سن لیا کیپٹن۔ وہ مجھے بات نہیں کرنے دیتی تو سر کس کیسے دیکھنے دے گی۔ لہذا صبح تک تم بھی آرام کرو اور ہاں۔ صبح ناشتے کے بعد میری کال کا انتظار کرنا۔ اور اینڈ آل۔۔۔“۔۔۔ عمران نے کیپٹن بابر کو مخاطب کر کے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

”جولیا۔ تم بھی اب اپنے کمرے میں آرام کرو۔ مجھے ٹائیگر کی کال کا انتظار ہے۔۔۔“۔۔۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ ٹھیک اسی لمحے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا اور عمران نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو عمران صاحب۔ ٹائیگر کالنگ۔ اور۔۔۔“۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کے مقامی ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔

”یس ٹائیگر۔ عمران انڈنگ یو۔ اور۔۔۔“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میرے ور کرنے اطلاع دی کہ وہ آدمی مختلف ہوٹلوں میں آپ کو
تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ اور“۔۔۔ ٹائیگر نے بتایا۔

”ٹھیک ہے۔ اس سے کہو کہ وہ نیلے سوٹ والے کے پیچھے لگا رہے۔
جب اس کا ٹھکانہ معلوم ہو جائے تو اطلاع دے۔ اور“۔۔۔

عمران نے کہا۔

”بہت بہتر۔ اور کوئی حکم۔ اور“۔۔۔ ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں
کہا۔

”فی الحال تو کوئی نہیں۔ البتہ صبح کو چند چیزیں درکار ہوں گی۔ نوٹ کر
لو۔ اور“۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کو مطلوبہ چیزیں
بتائیں اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ناشتہ کرنے کے دوران کیپٹن بابر اور صفدر آپس میں عمران کے بارے
میں گفتگو کر رہے تھے عمران نے انہیں گزشتہ رات بتایا تھا کہ وہ ناشتہ
کرنے کے بعد انہیں کال کرے گا لیکن کسی سلسلے میں یہ نہیں بتایا تھا
چنانچہ وہ اندازے لگا رہے تھے کہ عمران انہیں کس قسم کی ہدایات دے
گا۔ ان کے باقی ساتھی اسی ہوٹل کے مختلف کمروں میں ٹھہرے
ہوئے تھے اور ان کے لئے کمروں کا انتظام ایکسٹو کے مقامی ایجنٹ
ٹائیگر نے کیا تھا۔ تنویر کے ساتھ چوہان فرسٹ فلور کے ایک کمرے
میں موجود تھا۔ جبکہ جوزف سیکنڈ فلور پر تھا۔ وہ ناشتے سے فارغ ہوئے
ہی تھے کہ صفدر کی واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا اور اس نے تیزی
سے واچ کا ونڈراڈ باہر کھینچ دیا۔

نے کہا۔

”میں تو ایک گھنٹہ قبل ناشتہ کر چکا ہوں پیارے۔ بہر حال تم فوری طور پر اس ایڈریس پر روانہ ہو جاؤ۔ اور۔۔۔“۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ایڈریس بتا دیا۔

”ہمیں یہاں کیا کرنا ہے۔ اور۔۔۔“۔۔۔ صفدر نے ایڈریس ذہن نشین کرتے ہوئے پوچھا تو جواب میں عمران اسے ہدایات دینے لگا۔

”یہی ہدایات جوزف، تنویر اور چوہان کے لئے ہیں۔ تم لوگوں کے استعمال کے لئے گاڑی ہوٹل کے باہر فٹ پاتھ کے ساتھ کھڑی ہے۔ سرخ رنگ کی فورڈ۔ اس کی چابی انگنشتیں سوچ میں موجود ہے۔ ڈائش بورڈ کے خانے میں استعمال کی ضروری چیزیں بھی موجود ہیں۔

اپنے تعاقب کا خاص طور پر خیال رکھنا۔ یہاں لا پرواہی کی گنجائش نہیں ہے۔ اور۔۔۔“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”بہت بہتر۔ لیکن جوزف کی وجہ سے دشواری پیش آ سکتی ہے۔ اور۔۔۔“ صدر نے اندیشہ ظاہر کیا۔

”تم نے کبھی کالے انگریز دیکھے ہیں۔ اور۔۔۔“ عمران نے سوال کیا۔

”جی ہاں۔ کئی دیکھے ہیں۔ اور۔۔۔“ صدر نے چونکتے ہوئے کہا۔
”بس۔ سمجھ لو جوزف کالے انگریز ہے سر کے بال ہیٹ میں چھپائے گا۔ اور۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”آل رائٹ۔ اور کچھ۔ اور۔۔۔“ صدر بے اختیار مسکرا دیا۔
”بس ٹائم کا خیال رکھنا۔ اور اینڈ آل۔۔۔“ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ صدر نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر فون پر تنویر، جوزف اور چوہان کو باری باری کال کر کے اس نے روانگی کے لئے ہدایات دیں اور صوفے سے اٹھتے ہوئے کیپٹن بابر کو چلنے کا

اشارہ کیا۔ تقریباً دو منٹ بعد وہ دونوں ہوٹل سے نکل کر باہر سڑک پر پہنچے تو تنویر، چوہان اور جوزف وہاں موجود تھے۔ سرخ رنگ کی فورڈ کار بھی پارکنگ میں نظر آ رہی تھی۔ صفدر کار کے قریب آیا اور دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن بابر، چوہان اور جوزف عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے جبکہ تنویر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور صفدر انجن سٹارٹ کر کے چل پڑا۔ نصف گھنٹے بعد وہ شہر سے نکل آئے اور صفدر نے رفتار میں اضافہ کر دیا۔ اس سڑک پر ٹریفک بہت کم تھی۔ وہ مضافاتی علاقہ تھا۔ ہر طرف سربزکھیت نظر آ رہے تھے۔

صفدر نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا تو اس میں چند موبائل فون اور ریوالتور وغیرہ موجود تھے۔ اس نے فون اور ریوالتور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔ مزید نصف گھنٹے بعد وہ شہر سے تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر پہنچ گئے۔ پھر جونہی سڑک کے کنارے نیشنل پارک کا بورڈ نظر آیا

صفدر نے رفتار کم کر دی۔ بورڈ سے چند قدم آگے ایک سڑک بائیں جانب مڑ رہی تھی۔ صفدر نے اس پر کار موڑ دی۔

تقریباً تین کلومیٹر چلنے کے بعد وہ ایک دورا ہے پر پہنچ گئے۔ سیدھی سڑک نیشنل پارک کی طرف جاتی تھی جبکہ ایک سڑک دائیں جانب مڑ رہی تھی۔ وہ دائیں جانب مڑ گئے۔ یہ سڑک زیادہ کشادہ نہیں تھی اور اس کے دونوں اطراف میں سرسبز فصلوں والے کھیت تھے۔ تقریباً دو

کلومیٹر چلنے کے بعد چھوٹا سا بورڈ سڑک کے کنارے دکھائی دیا جس پر تھپچر فارم لکھا ہوا تھا اور کچھ فاصلے پر ایک عمارت دکھائی دے رہی تھی جو بناوٹ کے لحاظ سے فارم کی عمارت معلوم ہوتی تھی۔ چند منٹ بعد وہ اس عمارت کے قریب پہنچ گئے۔ عمارت کے گرد چار دیواری تھی جس میں ایک آہنی گیٹ لگا ہوا تھا۔ گیٹ بند تھا اور اس کے قریب ایک مسلح شخص کھڑا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ صفدر نے گیٹ کے پاس

جا کر کاررو کی اور مسلح چوکیدار ان کے قریب آ گیا۔

”مسٹر وولف سے ملنا ہے۔۔۔“ صدر نے چوکیدار سے کہا جو کہ ایک ادھیڑ عمر آرش تھا۔

”آپ لوگ کون ہیں اور کس سلسلے میں آئے ہیں۔۔۔“ چوکیدار نے صدر اور اس کے ساتھیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے چارلس کہتے ہیں۔ یہ میرے دوست ہیں۔۔۔“ صدر نے کہا اور اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کیا۔

”آپ لوگ گاڑی یہیں چھوڑ کر اندر آ جائیں۔۔۔“ چوکیدار پیچھے ہٹا ہوا ہوا۔ پھر اس نے گیٹ کھول دیا۔ صدر نے انجن بند کیا اور وہ سب کار سے اتر کر گیٹ سے اندر آ گئے۔ چوکیدار نے گیٹ بند کر دیا۔ کمپاؤنڈ میں ان کے سوا کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔

”میرے ساتھ آئیے۔۔۔“ چوکیدار نے شائستہ انداز میں ان سے

کہا اور عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ گیٹ سے عمارت کم از کم بیس گز کے فاصلہ پر تھی۔ عمارت کے اندر خاموشی کا راج تھا۔ وہ برآمدے میں داخل ہوئے۔ آگے ایک راہداری تھی۔ جس میں دائیں بائیں متعدد کمرے تھے۔ عمارت کافی پرانی معلوم ہوتی تھی۔ فرش پر گرد کی تہہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہاں بہت کم لوگوں کی آمد و رفت تھی۔ پرانی وضع کے دروازے بند نظر آ رہے تھے اور راہداری کی چھت مکڑی کے جالوں سے بھری ہوئی تھی۔ چوکیدار دائیں ہاتھ کے دوسرے کمرے کے دروازے پر کا اور دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اس کے علاوہ اشارے پر وہ سب کمرے میں داخل ہو گئے۔ ان کے اندر جاتے ہی باہر کھڑے چوکیدار نے تیزی سے باہر دیوار پر نصب سوئچ بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے سرسراہٹ کی آواز ابھری اور اس سے پہلے کہ وہ لوگ ہوشیار ہوتے دروازہ بند ہوتا چلا گیا۔

رابرٹ نے کئی ہوٹل چھان مارے۔ آخر دو گھنٹوں بعد وہ بری طرح
تھکاوٹ محسوس کرنے لگا تو مائچسٹر ہوٹل میں چائے پینے کے لئے
داخل ہوا۔ ہال میں بیٹھ کر وہ چائے پی رہا تھا کہ اچانک اس کی نگاہ
اپنے بائیں جانب کی تیسری میز کی طرف اٹھ گئی اور وہ بے ساختہ
چونک پڑا۔ اس میز پر بیٹھا شخص کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھ رہا
تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ وہ شخص اس کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس آدمی نے
سرخ رنگ کی ثانی باندھی ہوئی تھی۔ جس پر سفید رنگ سے شیر کی تصویر
بنی ہوئی تھی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اس آدمی کو پچھلے ہوٹل میں
بھی دیکھ چکا ہے۔ گویا وہ آدمی اس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا تھا۔

یہ خیال آتے ہی اس نے سرخ ٹائی والے سے پیچھا چھڑانے کا ارادہ کر لیا۔

”ذرا دیکھ کر آؤ کہ روم نمبر سکسٹی میں کوئی اڑکی بیٹھی ہے۔۔۔“

رابرٹ نے ویٹر کو طلب کر کے جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکالا اور اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا تو تو ویٹر نے سر ہلایا اور زینوں کی طرف بڑھ گیا۔ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے سر جھکا کر کن انکھیوں سے سرخ ٹائی والے کو دیکھا۔ سرخ ٹائی والا اپنی میز سے اٹھا اور زینوں کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ زینے چڑھ کر جونہی نگاہوں سے اوچھل ہوا رابرٹ تیزی سے اٹھا۔ اس نے کاؤنٹر پر چائے کا بل ادا کیا اور ہال سے نکل آیا۔ باہر آ کر وہ فٹ پاتھ کے ساتھ کھڑی اپنی کار میں بیٹھا اور وہاں سے چل دیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دیر گیا تھا کہ اچانک اس کی گردن سے کوئی ٹھنڈی چیز آگئی۔ اس نے سامنے لگے آئینے میں پیچھے کا جائزہ

لیا اور بے اختیار اچھل پڑا۔ عقب میں ایک شخص سیٹ پر بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں سائنسنگر لگا رہا تھا۔ جس کی نال اس کی گردن سے ٹچ ہو رہی تھی۔

”اوہ۔ کون ہو تم۔۔۔ وہ تیزی سے بولا۔

”خاموشی سے گاڑی چلاتے رہو دوست۔ ورنہ بے آواز گولی گردن میں سوراخ کر دے گی۔۔۔“ رابرٹ نے سخت لہجے میں کہا اور رابرٹ نے ہنسی سے ہونٹ کاٹنے لگا۔ چوک کے قریب پہنچ کر پیچھے بیٹھے سیاہ چشمے والے نے اسے بائیں جانب مڑنے کا حکم دیا اور رابرٹ نے چوک سے بائیں جانب کار موڑ دی۔

”تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔۔۔“ رابرٹ نے پوچھا۔

”چند منٹ بعد تمہیں پتہ چل جائے گا۔ فی الحال خاموش رہو۔۔۔“ رابرٹ نے کہا اور پھر دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالا اور سگریٹ

ایسٹرن کال کرڈرائیونگ سیٹ کی آڑ میں آیا۔

”ہیلو ماسٹر۔ نمبر سیون کالنگ۔ اور“۔۔۔ اس کے منہ سے نکلا مگر وہ

ایکریمین نہیں شوگرانی زبان میں بول رہا تھا۔

”لیس نمبر سیون۔ ماسٹر رسیونگ یو۔ اور“۔۔۔ تین چار سیکنڈ بعد ایسٹر

سے آواز بھری۔

”سر۔ میں نے اس آدمی کو کھد کر لیا ہے۔ اور“۔۔۔ نمبر سیون نے

www.define.pk

مودبانہ لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ اسے یہاں لے آؤ۔ لیکن اپنے تعاقب کا خیال رکھنا۔ وہ

آدمی کہاں ہے جو اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ اور“۔۔۔ ماسٹر نے

کہا۔

”اسے غالباً یہ جل دے کر آیا ہے کیونکہ یہ بڑی جلدی میں ہوٹل سے

باہر آیا تھا۔ اور“۔۔۔ نمبر سیون نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ احتیاط سے لے آؤ۔ اسے گرفت سے مت نکلنے دینا
اور اینڈ آل۔۔۔“ ماسٹر نے کہا تو نمبر سیون نے ایٹر کا ایک بٹن دبایا
اور ایٹر جیب میں رکھ لیا۔ اس دوران اس کی توجہ رابرٹ پر ہی تھی۔
”اگلے چوک سے دائیں جانب مڑنا ہے۔۔۔“ نمبر سیون نے کہا اور
ساتھ ہی اس نے اٹھ کر رابرٹ کی داہنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور
ریو الورنکال کر پھر بیٹھ گیا۔ رابرٹ نے بے بسی سے ہونٹ چبا رہا تھا۔ وہ
تین سڑکوں پر گھومنے کے بعد وہ شہر کے جنوبی حصے میں پہنچے۔ پھر ایک
جلد نمبر سیون نے رابرٹ کو کار روکنے کا حکم دیا۔ اس نے کار روکی ہی
تھی کہ نمبر سیون نے اس کے سر کے عقبی حصے پر ریو الورکا دستہ رسید کر
دیا۔ رابرٹ کراہا اور اس کا سر اسٹیمرنگ پر جا ٹکا۔ دوسرے ہی لمحے
اس پر بے ہوشی طاری ہوتی چلی گئی۔

صفدر سے بات کرنے کے بعد عمران نے واج ٹرانسمیٹر آف کیا۔ پھر
سامنے بیٹھے ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ تقریباً چالیس برس کا صحت
مند اور توانا شخص تھا۔ ایکریمین ماں اور پاکیشیائی باپ کی نسبت سے
دوغلی نسل کا ہونے کے سبب وہ مقامی ہی نظر آتا تھا۔ انگلین میں پیدا
ہوا۔ کچھ عرصہ بعد والدین کی علیحدگی ہوئی تو باپ کے ساتھ پاکیشیا چلا
گیا۔ نو عمری میں والد فوت ہو گئے تو ماں نے انگلین بلا لیا۔ انگلین میں ہی
اعلیٰ تعلیم حاصل کی مگر گاہے بگاہے پاکیشیا میں اپنے عزیزوں سے ملنے
جاتا رہا۔

باپ کے وطن کی محبت سے سرشار تھا اس لئے جب انگلینڈ میں ایک مرتبہ عمران سے اس کی ملاقات ہوئی تو عمران کی دعوت پر وہ سیکرٹ سروس کے لئے خدمات انجام دینے پر رضا مند ہو گیا۔ گزشتہ پانچ برس سے وہ ایکسٹو کے مقامی ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا جبکہ اس کا اصل پیشہ بزنس تھا اور وہ جنوبی انگلینڈ میں ایک بہت بڑا ڈیپارٹمنٹل سٹور چلا رہا تھا۔ عمران کی ہدایت پر وہ مطلوبہ سامان لے آیا تھا۔ یہاں اس نے اپنے طور پر چند باصلاحیت افراد کا ایک گروہ بنا رکھا تھا جن سے وہ بوقت ضرورت کام لیتا تھا۔ اس کے ماتحت بھی مقامی مسلمان تھے۔

”دولف کا اور کوئی ٹھکانہ بھی ہے۔۔۔“ عمران نے جولیا کے پاس صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”فی الحال تو یہی معلوم تھا۔ ویسے اس کا شہر میں ایک ہوٹل بھی ہے

جہاں وہ کبھی کبھار ہی دکھائی دیتا ہے۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم وہاں اپنے آدمی بھیج دو تا کہ جو نہی وہ اس ہوٹل میں نظر آئے ہمیں اطلاع مل جائے اور ہاں۔ رات والے شخص کا کیا ہوا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”وہ اپنے تعاقب سے آگاہ ہو گیا تھا اور ایک ہوٹل میں میرے آدمی کو جل دیکر غائب ہو گیا تھا۔ اب میرے آدمی اس کی گاڑی تلاش کر رہے ہیں۔ جس کے نمبر انہیں بتا دیے گئے ہیں۔ جلد ہی پتہ چل جائے گا۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

”یوں کرو۔ اس کی تلاش ترک کر دو۔ خواہ مخواہ وقت ضائع ہوگا۔ اب تم جاؤ۔ ضرورت پڑی تو میں فون پر تم سے بات کر لوں گا۔ فی الحال ہماری ضرورت وولف ہے۔ اس سے ملنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اب ہمیں بھی چلنا چاہیے۔۔۔“ عمران نے ٹائیگر کو رخصت کرنے کے بعد جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کہاں۔۔۔“ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”جہاں قسمت لے جائے۔ یہاں سے تو دانہ پانی اٹھ گیا ہے۔ ناشتہ

ہم راستے میں کریں گے اور پھر چل دیں گے۔ آؤ۔۔۔“ عمران نے

کہا۔ وہ دونوں نئے میک اپ میں تھے۔ عمران نے اٹھ کر دروازہ

کھولا اور باہر جھانکا۔ راہداری میں کوئی نہ تھا۔ چنانچہ دونوں باہر آئے

اور دروازہ بند کر کے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ لفٹ کے ذریعے

گراؤنڈ فلور پر پہنچ کر وہ ہال سے باہر آ گئے۔ پارکنگ میں سبز رنگ کی

وہ کار موجود تھی جو ان کے لئے ٹائیگر وہاں چھوڑ گیا تھا اور چابی عمران کو

دے گیا تھا۔

کار میں بیٹھ کر وہ ہوٹل سے باہر آئے اور تھوڑے فاصلے پر واقع ایک

ریستوران میں جا پہنچے۔ وہاں ناشتہ کرنے کے بعد وہ دوبارہ چل پڑے۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ دریائے ٹیمز کے قریب ایک کالونی نما آبادی میں پہنچ گئے۔ چند سڑکوں سے گزرنے کے بعد عمران نے ایک بنگلہ نما مکان کے گیٹ پر کاررو کی اور انجن بند کر دیا۔ پھر دونوں اتر کر گیٹ پر آئے جو بند تھا۔ عمران نے کال ہیل کا بٹن دبایا اور انتظار کرنے لگے۔ تقریباً ایک منٹ بعد گیٹ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر شخص نے باہر جھانکا۔

”ہیلو۔ ہمیں میڈم سارہ سے ملنا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کا نام۔“ اس آدمی نے پوچھا جو حلیئے سے وہاں کا ملازم معلوم ہوتا تھا۔

”راجر۔ میں شمالی انگلٹن سے آیا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”کیا یہ آپ کی مسز ہیں“۔۔ ملازم نے پوچھا۔

”یس۔ ان کا نام ڈارلنگ ہے اور یہ میڈم سارہ کی دوست ہیں“۔۔۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

”رائٹ۔ میں ان کو مطلع کرتا ہوں“ ملازم نے کہا اور گیٹ بند کر لیا۔ اس کے قدموں کی چاپ دور ہونے پر جولیا نے تیز نگاہوں سے عمران کو گھورا۔

”کیا کوئی اور نام نہیں بتا سکتے تھے“۔۔۔ جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”دل کی آواز ابھری تھی۔ اندر چل کر نام ہی نہیں تمہارا حلیہ بھی بدل دوں گا“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جولیا کچھ نہ بولی۔ ایک منٹ بعد دوبارہ گیٹ کھلا اور ملازم نے انہیں اندر کا اشارہ کیا۔ وہ اندر آ گئے تو اس نے گیٹ بند کیا اور انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ

کرتا ہوا برآمدے کی طرف چل دیا۔ برآمدے سے گزر کر وہ ایک رابداری میں داخل ہوئے۔ پہلے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ ملازم نے انہیں اندر جانے کا اشارہ کیا اور خود واپس برآمدے کی طرف چلا گیا۔ وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ شاندار فرنیچر سے آراستہ ڈرائنگ روم تھا۔ سامنے صوفے پر ایک خوبصورت اور جواں عورت بیٹھی ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے آگے میز پر فون سیٹ کے علاوہ ایک موبائل فون اور اخبار رکھا تھا۔

”ہیلو میڈم سارہ“۔۔ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

”ہیلو۔ تشریف رکھیں مسٹر راجر“۔۔ اس نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے جوابا کہا اور صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ عمران اور جولیاس اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے۔

”میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔۔۔ وہ انہیں اجنبی نگاہوں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

”یہ کس تیلیا ہیں۔۔۔ عمران نے جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ملازم نے ان کا نام ڈارلنگ بتایا تھا۔۔۔ وہ چونکتی ہوئی بولی۔

www.define.pk

”جی ہاں۔ میں اسے ہمیشہ ڈارلنگ کہا کرتا ہوں۔۔۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

”فرمائیے۔ کس سلسلے میں آئے ہیں آپ۔۔۔ وہ عمران کی بات سن کر مسکرائی۔

”ہمیں بلیک پینتھر کا ایڈریس چاہیے۔ یعنی اس سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کیا۔ کون بلیک پینتھر“۔۔۔ میڈم سارہ بے اختیار چونک کر تیزی سے بولی۔

”آپ کا چیف۔ پینتھر گروپ کا سربراہ“۔۔۔ عمران نے اس کے چہرے پر نگاہیں جماتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم کیوں اس سے ملنا چاہتے ہو مسٹر راجر“۔۔۔ میڈم سارہ بے چینی سے بولی۔

”میرے پاس کچھ خفیہ معلومات ہیں۔ وہ فروخت کرنا چاہتا ہوں“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کس قسم کی معلومات“۔۔۔ میڈم سارہ نے چونک کر پوچھا۔

”یہ میں صرف اتنے ہی بتا سکوں گا معاوضہ لینے کے بعد۔ بس اتنا سمجھ

لیں کہ ان معلومات سے اتنے کروڑوں کا فائدہ پہنچے گا“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ میں نے بلیک پینتھر کا نام اخبارات میں پڑھا ہے۔ ذاتی طور پر میں اس سے واقف نہیں ہوں اور نہ ہی میرا اس سے کوئی تعلق ہے۔ تم غلط جگہ پر آئے ہو مسٹر راجر۔“ میڈم سارہ نے خشک لہجے میں کہا۔

”میڈم۔ مجھے مسٹر وولف نے آپ کا ایڈریس بتایا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ میرا بلیک پینتھر سے رابطہ کرا سکتی ہیں۔“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مسٹر وولف۔ کون ہے۔ اسے بھی میں نہیں جانتی۔ تم یہاں سے جا سکتے ہو۔“۔۔۔ میڈم سارہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مس تیلیا۔ میڈم کچھ نہیں جانتی۔ میرا خیال ہے ہمیں چلنا چاہیے۔“۔۔۔ عمران نے جولیاسے کہا۔

”نہیں۔ یہ سب کچھ جانتی ہے۔“۔۔۔ جولیاس نے سخت لہجے میں کہا۔

”سن لیا آپ نے میڈم سارہ۔ مہربانی کر کے اس کا ایڈریس بتا

دیں۔۔۔“۔۔۔ عمران نے میڈم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ میں آپ لوگوں کی اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کر سکتی۔۔۔“

میڈم سارہ نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ معلومات آپ رکھ لیجئے۔۔۔“۔۔۔ عمران نے جیب میں

ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے اس نے جیب سے ریوالور

نکال کر میڈم پر تان لیا۔ ریوالور دیکھ کر میڈم کی آنکھیں خوف سے

پھیلتی چلی گئیں۔

”کم ان“۔۔۔ نمبر سیون نے دروازے پر دستک دی تو جواب میں اندر سے آواز آئی۔ وہ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے چھوٹے قد کا آسٹریلوی باشندہ کرسی پر بیٹھا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”ماسٹر۔ میں نے اسے پانچویں کمرے میں پہنچا دیا“۔۔۔ نمبر سیون نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا وہ ہوش میں ہے“۔۔۔ اس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نوسر۔۔۔ نمبر سیون نے نفی میں سر ہلایا۔

”اسے ہوش میں لاؤ۔ میں پانچ منٹ بعد آتا ہوں“۔۔۔ ماسٹر نے

ہدایت کی تو نمبر سیون نے سر ہلایا اور پلٹ کر کمرے میں نکل گیا۔
دروازہ بند کر کے وہ راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ پانچویں
کمرے کے دروازے پر رک کر اس نے ایک کھوٹا اور دروازہ کھول
کر اندر آ گیا۔ سامنے فرش پر رابرٹ بے ہوش پڑا تھا۔ نمبر سیون نے
اپنی جیب سے چھوٹی سی اسپرے گن نکالی اور اس سے رابرٹ کے
نقنوں پر ایک پھوار ڈال کر اچھے گن واپس جیب میں رکھ لی۔ پھر
وہ ایک طرف کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا۔ تقریباً تین منٹ بعد رابرٹ
کے جسم میں حرکت ہوئی اور وہ آنکھیں ملتا ہوا یوں اٹھ بیٹھا جیسے نیند
سے بیدار ہوا ہو۔ پھر اس کی نگاہ نمبر سیون پر پڑی اور وہ اچھل کر اٹھ
بیٹھا۔

”اوہ۔ میں کہاں ہوں۔۔۔ وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا ہوا۔

”تم وہیں ہو جہاں تمہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔ نمبر سیون نے جیب

سے ریو اور نکالتے ہوئے کہا اور ریو اور رابرٹ پر تان لیا۔

”تم بچھتاؤ گے۔۔۔ رابرٹ نے غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن تم دو منٹ خاموش رہو کیونکہ اس کے بعد تم نے رونا اور چیخنا چلانا ہے۔ اس دوران فرصت ملے تو بات کر لینا۔۔۔ نمبر سیون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم آخر چاہتے کیا ہو۔۔۔ رابرٹ نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”میں یہ بتاؤں گا۔۔۔ دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ نمبر سیون نے دروازے کی طرف دیکھا تو ماسٹر آ رہا تھا۔ رابرٹ وز دیدہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ماسٹر اس سے دو تین قدم کے فاصلے پر آ کر رکا اور اس نے نمبر سیون کو دروازہ بند کرنے کا اشارہ کیا

نمبر سیون دروازہ“ بند کرنے کے لئے بڑھ گیا۔ ماسٹر کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں بڑی خطرناک چمک تھی۔ رابرٹ اس سے نگاہیں نہ ملا سکا۔

”تمہارا نام کیا ہے مسٹر۔۔۔“ دفعتاً ماسٹر نے رابرٹ کو مخاطب کیا۔

”فورڈ۔۔۔“ رابرٹ نے لا پرواہی سے کہا۔

”سیون۔ تم نے اس کا نام رابرٹ بتایا تھا نا۔۔۔“ ماسٹر نے نمبر سیون کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ اس نے موبائل فون پر کسی کو رپورٹ دیتے ہوئے اپنا نام رابرٹ بتایا تھا۔۔۔“ نمبر سیون نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو رابرٹ اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”بہر حال تم فورڈ ہو یا رابرٹ مجھے تم سے یہ معلوم کرنا ہے کہ تم عمران اور جولیا کا تعاقب کیوں کر رہے تھے۔۔۔“ ماسٹر نے اسے دوبارہ

مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”کون عمران اور جولیا۔ میں نے کسی کا تعاقب نہیں کیا۔ تم کون ہو۔۔۔ رابرٹ نے غصے سے کہا۔

”میں۔ میں وہ ہوں جس کے سامنے بے جان پتھر بھی بول پڑتے ہیں اور ابھی تم میرے ہر سوال کا جواب دینے پر تیار ہو جاؤ گے۔۔۔“
ماسٹر کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی ماسٹر کے ہاتھ اور پاؤں حرکت میں آ گئے۔

سرسراہٹ کی آواز سنتے ہی انہوں نے پلٹ کر دیکھا اور بے اختیار
اچھل پڑے۔ دروازہ بند ہو چکا تھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ سب
پریشان ہو گئے۔ کیپٹن بابر تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹا اور
دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر بینڈل کو ہاتھ لگاتے ہی وہ اچھل کر پیچھے
جاگرا۔

”اوہ۔ کیا ہوا“۔۔۔ صدر نے تیزی سے اسے سنبھالا۔
”کرنٹ۔ دروازے میں برقی رو ہے“۔۔۔ کیپٹن بابر پھیکے انداز
میں مسکرایا۔

”اوہ۔ گویا ہم یہاں قید ہو چکے ہیں۔“۔ تنویر نے پریشان ہو کر کہا۔
یقیناً۔ اس بوڑھے چوکیدار نے ہم سے فریب کیا ہے۔۔۔ صدر نے
متفکر انداز میں کہا۔

”فریب نہیں مسٹر چارلس۔ احتیاطی تدبیر کو فریب نہیں کہنا
چاہیے۔۔۔ کمرے میں ایک غیبی آواز گونجی اور وہ سب اچھل
پڑے۔ انہوں نے حیرت سے دھرا دھرا دیکھا اور کسی کو نہ پا کر سمجھ گئے
کہ آواز کسی اسپیکر سے آئی ہے۔

”تم کون ہو۔۔۔ صدر نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
”وولف۔ تم لوگ مجھ سے ہی ملنے آئے تھے نا۔۔۔ جواب میں
وہی آواز ابھری تو صدر نے اس بار فوری طور پر کوئی جواب نہ دیا تو
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوبارہ آواز سنائی دی۔

”تم نے جواب نہیں دیا مسٹر چارلس۔ تم لوگ کس سلسلے میں مجھ سے

ملنے آئے تھے۔۔۔ آواز دوبارہ سنائی دی۔

مسٹر وولف۔ کیا یہ آداب کے خلاف نہیں ہے کہ تم ہمیں کسی خوشگوار ماحول کی بجائے قیدی بنا کر بات کر رہے ہو۔۔۔ صفدر نے ناگواری سے کہا۔

”سوری۔ میں اجنبی لوگوں سے اسی طرح ملاقات کرتا ہوں۔

کسی پر یکدم اعتماد کرنا بھی حماقت ہے۔۔۔ اس نے کہا۔

”میں اسے بزدلی اور کم ظرفی سمجھتا ہوں مسٹر وولف۔ بہتر یہی ہے کہ

ہم لوگ ملاقات کئے بغیر ہی لوٹ جائیں۔۔۔ صفدر نے سپاٹ

لہجے میں کہا۔

”یہ بھی ممکن نہیں ہے۔ بہر حال میں اپنے اجنبی مہمانوں کو مایوس نہیں

کروں گا۔ انتظار کرو۔۔۔ اس کی بھیڑیے جیسے ہنسی سنائی دی اور

آواز آنا بند ہو گئی۔ یقیناً انہیں کسی خفیہ کیمرے کی مدد سے سکرین پر

دیکھا جا رہا تھا۔ وہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔ صفدر سوچ رہا تھا کہ اس بار بہت ہوشیار اور چالاک لوگوں سے پایا پڑا ہے اور انہیں ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھانا پڑے گا۔ انہوں نے احتیاطاً آپس میں بات چیت یا اشارے بازی سے گریز کیا۔ چند منٹ بعد دروازہ کھلا اور چار افراد ہاتھوں میں گنیں لئے کمرے میں داخل ہوئے اندر آ کر وہ دروازے کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک نقاب پوش کمرے میں داخل ہوا تو وہ صوفوں سے کھڑے ہو گئے۔

”ہیلو اجنبی دوستو۔ بیٹھو۔ لیکن بیٹھنے سے پہلے اگر تمہاری جیبوں میں ریوالور ہیں تو نکال کر میرے آدمیوں کے حوالے کر دو تا کہ خوشگوار ماحول میں بات ہو سکے۔ جس کے تم خواہشمند ہو۔۔۔“

نقاب پوش آگے بڑھتا ہوا۔ صفدر نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا پھر جیب سے ریوالور نکال کر میز پر ڈال دیا یہ دیکھ کر چوہان، تنویر،

کیپٹن بابر اور جوزف نے اسی کی تقلید کی اور اپنے ریو اور میز پر ڈال دیئے۔

”تھینک یو“۔۔۔ نقاب پوش نے اپنے آدمی کو اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ آگے بڑھا اور ان کے ریو اور سمیٹ کر اپنی جیبوں میں ٹھونستا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ تب نقاب پوش بانٹیں جانب صوفے پر بیٹھ گیا۔

”میرا خیال ہے کہ اب ان لوگوں کی ضرورت نہیں رہی“۔۔۔ صدر نے مسکراتے ہوئے گن برداروں کی طرف اشارہ کیا۔

تم لوگ باہر جاؤ۔ اور ہاں۔ مہمان دوستوں کے لئے چائے بھیجوا دو“۔۔۔ نقاب پوش نے اپنے آدمیوں سے کہا تو چاروں گن بردار کمرے سے نکل گئے۔ نقاب پوش وولف کی نقاب سے جھانکتی آنکھیں صدر اور اس کے ساتھیوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔

”ہاں۔ اب تم لوگ اپنا تعارف کراؤ اور آمد کا مقصد بیان کرو۔۔۔“

انقلاب پوش نے چند لمحوں کے بعد کہا۔

”ہم آپس میں دوست ہیں۔ ہمارا ایک چھوٹا سا گروپ ہے اور میں

اس گروپ کا سربراہوں لیکن ہم ہمیشہ ملک سے باہر وارداتیں کرتے

ہیں۔ اب ہم نے سوچا ہے کہ کسی بڑے گروپ میں شامل ہو کر بڑی

وارداتیں کریں۔ چنانچہ فائیو سٹار گروپ کے چیف کی حیثیت سے

میں نے سینئر گروپ کے لئے کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کے

لئے ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے کیونکہ ہم نے تمہارے گروپ

کے صرف کارنامے سنے ہیں اس کے علاوہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ اس

گروپ کا سربراہ کون ہے اور اس سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔۔۔“

صفدر نے بات شروع کرتے ہوئے کہا۔ انقلاب پوش کی نگاہیں صفدر پر

مرکوز تھیں۔

”تمہیں کیسے پتا چلا کہ میرا پینتھر گروپ سے کوئی تعلق ہے۔۔۔“
نقاب پوش نے کہا۔

”ہم نے اپنے طور پر سراغ رسانی کی ہے جس کے نتیجے میں ہم تم تک پہنچے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم اور کچھ معلوم نہیں کر سکے۔۔۔“ صدر نے جواب دیا۔

”لیکن میرا پینتھر گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔“ نقاب پوش
مسٹر وولف نے سخت لہجے میں کہا۔

”لیکن مجھے یقین ہے کہ تمہارا کسی نہ کسی طور پر اس گروپ سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔۔۔“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک آدمی چائے لے آیا۔ اس نے وولف سمیت سب کو چائے پیش کی اور لوٹ گیا۔

”اچھا۔ تم لوگ چائے پیو۔ میں ابھی آتا ہوں۔ لیکن یہ واضح کر دوں

کہ میرا اپنا الگ وولف گروپ ہے۔۔۔ وولف نے اٹھتے ہوئے کہا اور دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ پہلے کی طرح خود بخود بند ہو گیا۔ وہ پانچوں چائے پینے لگے۔ عمران کی ہدایات کے مطابق انہیں وولف سے پینتھر گروپ کے متعلق معلومات حاصل کرنا تھی۔ لیکن فی الحال وہ اس پوزیشن میں نہیں تھے کہ ایکشن لے سکتے۔

”مسٹر چارلس۔ میں نے پینتھر گروپ سے بات کی ہے وہاں سے جواب موصول ہونے تک تم لوگوں کو یہیں ٹھہرنا ہوگا۔۔۔ تقریباً پانچ منٹ بعد کمرے میں نصب خفیہ اسپیکر سے وولف کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ جواب کب تک ملے گا۔۔۔“ صدر نے پوچھا۔

”شام تک مل جائے گا۔ فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں تم لوگوں کو

کوئی تکلیف نہیں ہوگی سوائے اس کے کہ تم اس کمرے سے باہر نہ جا
سکو گے۔ تمہاری پوری طرح خاطر تواضع کی جائے گی۔ کسی چیز کی
ضرورت ہو تو سوچ بچ بورڈ پر سرخ بٹن کو دبانے پر میرا آدمی آ جائے
گا۔۔۔ آواز دوبارہ سنائی دی۔

”مسٹر وولف۔ یہ زیادتی ہے۔ ہم شام تک اس قید خانے میں نہیں رہ
سکیں گے۔ ہمیں آزاد اور دو سٹانہ ماحول چاہیے۔۔۔“ صدر نے کہا۔
”اچھا۔ تو پھر تم لوگ خود ہی اپنے چہروں سے میک اپ صاف کر
دو۔۔۔ وولف کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی تو یہ سن کر وہ سب یکدم
چونک پڑے۔

”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ میک اپ تو ہم نے پولیس سے بچنے
کے لئے کر رکھے ہیں۔“ صدر نے جلدی سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مگر یہاں پولیس وغیرہ نہیں ہے اس لئے میک اپ کی

بھی ضرورت نہیں رہی۔ بہر حال انتظار کرو۔۔۔ اس نے کہا اور
آواز بند ہو گئی۔ صفدر نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ اس کے
اشارے پر کیپٹن بابر اٹھا اور بائیں کونے میں واقع واش روم کی طرف
بڑھ گیا۔ واش روم میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر دیا اور پانی کا
نل کھول دیا اور پھر واج ٹرانسمیٹر آن کر کے ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔
”ہیلو چیف۔ بابر کالنگ۔ اوکے۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا۔
”یس کیپٹن۔ ایکسٹو انڈنگ یو۔ کیا پوزیشن ہے۔ اور۔۔۔“ چند
لمحوں بعد ایکسٹو کی آواز سنائی دی تو کیپٹن بابر اسے وولف کے
بارے میں رپورٹ دینے لگا۔

”اب مزید انتظار فضول ہے۔ وہ تمہارے میک اپ چیک کر چکا ہے
تو یقیناً وہ تمہارے میک اپ صاف کرائے بغیر نہیں رہے گا اس لئے
وہاں سے نکلنے اور اسے گرفت میں لینے کی کوشش کرو۔ لیکن اپنا خیال

رکھنا۔ اور۔۔۔ اس کے خاموش ہونے پر ایکسٹو نے کہا۔
”رائٹ سر۔ میں سمجھ گیا۔ اور۔۔۔ کیپٹن بابر نے مودبانہ لہجے میں
کہا۔

”فی الحال لنچ کا انتظار کرو۔ لنچ کرنے کے بعد تم لوگ حرکت میں
آنا۔ اور اینڈ آل۔۔۔ ایکسٹو نے کہا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کیپٹن
بابر نے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور پانی بند کر کے واش روم سے نکل آیا
اس کے ساتھیوں کی نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔

ریوالور دیکھ کر میڈم سارہ کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے اور آنکھوں سے دہشت جھانکنے لگی۔

”میں۔ میں سمجھی نہیں مسٹر راجر۔۔۔ وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔

”مس تیلیا۔ دروازہ بند کرو تا کہ میں میڈم سارہ کو سمجھا سکوں۔۔۔

عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا اٹھی اور دروازے

کی طرف بڑھ گئی۔ دروازہ بند کئے اس نے بولٹ چڑھا دیا اور اپنے

پرس سے ریوالور نکال کر واپس آ گئی مگر بیٹھنے کی بجائے کھڑی رہی۔

”میڈم سارہ۔ ریوالور پر نصب سائنلنسر کا مطلب ہے کہ تمہارے

مرنے کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا اس لئے زندہ رہنے کی خواہش ہے تو
بلیک پیلتھر اور اس کے ہیڈ کوارٹر کا پتا بتادو۔۔۔

عمران نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ میرا کسی گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔“
عمران کی دھمکی پر وہ مزید خوفزدہ ہو گئی تھی۔

”بس۔ بہانے تراشنے کی ضرورت نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم پیلتھرز
گروپ کی ممبر ہو اور مسٹر وولف تمہارا باپ ہے جو یہاں گروپ کے
ممبرز کو کنٹرول کرتا ہے اس لئے شرافت سے میرے سوالوں کا جواب
دیدو۔۔۔۔۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”کک۔ کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے۔۔۔“ اس نے خوف سے
ہکااتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میرا تعلق تیاپ گروپ آف کرائمز سے ہے۔۔۔“ عمران نے

اپرواہی سے کہا۔

”اوہ۔ تیلیا گروپ۔ تو۔ تو یہ گروپ کی سربراہ ہے۔۔۔ میڈم سارہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

”تم درست سمجھی ہو۔ میڈم تیلیا بہت خطرناک عورت ہے اور بہت بری طرح مارتی ہے اس لئے اس کے ہاتھ سے بچنا چاہتی ہو تو ہمارے ساتھ تعاون کرو ورنہ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔ عمران نے جولیاء کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”راجر۔ وقت کم ہے۔ اسے ختم کرو اور جلدی نکل چلو۔۔۔ جولیاء نے سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مس تیلیا۔ تم نمبر گنو۔ اگر اس نے زبان نہ کھولی تو تین پر میں فائر کر کے اس کے دل میں سوراخ کر دوں گا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوکے۔ ایک۔ دو۔۔۔ جولیاء نے حتمی انداز سے سر ہلایا اور گنتی

میں مصروف ہوں۔ تم سارا سامان اپنے فلیٹ پر لے جاؤ اور صبح میرے پاس لے آنا۔ ایک گھنٹہ پہلے اس کی کال آئی تھی۔ نہیں تمہارے لئے کوئی ہدایت نہیں ہے۔۔۔ میڈم سارہ نے دوسری طرف سے باتیں سننے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آل رائٹ۔ میری غیر موجودگی میں سامان گیٹ کیپر کو دے جانا۔ اوکے۔۔۔ دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اس نے کہا اور موبائل آف کیا اور میز پر رکھنے لگی لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے پھرتی سے پلٹ کر جولیا پر جست لگائی اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی حرکت کرتا وہ جولیا کو لپیتی ہوئی فرش پر آگری۔ جولیا کے ہاتھ میں ریوالور گر گیا اور پشت کے بل فرش پر آگری۔ میڈم سارہ نے تیزی سے اٹھتے ہوئے جولیا کے ریوالور کی طرف چھلانگ لگائی اور ریوالور اٹھا کر جولیا کی طرف پلٹی مگر اتنی دیر میں جولیا بھی اٹھ چکی تھی اس نے

پھرتی سے میڈم سارہ کے ریوالور والے ہاتھ پر فلائنگ کلک رسید کی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر کئی قدم دور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میڈم سارہ کے جبرے پر گھونسا رسید کیا اور وہ کراہتی ہوئی صوفے سے جاٹکرائی۔

”اوہ۔ ٹھہرو۔ یہ فاول ہے۔۔۔“ عمران نے بوکھلا کر کہا لیکن جولیا نے پرواہ نہ کی اور اچھل کر میڈم کے پیٹ میں ٹھوکر رسید کر دی۔ وہ کراہتی ہوئی بے ساختہ آگے کی جانب جھکی اور جولیا نے اس کے چہرے پر رائٹ پنچ رسید کر دیا۔ میڈم سارہ بانٹیں جانب فرش پر گرتے گرتے بچی۔ دوسری ہی لمحے اس نے سنبھل کر جولیا کے سینے پر فلائنگ کلک رسید کی اور جولیا اڑ کھڑاتی ہوئی دو تین قدم پیچھے جا گری۔

میڈم سارہ کی آنکھیں غصے اور تکلیف کی شدت سے سرخ ہو گئی تھیں

اور چہرے سے وحشت جھانکنے لگی تھی۔ جولیا کے گھونسے سے اس کا
نچلا ہونٹ پھٹ گیا تھا اور اس سے بہنے والا خون نے اس کی ٹھوڑی
تک اال کر دی تھی جس سے اس کا خوبصورت چہرہ اب کسی خون
آشام چڑیل کا چہرہ معلوم ہو رہا تھا۔

”تیلیا۔ میں تمہاری ہڈیاں توڑ ڈالوں گی۔“۔ میڈم سارہ جولیا کی
طرف جھپٹی ہوئی غرائی۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں۔ ہڈیاں مت توڑنا سارہ ڈارلنگ۔ سارہ تیل نکل
جائے گا۔“۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا مگر دھمکی سن کر جولیا کا
چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا لیکن میک اپ کی وجہ سے
سپاٹ دکھائی دے رہا تھا۔ البتہ اس کی آنکھوں سے قبر برسنے لگا تھا۔
جونہی میڈم سارہ نے قریب آ کر اس کی پسلیوں میں کھڑی ہتھیلی کی
ضرب لگانے کی کوشش کی جولیا نے بچنے کی بجائے دونوں ہاتھ بڑھا

کر اس کی کلائی پکڑ لی اور بل دینے لگی۔ میڈم سارہ کلائی چھڑانے کی کوشش کرتی ہوئی ابریوں کے بل گھومی اور اس نے جولیا کے منہ پر گھونسا رسید کر دیا۔ جولیا نے تیزی سے چہرہ ایک طرف ہٹایا اور اس کا بازو چھورتے ہوئے اس کے جبرے پر مکار رسید کر دیا اور سارہ کراہتی ہوئی پیچھے ہٹی ہی تھی کہ جولیا پھرتی سے آگے بڑھی اور اس کے پیٹ میں اگاتار گھونسنے رسید کرنے لگی۔

www.define

میڈم سارہ درد کی شدت سے ڈگمگاتی ہوئی منہ کے بل فرش پر آگری اور جولیا نے اس کے پہلو میں ٹھوکر رسید کر دی۔ اس کے حلق سے دبی دبی سی چیخ نکلی اور وہ کروٹ بدل کر اٹھنے ہی لگی تھی کہ جولیا نے دوسری طرف سے آکر پھر ٹھوکر رسید کر دی اور وہ کراہتی ہوئی دوسری طرف پلٹ گئی اور جولیا نے جھک کر اس کے بال پکڑتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پر مکار رسید کر دیا۔ میڈم سارہ کا سر زور سے فرش

سے ٹکرایا اور اس کی چیخ نکل گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی مزاحمت دم
توڑ گئی اور اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

فون کی گھنٹی سن کر ریوالونگ چیئر پر بیٹھے بلڈاگ شکل کے آدمی نے
سگریٹ ایش ٹرے میں مسالا اور ہاتھ بڑھا کر ریور اٹھالیا۔

”ہیلو۔ آر تھر سپیکنگ“۔۔۔ اس نے سخت لہجے میں کہا۔

”وولف بول رہا ہوں باس“۔۔۔ دوسری طرف سے وولف کی آواز
سنائی دی۔

”یس۔ کیا بات ہے“۔۔۔ آر تھر نے پوچھا۔

”باس۔ چند افراد شہر سے مجھے ملنے آئے ہیں جو خود کو فائیو سٹار گروپ
کے ارکان بتاتے ہیں۔ ان کا سربراہ چارلس نامی شخص ہے“۔۔۔

وولف نے کہا۔

”اوہ۔ کیا یہ کوئی نیا گروپ ہے۔۔۔ آر تھر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”یس سر۔ پورا گروپ پانچ افراد پر مشتمل ہے اور وہ لوگ پینتھر گروپ میں شامل ہونا چاہتے ہیں لیکن فی الحال میں نے انہیں قید کر لیا ہے۔۔۔ دوسری طرف سے وولف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ انہیں کیسے پتہ چلا کہ تم پینتھر گروپ سے تعلق رکھتے ہو۔۔۔ آر تھر نے کہا۔

”ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے خود میرا کھوج لگایا ہے اور انہیں یقین ہے کہ میرا پینتھر گروپ سے کسی نہ کسی طور پر تعلق ضرور ہے حالانکہ میں نے اس تعلق سے انکار کر دیا ہے۔ وہ چیف سے ملنا چاہتے ہیں

پورٹ سے عمران کا تعاقب شروع کیا جس کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔۔۔ آرتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ باس۔ ان میں وہ دونوں نہیں ہیں۔۔۔“ وولف نے کہا۔

”اچھا۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں۔ فی الحال تم ان کے چہرے چیک کرو۔ اگر وہ میک اپ میں ہیں تو یقیناً ہمارے دشمن ہیں۔ چیف سے بات کرنے کے بعد میں تمہیں کال کروں گا۔ میری کال آنے تک انہیں اپنی گرفت سے مت نکلنے دینا۔۔۔“ آرتھر نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ باس۔ آپ کب تک کال کریں گے۔۔۔ اس کے خاموش ہونے پر وولف نے پوچھا۔

”کچھ معلوم نہیں۔ یہ چیف سے رابطہ ہونے پر منحصر ہے۔ ہو سکتا ہے وہ آؤٹ آف ہیڈ کوارٹر ہوں۔۔۔ یہ کہہ کر آرتھر نے رسیور کرڈل پر

رکھا اور فائو سٹار گروپ کے بارے میں سوچتا ہوا سگریٹ سلگانے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے میز کے پہلو میں نصب ایک بٹن دبایا تو چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر آ گئی۔

”یس باس“۔۔۔ اس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ٹرانسمیٹر لاؤ۔ اور ہاں ایک پیگ بھی“۔۔۔ آرتھر نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر“۔۔۔ لڑکی نے آہستہ سے کہا اور پھر پلٹ کر کمرے سے نکل گئی۔ تقریباً تین منٹ بعد وہ دوبارہ اندر آئی تو اس کے ایک ہاتھ میں ٹرانسمیٹر اور دوسرے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ٹرے تھی جس پر شراب کا گلاس رکھا ہوا تھا۔ اس نے دونوں چیزیں اس کے سامنے میز پر رکھیں اور خاموشی سے لوٹ گئی۔ آرتھر نے گلاس اٹھا کر دو تین گھونٹ پی لئے اور پھر پاکٹ سائزر ریڈیو ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر

فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

”ہیلو پیلتھر۔ آر تھر کالنگ۔ اور۔۔۔ آر تھر نے کہا۔

”یس سر۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری۔

”چیف سے رابطہ کراؤ۔ ضروری بات کرنی ہے۔ اور۔۔۔ آر تھر نے

سخت لہجے میں کہا۔

”سوری سر۔ چیف ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں ہیں۔ اور۔۔۔ دوسری
www.definep.com طرف سے کہا گیا۔

”ان کے رابطے کا نمبر بتاؤ۔ اور۔۔۔ آر تھر نے کہا۔

”فی الحال ان سے رابطے کے لئے ہمارے پاس کوئی نمبر نہیں ہے۔

آپ پیغام نوٹ کرا دیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ جیسے ہی آئیں انہیں میری کال کا بتا دینا۔ اور اینڈ آل۔۔۔

آر تھر نے پیغام نوٹ کرانے کی بجائے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے

میز کی دراز میں رکھ دیا اور دوبارہ شراب سپ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اسے ایک خیال آیا اور وہ موبائل فون اٹھا کر اس کے نمبر پر لیس کرنے لگا۔

”ہیلو۔ سارہ سپیکنگ“۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”آرتھر“۔۔ اس نے مختصر کہاں www.define.pk ”لیس فریڈ۔ تم کہاں ہو۔ میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہی تھی“۔۔ سارہ نے کہا۔

”نہیں۔ میں مصروف ہوں“۔۔ دوسری طرف سے سارہ کہنے لگی تو آرتھر اس کی بات سن کر بے ساختہ چونکا لیکن سارہ اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر بولتی چلی گئی۔

رابرٹ کے ہونٹوں اور ناک سے خون بہہ رہا تھا اور اس کا ایک ہاتھ
بے جان ہو کر جھول رہا تھا۔ وہ درد کی شدت سے کراہتے ہوئے ماسٹر
کی طرف خوفزدہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ ماسٹر نے پانچ منٹ میں
ہی مار مار کر اس کا حلیہ بگاڑ دیا تھا اور اب وہ ماسٹر کے سوالوں کے
جواب دینے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اس نے کئی سوالوں کے درست
جواب دیئے تھے۔

”تم کس سے ہدایات لیتے ہو۔ آرتھر نے یا بلیک پینتھر نے؟“۔۔۔
ماسٹر نے پوچھا

”آرتھر سے اور وہ بلیک پینتھر سے ہدایات لیتا ہے۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

”گروپ میں آرتھر کی کیا پوزیشن ہے۔۔۔ ماسٹر نے پوچھا۔
”وہ ڈپٹی چیف ہے اور اس کے ماتحت اس کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

”اور کتنے ڈپٹی چیف۔۔۔ ماسٹر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”میرے علم میں اور صرف ایک ہی ہے۔ اسے میڈم سارہ کہتے ہیں۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

”میڈم سارہ۔ اچھا آرتھر اور سارہ کے ایڈریس بتاؤ۔۔۔ ماسٹر نے کہا۔

”آرتھر سے میرا رابطہ فون پر ہوتا ہے۔ اس کے ٹھکانے کا مجھے علم نہیں ہے۔ میڈم سارہ کے ٹھکانے کا بھی مجھے علم نہیں ہے کیونکہ میں اس کا

ماتحت نہیں ہوں۔ البتہ ایک مرتبہ آرتھر کے حکم پر میں ایک کام سے میڈیا سارہ کے ایک ماتحت سے ملا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ وہ دریائے ٹیمز کے قریب ایک آبادی میں رہتی ہے۔ وہاں اس کا بہت بڑا بنگلہ ہے۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بنگلے کا نمبر بتاؤ۔۔۔“ ماسٹر نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو رابرٹ نے بنگلے کا نمبر بتا دیا۔

”اگر یہ غلط ثابت ہوا تو تمہاری موت یقینی ہے۔۔۔“ ماسٹر نے اسے گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں نے اپنی یادداشت کے مطابق درست بتایا ہے۔۔۔“ رابرٹ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”رابرٹ کو فی الحال بے ہوش کر دو تا کہ اسے درد سے سکون مل سکے اور تم میرے کمرے میں آؤ۔۔۔“ ماسٹر نے نمبر سیون سے کہا اور

دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ وہ پرسوچ انداز میں چلتا ہوا اپنے کمرے میں داخل ہوا اور کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ سلگانے لگا۔ چند لمحوں بعد نمبر سیون کمرے میں داخل ہوا۔

”یس ماسٹر کیا حکم ہے“۔۔ نمبر سیون نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

”تم نے رابرٹ کا بتایا ہوا ایڈریس سنا ہے“۔۔ ماسٹر نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے پوچھا۔

”یس سر۔ میں نے ذہن نشین کر لیا ہے“۔۔ نمبر سیون نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اس ایڈریس پر روانہ ہو جاؤ اور بنگلے کی نگرانی کرو۔ آنے جانے والوں پر نظر رکھو اور مجھے رپورٹ دیتے رہو“۔۔ ماسٹر نے کہا۔

”رائٹ سر۔ کب جانا ہے“۔۔ نمبر سیون نے پوچھا۔

”کوئی اور کام نہ ہو تو ابھی چلے جاؤ۔ وہاں پہنچنے کی اطلاع مجھے دے دینا۔“۔۔۔ ماسٹر نے کہا تو نمبر سیون نے سر ہلایا اور کمرے سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ماسٹر نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ملانے لگا۔

”ہیلو۔ کون۔۔۔“۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”ماسٹر۔۔۔“۔۔۔ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ ایس ماسٹر۔ حکم صادر فرمائیں۔“۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے ماتحت نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”عمران اور جولیا کا سراغ ملایا نہیں۔“۔۔۔ ماسٹر نے پوچھا۔

”نہیں سر۔ کوشش کر رہا ہوں۔“۔۔۔ ماتحت نے جواب دیا تو ماسٹر نے

غصے میں آ کر رسیور کرڈال پرٹخ دیا۔ پھر اس نے میز کے پہلو میں

نصب ایک بٹن دبایا اور سنگریٹ کے کش لینے لگا۔ چند لمحوں بعد دروازہ

کھلا اور ایک آدمی اندر آیا۔

”لیس سر“۔۔۔ اس شخص نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”میرے لئے وہسکی لاؤ“۔۔۔ ماسٹر نے حکمانہ لہجے میں کہا تو وہ

آدمی سر ہلاتا ہوا پلٹا اور کمرے سے نکل گیا۔ تقریباً دو منٹ بعد وہ ایک

ٹرے میں بوتل اور گلاس رکھے کمرے میں داخل ہوا اور ٹرے میز پر

رکھ کر خاموشی سے باہر چلا گیا۔ ماسٹر نے سنگریٹ ایش ٹرے میں مسلا

اور گلاس میں وہسکی ڈال کر آہستہ آہستہ پینے لگا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد

اس کی جیب سے سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی تو اس نے جیب میں

ہاتھ ڈال کر سنگریٹ ایٹرنکال لیا۔ اس نے ایٹرنکال کا ایک بٹن دبایا اور

سیٹی کی آواز معدوم ہو گئی اور اس کی جگہ ایک انسانی آواز ابھرنے

لگی۔

”ہیلو ماسٹر۔ نمبر سیون کالنگ۔ اور“۔۔۔ ایٹرنکال سے نمبر سیون کی

آواز سنائی دی۔

”لیس نمبر سیون۔ ماسٹر رسیونگ یو۔ اور“۔۔ ماسٹر نے کہا۔

”سر۔ میں نے میڈم سارہ کا بنگلہ تلاش کر لیا ہے۔ اور“۔۔۔ نمبر

سیون نے دوسری طرف سے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

”کوئی دشواری تو نہیں ہوئی۔ اور“۔۔۔ ماسٹر نے پوچھا۔

”نوسر۔ یہاں تمام بنگلوں پر واضح نمبر لکھے ہوئے ہیں۔ میڈم سارہ

کے بنگلے کا گیٹ بند ہے۔ اور“۔۔۔ نمبر سیون نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ معلوم کرو کہ وہاں کون کون رہتا ہے اور میڈم سارہ اندر

موجود ہے یا نہیں۔ اور“۔۔۔ ماسٹر نے اسے ہدایت دیتے ہوئے

کہا۔

”لیس سر۔ اور“۔۔۔ نمبر سیون نے کہا۔

”تمہاری رپورٹ ملنے پر مزید کوئی قدم اٹھایا جائے گا۔ اور اینڈ

آل۔۔۔ ماسٹر نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کیپٹن بابر نے اپنے ساتھیوں کے پاس آ کر آئی کوڈ میں انہیں ایکسٹو
کی ہدایات سے آگاہ کیا تو وہ خاموشی سے انتظار کرنے لگے۔ تقریباً
دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور دو گن برادر اندر داخل ہوئے۔ ان کے
پیچھے ایک آدمی کھانے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا۔ گن برادروں نے
دائیں بائیں سے ان پر گنیں تان لی تھیں۔ کھانا لانے والا کھانے کے
برتن اٹھا کر میز پر رکھنے کے بعد شمالی وہیں چھوڑ کر باہر نکل گیا۔
”مسٹر چارلس۔ تم لوگ لنچ سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے بعد تمہیں
یہیں چائے پلائی جائے گی۔“۔ دفعتاً کمرے میں وولف کی آواز

گوئی۔

”مسٹر وولف۔ مجھے چائے نہیں شراب چاہیے۔“ تنویر نے جلدی سے کہا۔

ٹھیک ہے۔ تمہارے لئے شراب کا پیگ بھیج دوں گا۔ بے فکر رہو۔۔۔ آواز دوبارہ سنائی دی۔

”پیگ نہیں مسٹر وولف مجھے ایک پوئلہنی بوتل چاہیے۔ اگر وہ مل جائیں تو زیادہ مناسب رہے گا۔“ تنویر نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ دو بوتل۔ کیا تمہارے ساتھی بھی شراب پیئیں گے۔۔۔“ وولف کی متحیرانہ آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ صرف میں پیوں گا۔“ تنویر نے فخریہ انداز میں کہا۔

”آل رائٹ۔ دو بوتل مل جائیں گی۔“ وولف نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کی آواز آنا بند ہو گئی اور وہ لوگ کھانا کھانے لگے۔ صفر

اور اس کے ساتھیوں کو سمجھ نہ آئی کہ تنویر نے شراب کیوں منگوائی ہے
مگر وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔ اس دوران گن برادران کے
دائیں بائیں کھڑے رہے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے دو منٹ
بعد دروازہ کھلا اور وہی آدمی اندر آیا جو ان کے لئے کھانا لایا تھا مگر اس
بار اس کے ہاتھوں میں شراب کی دو بوتلیں تھیں۔ تنویر نے دیکھا تو
خوشی سے اس کی باچھیں پھیل گئیں۔ مگر جوزف نے برا سامنا نہ بنالیا۔
جو نہی اس شخص نے بوتلیں میز پر رکھیں تنویر نے جھپٹ کر ایک بوتل
اٹھالی۔ شراب لانے والا میز سے برتن اٹھا کر ٹرائی میں رکھنے کے بعد
ٹرائی دھکیلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

تنویر بوتل لیٹر الگ صوفے پر جا بیٹھا اور سیکرٹ سروس کے ممبران اس
کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے۔ تنویر نے ایک بوتل کھولی اور اسے
سوٹکھنے لگا۔

”مسٹر چارلس۔ یہ اصلی نہیں ہے۔ یقیناً اس میں ملاوٹ کی گئی ہے۔۔۔“ تنویر نے بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں تو۔ یہ بالکل خالص ہے۔۔۔“ ایک گن برادر نے بے ساختہ کہا۔

اچھا دوسری بوتل سے پتہ چل جائے گا کہ تم جھوٹے ہو یا میرا تجربہ غلط ہے۔۔۔“ تنویر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور دوسری بوتل اٹھا کر اسے کھولنے لگا۔

”یہ کچھ خالص معلوم ہوتی ہے۔۔۔“ تنویر نے گن برداروں کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے بوتل گھما کر ایک گن برادر کے ہاتھ پر دے ماری اور اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے دوسری بوتل اٹھالی۔ گن بردار کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی اور اس نے کراہتے ہوئے اپنا ہاتھ تھام لیا۔ اسی لمحے تنویر نے دوسرے

گن بردار پر بھی بوتل کھینچ ماری۔ اس نے بچنے کی کوشش کی تو بوتل اس کے کندھے سے ٹکرائی اور اس کی گن بھی ہاتھ سے گر گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا صفدر نے بیٹھے بیٹھے جست لگائی اور اس آدمی پر جا پڑا۔

صفدر کے ساتھی تیزی سے اٹھے اور تنویر نے دوسرے آدمی پر چھلانگ لگادی۔ اس آدمی نے اپنی گن اٹھانے کی کوشش کی مگر تنویر کا گھونسا اس کے جڑے پر پڑا وہ کراہتا ہوا دو تین قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ تنویر نے فوراً گن اٹھائی اور اس پر تان لی۔ صفدر نے اپنے شکار کو گردن سے دبوچا اور اس کی کنپٹی پر زوردار مکار سید کر دیا۔ وہ کراہتا ہوا فرش پر گرا اور دوبارہ نہ اٹھ سکا اور اس پر بے ہوشی طاری ہوتی چلی گئی۔ صرف پانچ چھ سیکنڈ میں بازی پلٹ گئی تھی۔ کیپٹن بابر نے دوسرے آدمی کی گن اٹھالی اور صفدر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے

قریب پہنچ کر دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔ باہر رابڈاری
میں کوئی نہ تھا۔

”میرا خیال ہے وولف بے خبر ہے۔۔۔“ صفدر نے کیپٹن بابر سے
سرگوشی کی۔

”ہاں۔ ورنہ خاموش نہ رہتا۔ تم اس آدمی کو سنبھالو میں باہر ٹھہرتا
ہوں۔۔۔“ کیپٹن بابر نے کہا۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکلا اور رابڈاری
میں رک کر نگرانی کرنے لگا۔ صفدر دوسرے آدمی کے قریب آیا جسے
تنویر نے کور کر رکھا تھا۔

”زندگی چاہتے ہو تو ہمیں وولف کے کمرے تک لے چلو اور ہاتھ اٹھا
لو۔۔۔“ صفدر نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم بچ کر نہ جاسکو گے مسٹر چارلس۔۔۔ وہ ہاتھ اٹھاتا ہوا ہوا۔
”تم اپنی فکر کرو اور یہ بتاؤ کہ وولف کس کمرے میں ہے۔۔۔“ صفدر

نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”بائیں ہاتھ کے چوتھے کمرے میں“۔۔۔ وہ منہ بنا کر بولا۔

”تمہارے علاوہ یہاں کتنے افراد موجود ہیں“۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

”چار۔ ایک گیٹ پر موجود ہے“۔۔۔ اس نے جواب دیا۔

”تمہاری تنظیم کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے“۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

”معلوم نہیں۔ ہم تو وولف کے ملازم ہیں“۔۔۔ اس نے کہا۔

”اچھا۔ اس کے کمرے میں چلو۔ کوئی آواز نکلنے کی کوشش کی تو چھلنی کر

دیئے جاؤ گے“۔۔۔ صفدر نے تنویر سے گن لیتے ہوئے کہا۔ صفدر کی

دھمکی سن کر وہ شخص خوفزدہ ہو گیا اور فوراً دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

صفدر نے تنویر، چوہان اور جوزف کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور تو وہ

سب اس کے پیچھے چل دیئے۔ کمرے سے باہر آ کر وہ آدی چوتھے

کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر نے اس کی پشت سے گن لگا رکھی

تھی۔ وہ بانیں ہاتھ کے چوتھے کمرے کے دروازے پر پہنچے تو

دروازہ بند تھا۔ اس آدمی نے ایک ہاتھ نیچے کر کے دستک دی۔

”کون ہے؟“۔۔۔ اندر سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

”پیٹر؟“۔۔۔ اس آدمی نے بلند آواز سے اپنا نام بتایا۔

”باس موجود نہیں ہیں۔ وہ تہہ خانے میں ہوں گے۔ آخری کمرے

میں چلے جاؤ۔ وہاں تہہ خانے کا دروازہ کھلا ہوگا تو باس نیچے موجود

ہوں گے۔“۔۔۔ اندر سے کہا گیا تو پیٹر نے گردن گھما کر صفدر کی

طرف دیکھا اور صفدر نے اسے آخری کمرے کی طرف چلنے کا اشارہ

کیا تو وہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ کیپٹن بابر ان سب کے پیچھے تھا۔

آخری کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔ پیٹر نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا

اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے وہ سب اندر آ گئے۔ سامنے والی

دیوار میں ایک دروازہ تھا جو ایک انچ کے قریب کھلا ہوا تھا۔ پیٹر اس

طرف بڑھا۔ وہ پانچوں بھی اس کے پیچھے دروازے کے قریب
آئے۔ دوسری طرف اندھیرا معلوم ہو رہا تھا۔ ٹھیک اسی لمحے ان کے
عقب میں کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے بند ہوا اور وہ سب بے
اختیار اچھل پڑے۔

نقاب پوش نے زمین پر کھڑے کھڑے ہاتھ بلند کئے اس کے ساتھ ہی وہ دونوں بیروں پر پور کی قوت سے اچھلا اور زمین سے بلند ہوتا ہوا کمپاؤنڈ کی دیوار پر جا بیٹھا۔ پھر اس نے کمپاؤنڈ کا جائزہ لیا۔ اس طرف عمارت کا عقب تھا مگر کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ چنانچہ اس نے دونوں پاؤں اندر کی جانب لٹکائے اور کود گیا۔ نیچے کچی زمین پر گرنے سے کوئی خاص آواز نہ ہوئی۔ دیوار سے عمارت تک گھاس اور پھول دار پودے اگے ہوئے تھے جو چار فٹ تک بلند تھے وہ اٹھا اور ان کی آڑ لیتا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ عمارت میں

کوئی کھڑکی یا روشندان نہ تھا۔ اس نے عمارت کے قریب پہنچ کر جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکالا اور عمارت کے پہلو کی طرف بڑھ گیا۔ وہ عمارت کے پہلو میں محتاط قدموں سے چلنے لگا۔ آخر میں پہنچ کر اس نے فرنٹ کا جائزہ لیا۔ عمارت کے برآمدے کے باہر دو گن برادر ٹبل رہے تھے جبکہ گیٹ بند نظر آ رہا تھا۔ نقاب پوش دیوار کے آخر میں چھپا دونوں گن برادروں کا جائزہ لیتا رہا۔ چند لمحوں بعد برآمدے سے گھنٹی کی آواز ابھری اور دونوں گن برادر رک گئے۔

”باس طلب کر رہا ہے ٹونی“۔۔۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔

”جاؤ۔ معلوم کرو“۔۔۔ دوسرے نے مسکراتے ہوئے کہا جس کا نام

ٹونی تھا۔ پہلا پلٹا اور برآمدے میں داخل ہو گیا۔ اب وہاں صرف

ایک مسلح آدمی رہ گیا تھا۔ نقاب پوش کی نگاہیں اس پر مرکوز تھیں۔ پھر

اس نے ریوالور کا رخ ٹونی کی طرف کیا مگر ٹریگر پر انگلی رکھتے ہی ہٹا

لی۔ باہر سے کسی گاڑی کے انجن کا شور سنائی دینے لگا تھا۔ وہ شور سڑک کی طرف سے آہستہ آہستہ قریب آتا رہا تھا۔ برآمدے کے پاس کھڑا ٹونی گیٹ کی طرف بڑھا اور ایک سوراخ سے باہر جھانکنے لگا۔

نقاب پوش کے کان بھی انجن کی آواز پر مرکوز تھے۔ کوئی گاڑی اس طرف آ رہی تھی اور شور سے لگتا تھا کہ وہ قریب آتی جا رہی تھی۔ مزید چند لمحوں بعد گیٹ کی دوسری جانب کسی گاڑی کے رکنے کی آواز سنائی دی اور ٹونی نے گیٹ کھول دیا۔ باہر کھڑی سفید رنگ کی کار حرکت میں آ کر آگے بڑھی اور گیٹ سے اندر داخل ہو گئی۔ اس میں ڈرائیور سمیت دو افراد موجود تھے۔ کار برآمدے کے پاس آ کر رکی اور اس میں سے دونوں افراد نکل آئے۔

”ہیلو مارکر۔ ہیلو ٹام۔ کیسے ہو؟“۔ ٹونی نے گیٹ بند کیا اور آنے والوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

”رائٹ۔ تم سناؤ۔ باس موجود ہیں۔“۔ ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ تمہارے مشن کا کیا بنا۔“۔ ٹونی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”ٹام جیسا بہادر اور جرات مند آدمی ساتھ ہو تو مشن کامیاب رہتا ہے۔“۔ اس آدمی نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”گڈ۔ تم باس سے مل لو پھر تفصیل بتاتے ہوں گی۔“۔ ٹونی نے مسکرا کر کہا تو ٹام اور مارکر دونوں برآمدے میں داخل ہو گئے۔ نلڑ پر چھپے نقاب پوش نے جھک کر ایک کنکرا اٹھایا اور گیٹ کی طرف اچھال دیا۔ کنکرا آہنی گیٹ سے ٹکرایا اور اچھی خاصی آواز ابھری وہ آواز سن کر ٹونی چونکا اور گیٹ کھول کر باہر دیکھنے لگا۔ اسی لمحے نقاب پوش تیزی سے آگے بڑھا اور کار کے پہلو میں پہنچ کر جھکا جھکا برآمدے میں داخل ہو گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ٹونی گیٹ بند کرتا نقاب پوش برآمدے سے آگے
راہداری میں داخل ہو چکا تھا۔ راہداری میں کوئی نہ تھا۔ نقاب پوش
ریوالور ہاتھ میں لئے دے پاؤں آگے بڑھنے لگا۔ راہداری میں
متعدد کمروں کے دروازے نظر آ رہے تھے۔ ایک کمرے کا دروازہ
تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ نقاب پوش نے قریب پہنچ کر اندر جھانکا۔ مارکر
اور ٹام نامی افراد اندر ایک میز کے گرد کرسیوں پر موجود تھے اور کمرے
میں ایک آواز گونج رہی تھی۔

”وہ آخری کمرے میں موجود ہیں مگر پہلے تم ڈرائنگ روم میں جا کر
پال کو دیکھو کہ بے ہوش ہے یا مر چکا ہے۔ پھر باقی کام
کرنا۔۔۔ ایک آواز سنائی دی۔

”باس۔ وہ ہیں کون۔۔۔ مارکر نامی شخص نے حیرت سے پوچھا۔
”یہ تو ان کے میک اپ صاف ہوں گے تو پتہ چلے گا۔ تم جلدی

کرو۔۔ آواز سنائی دی اور نقاب پوش نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اٹے ہاتھ کے کمرے کے دروازے کی طرف لپکا۔ اس نے آہستہ سے ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔ اندر تاریکی تھی۔ وہ کمرے میں داخل ہوا اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا مگر تیلی سی جھری رہنے دی۔ اس جھری سے آنکھ لگا کر اس نے باہر دیکھا تو وہ دونوں سامنے والے کمرے سے نکل رہے تھے۔

پھر وہ راہداری میں آگے بڑھتے دکھائی دیئے۔ نقاب پوش نے پلٹ کر کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ ایک بیڈ روم تھا مگر خالی پڑا ہوا تھا۔ اس نے دو تین سیکنڈ بعد ذرا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ مار کر اور ٹیم تیسرے کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔ ان کے اندر جاتے ہیں نقاب پوش پیچھے ہٹا اور انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد راہداری میں قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں۔ اس نے جلدی سے باہر جھانکا۔

مار کر اور ٹام اس کمرے سے نکل کر مخالف سمت میں بڑھ رہے تھے۔
وہ بانئیں ہاتھ کے ایک دروازے کے سامنے رکے اور ان دونوں میں
سے ایک آدمی نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

”مار کر۔ پال کی کیا پوزیشن ہے؟“۔۔۔ راہداری میں وہی آواز گونجی
جس نے ان دونوں کو ہدایات دی تھیں۔

”وہ بے ہوش ہے باس اور کچھ نہیں ہوا اتے“۔۔۔ اس آدمی نے
جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم ان کے میک اپ صاف کرو لیکن ذرا محتاط رہنا۔
مارٹر کو بھی ساتھ لے لو۔ وہ سامنے والے کمرے میں ہوگا“۔۔۔ مار کر
نے پلٹ کر دوسرے کمرے کا دروازہ کھولا اور کسی کو اشارہ کیا ایک
دو لمحوں بعد اس کمرے سے ایک گن بردار شخص باہر آیا۔ پھر وہ تینوں
راہداری کے آخری حصے کی طرف بڑھنے لگے۔ نقاب پوش انہیں

دیکھتا رہا۔ آخری کمرے کا دروازہ بند تھا مگر ان کے وہاں پہنچتے ہی
دروازہ کھل گیا۔ گن بردار مارٹر گن سیدھی لئے کمرے میں داخل ہوا۔
اس کے پیچھے مارکر اور ٹام بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ نقاب پوش
جو بلیک زیرو تھا دروازہ کھول کر کمرے سے نکلا اور دیوار کے ساتھ
چپکتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھنے لگا جس سے باس کی آواز ابھری
تھی۔ وہ اس کمرے کے دروازے کے پاس پہنچا۔ پھر فرش پر پیروں
کے بل بیٹھ کر آگے بڑھا اور دروازے کے بالمقابل پہنچ کر اس نے کی
ہول سے آنکھ لگادی۔

میڈم سارہ نے فون کی گھنٹی سن کر ہاتھ بڑھایا اور میز پر رکھے ہوئے
فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”ہیلو۔ سارہ سپیکنگ“۔۔۔ اس نے موبائل فون کان سے لگاتے
ہوئے کہا۔

”فریڈ بول رہا ہوں میڈم“۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”یس فریڈ“۔۔ وہ چونکتی ہوئی بولی۔

”میڈم“۔ میں یہاں پہنچ گیا ہوں۔ کیا آپ خطرے میں ہیں“۔۔۔

فریڈ نے پوچھا۔

”خطرہ ٹل گئی ہے۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔“۔۔ اس نے کہا۔

”تو کیا میں واپس جاؤں۔ مجھے باس نے آپ کی خیریت معلوم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔“۔ فریڈ نے پوچھا۔

”نہیں۔ تم اندر آ جاؤ۔ ایک ضروری کام ہے۔ میں ڈرائنگ روم میوں ہوں۔“۔۔ سارہ نے کہا۔

”فریڈ یہاں پہنچ چکا ہے۔“۔۔ جولیا نے فون آف کیا اور سامنے بیٹھے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اسے دیکھتا ہوں۔“۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ اب سارہ کے روپ میں جولیا تھا۔ وہ اطمینان سے بیٹھی رہی۔ میڈم سارہ کو بے ہوش کرنے کے بعد عمران نے میک اپ سے اسے سارہ کی ہمشکل بنا ڈالا تھا اور اب اس سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے اسے ہوش میں لانا چاہتا تھا مگر فریڈ کی کال

کے سبب اس نے فی الحال یہ کام موخر کر دیا تھا۔ عمران خود بوڑھے
چوکیدار کے میک اپ میں تھا۔ تقریباً تین منٹ بعد ایک نوجوان شخص
کمرے میں داخل ہوا اور اس نے جولیا کو سلام کیا۔

”ہیلو فریڈ۔ بیٹھو۔“۔۔ جولیا نے میڈم سارہ کی آواز میں کہا۔ یقیناً وہ
فریڈ تھا۔ وہ مودبانہ انداز میں جولیا کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ
گیا۔

”میڈم خیریت تھی۔ آپ کو کس قسم کا خطرہ تھا۔“۔۔ فریڈ نے کہا۔
”ارے ہاں۔ کوئی دشمن تھا میرا۔“۔۔ جولیا اس کی بات کاٹتی ہوئی
تیزی سے بولی۔ ڈرانے دھمکانے اور بلیک میل کرنے آیا تھا۔ فی
الحال تو میں نے اسے بھگا دیا ہے لیکن اندیشہ ہے کہ شاید وہ رات کی
تاریکی میں پھر آ جائے۔ چنانچہ میں نے ہیڈ کوارٹر شفٹ ہونے کا
فیصلہ کیا ہے۔ تم میرے ساتھ چلو گے تاکہ کہیں رات میں وہ حملہ نہ کر

دے۔ اس کے پاس بینڈ لرنینڈ تھا۔۔ اس نے کہا۔

”کیوں نہیں میڈم۔ لیکن وہ راتے میں آپ کو پہچانے تو پھر۔۔“
فریڈ نے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہاری کار کی ڈگی میں سفر کروں گی اور ہیڈ کوارٹر پہنچ کر
باہر آ جاؤں گی۔ راستہ تو تم جانتے ہی ہو۔۔ جولیا نے کہا۔

”جی ہاں۔ ویسے مجھے حیرت ہے کہ آپ اس کے خوف سے۔۔“ فریڈ
نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ بات نہیں ہے مجھے چیف کا حکم ہے کہ میں کسی سے جھگڑا نہ کروں
تاکہ پولیس کے چکر میں پڑنے سے بچی رہوں۔ اب تم جا کر گاڑی
میں بیٹھو میں تیار ہو کر آتی ہوں۔۔“ جولیا نے اس کی بات کاٹتے
ہوئے کہا اور فریڈ خاموشی سے اٹھا اور ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔
چند لمحوں بعد عمران اندر آیا۔ جولیا نے اسے فریڈ سے ہونے والی بات

جیت کے بارے میں بتایا تو عمران نے مطمئن انداز میں سر کو جنبش دی۔

”تم نے غلطی کی کہ اسے ابھی چلنے کو کہہ دیا۔ بہر حال میں سارہ کا انتظار کرنا پڑے گا۔“۔ عمران نے کہا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے موبائل فون نکالا اور ٹائیگر کو کال کرنے لگا۔ جولیا خاموشی سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔

”ہیلو۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔“۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز ابھری۔

”اچھا۔ میں سمجھا بلڈاگ بول رہا ہے۔“۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ عمران صاحب حکم فرمائیے۔“۔ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا تو

عمران نے اسے میڈم سارہ کے بارے میں ہدایات دیں۔

”اس کے بعد بھی ایک آدمی کو اس بنگلے کی نگرانی کرنا ہوگی تاکہ سارہ سے ملنے کے لئے آنے والوں پر نظر رکھی جاسکے۔ اللہ حافظ۔“۔

عمران نے آخر میں کہا اور موبائل آف کر دیا۔

”تم فریڈ کو ہدایت کر دو کہ وہ مجھے بھی ساتھ لے چلے کیونکہ میں تمہارے بہت سارے رازوں سے واقف ہوں اور بلیک میلر تمہارے نہ ملنے کی صورت میں مجھ سے تمہارے راز معلوم کر لے گا۔“۔۔۔ عمران نے جولیا سے کہا۔

”اوکے۔ کیا اس کی گاڑی گیٹ سے باہر ہے؟“۔۔۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اندر ہے۔ آؤ اور خود کونا معلوم مدت کے لئے ڈگی میں مقید کرنے کے لئے ذہن کو سیٹ کر لو۔“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ عمران کے آگے آگے چلتی ہوئی برآمدے میں پہنچی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ جولیا بھی چونکے بغیر نہ رہ سکی۔ کیا وینڈ کا گیٹ چو پٹ کھلا تھا اور فریڈ اپنی کار سمیت غائب تھا۔

کیپٹن بابر پھرتی سے پلٹا مگر دروازہ بند دیکھ کر رک گیا۔ اس کے
ساتھی اور پیٹر بھی دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیپٹن بابر
دروازے کی طرف بڑھا۔

”رہنے دو۔ دروازہ باہر سے بند کیا گیا ہوگا۔“۔۔۔ صدر تیزی سے
بوا پھر اس نے پیٹر کو دیکھا۔

”تم نے ہم سے دھوکہ کیا ہے۔“ اس نے گن اس کے سینے سے
لگاتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ ڈور تھی نے یہی کاشن دیا تھا کہ تمہیں تہہ خانے کے بہانے

اس کمرے میں لاؤں۔۔ وہ خوفزدہ لہجے میں بولا۔

”کون ڈور تھی۔۔ صفدر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”باس کی سیکرٹری۔۔ پیٹر نے بتایا تو صفدر کے اشارے پر چوہان

نے بڑھ کر تہہ خانے والا دروازہ کھولا۔ اندر نیم تاریکی تھی اور تہہ

خانے کی سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے اختتام پر مکمل تاریکی

کے سبب تہہ خانے کا فرش نظر نہ آ رہا تھا۔ چوہان نے دروازہ بند

کرتے ہوئے پلٹ کر صفدر کو اشارہ کیا کہ تہہ خانے میں تاریکی ہے

لیکن اب انہیں یقین ہو چکا ہے کہ انہیں پھانسنے کے لئے تہہ خانے

میں وولف کی موجودگی کا چمہ دیا گیا تھا۔

”چلو دروازہ کھولو ورنہ مارے جاؤ گے۔۔ صفدر نے غصے سے پیٹر کی

طرف دیکھ کر کہا۔

”دروازہ باس کے کمرے سے کنٹرول ہوتا ہے۔ وہی اسے کھول سکتا

ہے۔ بے شک تم خود چیک کرلو۔۔ پیٹر نے کہا تو صفر نے کیپٹن بابر کو اشارہ کیا اور وہ دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا لیکن نا کام رہا۔ اس نے پلٹ کر مایوسی سے سر ہلا دیا۔

”مسٹر چارلس۔ میں نے تم لوگوں پر اعتبار کر لیا تھا لیکن تم نے جلد بازی سے کام لے کر اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار لی۔ میری مرضی کے بغیر دروازہ نہیں کھل سکتا اس لئے فی الحال تم اسی کمرے میں قید رہو گے۔۔“ دفعتاً کمرے میں وولف کی آواز گونجنے لگی۔

”ہم نے کچھ نہیں کیا۔ تمہارے آدمیوں نے جھگڑا کیا تھا اور۔۔“
صفر کہنے لگا۔

”افسوس کہ اس وقت ڈرائنگ روم کا اسکرین آف تھا۔ اس لئے میں بے خبر رہا۔ جھگڑا کیسے ہوا مجھے معلوم نہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ تم وہاں سے نکل پڑو۔ اب تم مکمل طور پر بے بس ہو۔“

گنیں تہہ خانے میں پھینک دو شاید میں تم سے کوئی رعایت کراؤں
دوسری صورت میں یہ کمرہ تمہارا مدفن بن سکتا ہے۔۔۔ وولف کی آواز
آئی۔

”او کے۔ ہم ہتھیار ڈال رہے ہیں۔ لیکن یہ خیال رکھنا کہ پیٹر ہماری
گرفت میں ہے۔۔۔ صدر نے ایک لمحہ کے لئے سوچ کر کہا۔
”پیٹر کی مجھے پروا نہیں۔ بے شک اسے قتل کر ڈالو۔ مجھے صرف تمہارا
تعاون چاہیے۔۔۔ وولف نے کہا۔

”آل رائٹ۔۔۔ صدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے تہہ
خانے کا دروازہ کھولا اور گن تہہ خانے میں پھینک دی۔ اس کے
اشارے پر کیپٹن بابر آگے بڑھا اور اس نے گن تہہ خانے میں پھینک
دی۔

”گڈ۔ اب انتظار کرو۔ میرے آدمی آرہے ہیں تمہارے میک اپ

صاف کرنے کے لئے۔۔۔ وولف کی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وولف کی آواز آنا بند ہو گئی۔ صفدر نے پیٹر کی طرف دیکھا۔ وہ اب خوفزدہ ہونے کی بجائے نارمل دکھائی دے رہا تھا۔ جوزف تو اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً صفدر کو خیال آیا کہ تہہ خانے سے گنیں اٹھالی جائیں۔

اس نے تہہ خانے کے دروازے کا رخ کیا لیکن پھر رک گیا کہ شاید تہہ خانے کا دروازہ بھی آٹومیٹک یا ریموٹ کنٹرول ہو اور جو نہی وہ تہہ خانے میں اترے وولف دروازہ بند کر دے۔ اس طرح وہ تہہ خانے میں قید اور اپنے ساتھیوں سے جدا ہو جاتا۔ چنانچہ وہ اپنے ارادے سے باز رہا۔ اس کے ساتھی بے چینی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد اچانک دروازہ کھلا اور تین افراد اندر گھس آئے۔ سب سے آگے ایک گن بردار تھا۔ بقیہ دو چہرے ان کے لئے

اجنبی تھے۔ جن کے ہاتھوں میں ریوا اور دکھائی دے رہے تھے۔ اندر آتے ہی انہوں نے ان پر اسلحہ تان لیا اور ایک آدمی نے پلٹ کر دروازہ بند کر دیا۔ پیٹر ان سے ہٹ کر دروازے کے پاس جا کھڑا ہوا۔

”تم سب ہاتھ بلند کر کے دیوار کے پاس کھڑے ہو جاؤ“۔ گن بردار نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”یہ ضروری نہیں ہے۔ تم جو کرنے آئے ہو وہ کرو“۔ صفدر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”مار کر ذرا گیلا کر کے لے آؤ اور ایک رتی بھی لے آؤ“۔ گن بردار نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

”رتی کی کیا ضرورت ہے مار کر“۔ تیسرے آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ان کے ہاتھ باندھنے کے بعد ان کے چہرے صاف کریں گے۔۔ مارکر نامی گن بردار نے جواب دیا۔ تب مارکر پلٹا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن جونہی اس نے دروازہ کھولا اس کے چہرے پر ایک آہنی گھونسا پڑا اور وہ اچھل کر گن بردار مارکر سے آٹکرایا۔ صفدر نے دروازہ میں کھڑے نقاب پوش کو دیکھا اور فوراً ہی مارکر پر چھلانگ لگا دی۔ اس سے پہلے مارکر منہ جھلتا صفدر اس کے ہاتھ سے گن چھین چکا تھا۔ دوسرے ریوالور بردار نے پلٹ کر حیرت سے نقاب پوش کی طرف دیکھا اور اسی لمحے کیپٹن بابر نے اس کے ریوالور پر ہاتھ ڈالتے ہوئے دوسرے ہاتھ کا مکا اس کے جبرے پر رسید کیا۔ اور وہ کراہتا ہوا مارکر سے جاٹکرایا۔ نتیجے میں دونوں فرش پر گر گئے۔ ریوالور کیپٹن بابر کے ہاتھ میں آ گیا تھا۔ مارکر کے ہاتھ سے پہلے ہی ریوالور گر چکا تھا۔ تنویر نے تیزی سے بڑھ کر اس کے ریوالور پر قبضہ کر

لیا اور ریوا اور کارخ پیٹر کی طرف کر دیا۔ بازی پلٹ چکی تھی۔

”ان میں سے کوئی حرکت نہ کرنے پائے۔ کیپٹن تم میرے ساتھ آؤ۔“۔ نقاب پوش نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ صفدر اور اس کے ساتھی پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ ان کا ہمدرد نقاب پوش ان کا چیف ایکسٹو کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ کیپٹن بابر آیا اور ایکسٹو پلٹ کر دیوار کے ساتھ ساتھ دolf کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

کیپٹن بابر بھی اس کی تقلید میں دیوار سے لگ کر اس کے پیچھے چلنے لگا۔ قریب پہنچ کر ایکسٹو نے دروازے کے ہینڈل کے نیچے لگے قفل کے سوراخ پر سائیلنسر لگے ریوا اور کی نال رکھی اور فائر کر دیا۔ ہلکا سا کھٹکا ہوا اور ایک بے کار ہو گیا۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھلا اور پھرتی سے اندر گھس کر میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص پر ریوا اور تان لیا۔ وہ آدمی انہیں دیکھ کر اچھل پڑا۔ کیپٹن بابر نے بائیں جانب بیٹھی

لڑکی پر ریوالور تان لیا تھا۔ میز پر ایک کنٹرول بورڈ رکھا تھا جبکہ دروازے سے ذرا اوپر ایک اسکرین نصب تھی جس پر بیرونی گیٹ کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جبکہ اس کے قریب ہی دوسری اسکرین تاریک تھی۔ لڑکی خوفزدہ نگاہوں سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یقیناً اس کا نام ڈور تھی تھا۔

”اوہ۔ تم کون ہو؟“۔۔۔ میز کے پیچھے بیٹھے شخص نے نقاب پوش کو گھورتے ہوئے کہا۔ آواز سے وہ وولف ہی معلوم ہوتا تھا۔

”کوئی غلط حرکت کئے بغیر ہاتھ بلند کر لو مسٹر وولف ورنہ پیشانی میں سوراخ کر دوں گا۔“۔۔ ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔ وولف نے اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ ایکسٹو آگے بڑھا اور اس کی پشت پر پہنچ گیا۔ اس نے ریوالور کی نال وولف کی گردن سے لگاتے ہوئے اسے اٹھنے کا حکم دیا اور وولف کھڑا ہو گیا۔

”کیپٹن۔ تم جاؤ اور اس کے آدمیوں کو بے ہوش کر کے اپنے ساتھیوں کو یہاں لے آؤ۔“۔ ایکسوٹ نے ڈور تھی کی طرف دیکھا۔

”تم ہاتھ بلند کر کے دیوار کے پاس چلی جاؤ۔ ہری اپ۔“۔ ایکسوٹ نے کہا۔

”تم جو کوئی بھی ہونچ کر نہ جا سکو گے۔ تمہارے ساتھی میرے آدمیوں کے زرخے میں ہیں“۔ وولف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”پرواہ مت کرو۔ اب تمہارے آدمی ان کی گرفت میں ہیں۔ تم اپنے بارے میں سوچو۔ فی الحال تم اپنی سیکرٹری کے پاس جاؤ لیکن ہاتھ گرانے کی کوشش مت کرنا ورنہ وقت سے پہلے مارے جاؤ گے۔“۔

ایکسوٹ نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایکسوٹ نے دوسرا ہاتھ اس کے کوٹ کے دہنی جیب میں ڈالا اور اس کا ریوالور نکال لیا۔ وولف کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ ایکسوٹ نے ریوالور کی نال ہٹاتے ہوئے اس کی کمر پر لات

رسید کی اور وہ اڑکھڑاتا ہوا ڈور تھی کے پاس جا آرا۔ ایکسٹو نے ریوا اور دوبارہ اس پر تان لیا تھا۔ وولف اٹھا اور خونخوار نگاہوں سے ایکسٹو کی طرف دیکھنے لگا۔

”ہاتھ بلند کر اومسٹر وولف“۔ ایکسٹو نے حکمانہ لہجے میں کہا تو اس نے ہاتھ بلند کر کئے۔ ڈور تھی خوفزدہ نگاہوں سے ایکسٹو کی طرف دیکھتی ہوئی خشک لبوں پر زبانی پھیر رہی تھی۔ خوف سے اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد باہر سے قدموں کی آواز ابھرنے لگیں۔ ڈور تھی اور وولف دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ آوازیں قریب آ گئیں۔ پھر کھلے دروازے سے صفدر، کیپٹن بابر، جوزف، تنویر اور چوہان اندر آئے تو وولف خوفزدہ دکھائی دینے لگے۔ کیپٹن بابر نے گن اس پر تان لی تھی۔

”جوزف، چارلس اور کیپٹن یہاں ٹھہریں۔ باقی دونوں باہر گیٹ پر

جائیں اور ٹونی کو ختم کر کے وہاں پہرہ دیں۔ کوئی باہر سے آئے تو مجھے سگنل دینا۔۔ ایکسٹو نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے وولف کا ریوالتور کی طرف اچھاں دیا۔ اس کا حکم سن کر تنویر اور چوہان کمرے سے نکل گئے۔ ان کے جانے کے بعد ایکسٹو نے وولف کی طرف دیکھا اور ریوالتور جیب میں رکھ لیا۔

”مسٹر وولف۔ میرے پاس وقت زیادہ نہیں ہے۔ اگر تم زندہ رہنے کے خواہش مند ہو تو میرے چند سوالوں کے جوابات دے کر خود کو مرنے سے بچاؤ۔ بلیک پینتھر کا ٹھکانہ اور پینتھر گروپ کا ہیڈ کوارٹر کہا ہے۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

”میں نہیں جانتا۔۔ وولف نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”چارلس اور جوزف۔ شروع ہو جاؤ۔ ڈور تھی کو بے ہوش کر دو اور وولف کی زبان کھلاؤ۔۔ ایکسٹو نے درندگی آمیز لہجے میں کہا تو

صفدر آگے بڑھا اور اس نے ڈور تھی کی کنپٹی پر مکار سید کر دیا۔ وہ اڑکھڑا
کر گئی اور بے ہوش ہو گئی۔ اس دوران جوزف نے وولف کے
قریب پہنچ کر اس کے جبرے پر ایک زوردار گھونسا رسید کیا۔ پھر صفدر
نے اس کے دوسرے جبرے پر گھونسا رسید کر دیا۔ وولف کو سنبھالنے کا
موقع نہ مل سکا اور وہ دونوں اس کے جسم کے ایک ایک حصے کو گھونسوں
اور ٹھوکروں کا نشانہ بنانے لگے۔ وہیں منٹ بعد ہی وولف نڈھا ہوا ہو کر
ایکسٹو کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔

ماسٹر کی کار تیزی سے دریائے ٹیمز کی سمت دوڑ رہی تھی اور وہ الاسٹر
ٹرانسمیٹر پر اپنے ماتحت نمبر سیون سے بات کر رہا تھا۔
”کیا وہ بنگلے کے اندر گیا ہے۔ اور“۔۔ اس نے نمبر سیون سے
پوچھا۔

”یس سر۔ اور“۔۔ نمبر سیون کی آواز الاسٹر ٹرانسمیٹر سے ابھری۔
”ٹھیک ہے۔ اس کا خیال رکھو وہ آدمی ہمارے لئے اہم ثابت ہو
سکتا ہے۔ یقیناً اندر کوئی خاص بات ہوئی ہے جو وہ اتنی تیزی سے
وہاں پہنچا ہے۔ میں ادھر ہی آ رہا ہوں۔ اور اینڈ آل“۔۔ اس نے

نمبر سیون کو ہدایات دے کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ مزید پانچ منٹ بعد وہ ایک کالونی نما آبادی میں داخل ہو گیا۔ میڈم سارہ کا بنگلہ پانچویں گلی میں تھا۔ ابھی وہ دوسری گلی کے پاس ہی پہنچا تھا کہ اچانک اسٹر ٹرانسمیٹر سے سگنل کی آواز ابھرنے لگی۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ماسٹر۔ نمبر سیون کا۔“ اور۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے نمبر سیون کی آواز سنائی دی۔

”یس نمبر سیون۔ ماسٹر ریونگ یو۔ اور۔۔۔ اس نے جواب میں کہا۔

”سر۔ وہ آدمی وہاں سے افراتفری کے عالم میں روانہ ہے۔ اور۔ نمبر سیون نے کہا۔

”اوہ۔ کس طرف۔ اور۔۔۔ ماسٹر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”شہر کی طرف۔ میں اس کے پیچھے چل پڑا ہوں۔ اور“۔۔ نمبر سیون نے کہا۔

”اس کی کار کا نمبر بتاؤ۔ میں قریب آ چکا ہوں۔ پھر تم واپس کوٹھی میں چلے جاؤ اور میڈم سارہ کو چیک کرو۔ اور“۔۔ ماسٹر نے تیزی سے کہا تو دوسری طرف سے نمبر سیون نے مطلوبہ کار کا نمبر بتایا اور ماسٹر نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ٹھیک اسی لمحے ایک تیز رفتار کار آتی دکھائی دی۔ فاصلہ کم ہونے پر اس کی نمبر پلیٹ دیکھتے ہی ماسٹر نے اپنی کار سڑک کے وسط میں روک لی۔ سڑک کے دونوں اطراف میں پام کے درخت تھے۔ اور اس نے کار اس طرف ترچھی روکی تھی کہ آنے والی کار کے گزرنے کا راستہ نہ رہا تھا۔ پھر وہ کار سے اترا اور سامنے آ کر انجمن کا بونٹ اٹھا دیا۔ سائیڈ پر ہو کر وہ انجن پر جھک گیا اور کن انکھیوں سے آنے والی

گاڑی کی طرف دیکھنے اگا جو راستہ چھوڑنے کے لئے ہارن بجانے لگی تھی۔ جلد ہی وہ کار قریب آ کر ایک جھٹے سے رک گئی۔ ماسٹر نے سیدھے ہو کر کار کی طرف دیکھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا شخص غصے سے ماسٹر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ماسٹر نے ہاتھ سے اسے یوں اشارہ کیا جیسے اوزار مانگ رہا ہو۔

”گاڑی ہٹاؤ مسٹر۔۔ دوسری کار والے نے غضبناک لہجے میں کہا ماسٹر نے اپنی کان کی طرف اشارہ کیا جیسے کہہ رہا ہو کہ وہ بہرہ ہے۔ پھر وہ اس کی طرف بڑھا اور قریب پہنچ گیا۔

”پلیز۔ اپنا اسکرپوڈرائیور دیجئے۔“ اس نے کہا۔

”او بلڈی فول۔ گاڑی ہٹاؤ۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔“ اس آدمی نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ تب ماسٹر نے یکدم جیب میں ہاتھ ڈالا اور ریوالور نکال کر اس آدمی کی کنپٹی سے اگا دیا۔ ایک لمحہ کے لئے

اس آدمی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر کے باہر آ جاؤ ورنہ فائر کر دوں گا۔ یہ بے آواز ریوالور ہے۔“ ماسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے دوسرے ہاتھ سے دروازہ کھول دیا۔ کارڈ رائیور خوفزدہ انداز میں کار سے باہر آیا تو ماسٹر نے اس کے پہلو سے ریوالور لگا دیا۔

”ادھر چلو۔“ ماسٹر نے اپنی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس آدمی نے ماسٹر کو گھورا۔ پھر اس کی کار کی طرف مڑا ہی تھا کہ ماسٹر نے اس کے پہلو سے ریوالور ہٹا لیا۔ اسی لمحے وہ آدمی پھرتی سے ماسٹر کی طرف پلٹا مگر اس سے پہلے ہی ماسٹر اس پر وار کر چکا تھا۔ ریوالور کا دستہ اس آدمی کے سر پر پڑا اور وہ کراہتا ہوا جھکتا چلا گیا۔

کار کی عقبی سیٹ پر بے ہوش پڑے ہوئے شخص کو آئینے میں دیکھتے ہوئے ماسٹر نے ایسٹریٹ اسمیٹر آن کیا اور بولنے لگا۔

”ہیلو۔ نمبر سیون۔ ماسٹر کالنگ۔ اور“۔۔ اس نے کہا۔

”یس سر۔ نمبر سیون رسیونگ یو۔ اور“۔۔ چند لمحوں بعد نمبر سیون کی آواز ٹراسمیٹر سے سنائی دی۔

”کیا خبر ہے۔ اور“۔۔ اس نے اپنے اپنی رہائش گاہ والی گلی میں کار موڑتے ہوئے پوچھا۔

”سر۔ عمارت میں کوئی نہیں ہے۔ اور“۔۔ نمبر سیون نے جواب

دیا۔

”میں آپ کی ہدایت پر بنگلے کی عقیبی جانب سے بنگلے میں داخل ہوا تھا مگر اندر نہ میڈم سارہ تھی اور نہ بوڑھا چوکیدار۔ باہر گیٹ بھی کھلا ہوا تھا۔ غالباً جب میں بنگلے کے عقب میں گیا تھا تو اندر موجود لوگ باہر کھڑی کار میں وہاں سے فرار ہو گئے تھے۔ اور“۔۔ اس نے کہا۔

”اچھا۔ میں ٹھکانے پر پہنچ گیا ہوں۔ تم واپس آ جاؤ اور اینڈ آل“۔۔
ماسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اپنے بنگلے کے گیٹ پر کار روک کر ہارن دیا۔ فوراً ہی گیٹ کھل گیا اور وہ کار اندر لے آیا۔ برآمدے کے پاس کار روک کر اس نے انجن بند کر دیا۔ اتنے میں گیٹ کھولنے والا گیٹ بند کر کے اس کی طرف آیا۔

”نمبر سکس۔ پیچھے پڑے آدمی کو اٹھا کر اندر لاؤ“۔۔ ماسٹر نے کار سے اترتے ہوئے اس شخص کو حکم دیا۔ پھر وہ برآمدے میں داخل ہوا

پہلے کمرے میں آ کر وہ کرسی پر بیٹھا اور ایک سنگریٹ سلگانے لگا۔ چند لمحوں بعد نمبر سکس بے ہوش آدمی کو اٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔

”اسے کرسی پر بٹھا کر اس کے ہاتھ پشت پر باندھو اور اسے ہوش میں لاؤ۔“ ماسٹر نے نمبر سکس کو حکم دیا۔ نمبر سکس نے بے ہوش آدمی کو

کرسی پر بٹھایا۔ پھر اس کی ثانی اتاری اور اس کے دونوں ہاتھ کرسی کی پشت کی طرف موڑ کر ثانی کی مدد سے باندھ دیئے۔ اس نے اپنی جیب

سے چھوٹی سی اسپرے گن نالی اور بے ہوش آدمی کے نتھوں پر ایک اسپرے کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ دو منٹ بعد ہی اس آدمی کے پیوٹوں

میں حرکت ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں مگر ماحول دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔ ماسٹر اسے چھبیتی ہوئی

نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟“ اس نے قدرے

خونزدہ لہجے میں ماسٹر کو گھورتے ہوئے کہا۔

”تم بتاؤ میڈم سارہ کے گھر کیوں گئے تھے اور وہاں سے کیوں بھاگے۔۔۔ ماسٹر نے پوچھا۔

”وہاں میڈم سارہ نہیں تھی۔۔۔ اس نے کہا۔

”پھر کون تھا وہاں جبکہ تمہارے وہاں جانے سے پہلے چوکیدار بھی وہاں موجود تھا۔۔۔ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

”وہ میڈم سارہ کے میک اپ میں کوئی دوسری عورت تھی اور چوکیدار بھی اصل نہ تھا۔ مگر تم کون ہو۔۔۔ اس نے کہا۔

”تمہارا ساتھ ساتھ رابرٹ بھی یہاں موجود ہے مگر اس کا ایک بازو اور ایک ٹانگ توڑ دی گئی ہے جبکہ اس کے دونوں کان اور ہونٹ بھی چاقو

سے کاٹ دیئے گئے ہیں۔ تب اس نے میڈم سارہ کا پتہ بتایا ہے اور تمہارے ساتھ بھی یہی ہوگا۔۔۔ ماسٹر نے خوفناک لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں۔۔۔ وہ یکدم گھبرا کر بوا۔

”تو پھر بتاؤ۔ تمہارا کیا نام ہے اور تم وہاں کیوں اور کس کے حکم پر گئے تھے۔۔۔ ماسٹر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے آر تھر نے بھیجا تھا کہ میڈم خطرے میں ہے۔ میں وہاں پہنچے تو میڈم کے روپ میں کوئی دوسری عورت تھی۔ اس کی چوکیدار سے گفتگو سن کر مجھے اندازہ ہوا کہ وہ دونوں میک اپ میں ہیں اور میرے ذریعے آر تھر تک پہنچنا چاہتے ہیں اس لئے میں وہاں سے بھاگ نکلا۔۔۔ اس نے جلدی سے کہا تو ماسٹر نے اس کی بات سن کر اندازہ لگا لیا کہ سارہ کے روپ میں جولیا اور چوکیدار کے میک اپ میں عمران کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ اس آدمی سے مزید سوالات کرنے لگا۔

کمرے میں جولا، عمران اور ٹائیگر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ میڈم سارہ ایک صوفے پر بے ہوش پڑی تھی۔ یہ ٹائیگر کا ایک خفیہ ٹھکانہ تھا۔ فریڈ کے فرار کے بعد عمران نے ٹائیگر کے آنے پر پروگرام تبدیل کیا اور وہ سارہ کو لیکر یہاں سے آگئے تھے۔ سارہ کو ہوش میں لا کر عمران نے اس سے پوچھ گچھ کی تھی اور اس کے لئے اسے سارہ پر تھوڑا سا تشدد بھی کرنا پڑا تھا مگر پینتھر گروپ کے ہیڈ کوارٹر سے لاعلم تھی۔ اس کا صرف ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ تھا۔ البتہ اس نے گروپ کے ایل ایم ممبر آرتھر کا ایڈریس بات دیا تھا جو گروپ

میں ڈپٹی چیف تھا جبکہ دوسرا ڈپٹی چیف وولف تھا اور اب عمران بلیک
زیر وکی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ اس وقت جولیا اور وہ دونوں اپنی اصل
شکلوں میں تھے۔ جولیا ابھی تک اس سے لاعلم تھی کہ اس مہم میں ایکسٹو
بھی ان کے ہمراہ ہے۔

”آرتھر کے ٹھکانے کی نگرانی کا انتظام کرو۔ اگر اسے سارہ کے اغواء کا
علم ہو گیا تو شاید وہ اپنا ٹھکانہ تبدیل نہ کرے۔“ چائے پینے کے بعد
عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

”بہتر۔ میں انتظام کرتا ہوں۔“ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”تم خود کیوں نہیں چلے جاتے وہاں۔“ ٹائیگر کے جانے کے بعد
جولیا نے کہا۔

”فی الحال اس کی ضرورت نہیں۔ اگر صفدر وغیرہ وولف سے پینتھر

گروپ کے ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس معلوم کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو پھر آرتھر کے کان کھینچوں گا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’اچھا۔ تو تم ان لوگوں کے واپس آنے کا انتظار کر رہے ہو‘۔۔۔ جولیا نے کہا۔

’نہیں۔ میں تمہارے چوہے کی کال کا انتظار کر رہا ہوں‘۔۔۔ عمران نے کہا۔

’اوہ۔ چیف۔ کیا وہ بھی آ رہا ہے‘۔۔۔ جولیا نے بے ساختہ اچھل کر کہا۔

’ہاں۔ جہاز میں وہ ہماری عقبی نشست پر بیٹھا تھا‘۔۔۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

’مگر تم نے مجھے تو نہیں بتایا۔۔۔ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

’میں اپنے بیروں پر کلہاڑی نہیں مار سکتا تھا‘۔۔۔ عمران نے معصوم

سے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب“۔۔ جولیا نے غصے سے پوچھا۔

”میں بتا دیتا تو تم میرے پاس سے اٹھ کر اس کے پاس جا بیٹھتی اور

میں بھرے جہاز میں تنہا رہ جاتا“۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر چیف ہمارے ساتھ آتا تو

تمہیں ہمارے انچارج نہ بنانا پڑتا“۔۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

”مت یقین کرو۔ سارہ کے متعلق سوچو۔ اگر تمہیں پسند ہو تو اسے

اپنے ملک لے چلیں دہن بنانے کے لئے“۔۔ عمران نے منہ بنا کر

کہا۔

”وہاں لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہیں دہن بنا لو اسے“۔۔

جولیا نے غصے سے کہا۔

”اوہ۔ تم تو خفاء ہو گئی ہو۔ میں اسے سلیمان کے لئے لے جانے کی

بات کر رہا تھا۔۔۔ عمران نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور واج
ٹرانسمیشن آن کر دیا۔

”ہیلو عمران۔ ایکسٹو کالنگ۔ اور۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی
آواز سنائی دی تو جولیا چونک پڑی۔

”یس چیف۔ عمران اسٹنڈنگ یو۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہیلو جولیا۔ کیسی ہو۔ اور۔۔۔ ایکسٹو نے جولیا کو مخاطب کیا۔

”آل رائٹ سر۔ کیا آپ انکشن میں ہیں سر اور۔۔۔ جولیا نے
مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا پاکیشیا میں بیٹھ کر واج ٹرانسمیٹر پر بات ہو سکتی ہے۔ اور۔۔۔
ایکسٹو کا لہجہ سخت ہو گیا۔

”سوری چیف۔ میرا خیال تھا کہ آپ وطن میں ہی ہیں۔ اور۔۔۔
جولیا نے گھبرا کر کہا۔

”عمران۔ وولف سے پینتھر گروپ کے ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس معلوم ہو گیا۔ صفدر وغیرہ واپس آرہے ہیں۔ ان کے آنے کے بعد مجھے کال کرنا تا کہ روانگی کا پروگرام بنایا جاسکے۔ اور“۔ ایکسٹو نے دوبارہ عمران کو مخاطب کر کے کہا۔

”رائٹ سر۔ آپ انہیں یہاں کا ایڈریس بتا دیں۔ یہ ٹائیگر کا بنگلہ ہے۔ اور“۔ عمران نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ وہ نصف گھنٹہ تک تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور اینڈ آل“۔ ایکسٹو نے کہا اور اس کے خاموش ہونے پر عمران نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ جولیا اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”اب تو تمہیں یقین آ گیا ہے کہ تمہارا چوہا بھی یہاں موجود ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن چیف نے پینتھر گروپ کے ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس کیوں

نہیں بتایا۔۔۔ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

”تمہاری وجہ سے تاکہ تم تنہا ہی نہ چل پڑو۔۔۔ عمران نے کہا اور اسی لمحے ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا اور عمران خاموش ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”میں نے ایک آدمی کو آرتھر کے ٹھکانے کی نگرانی کے لئے بھیج دیا۔۔۔ ٹائیگر نے قریب آ کر کہا۔

www.define.pk

”اچھا۔ تو اس خوشی میں لنچ کا انتظام کر دو۔ بھوک سے پیٹ میں لڑ بڑ ہو رہی ہے۔۔۔ عمران نے معصوم لہجے میں کہا۔

”لنچ تیار ہے۔ میں نے یہاں پہنچتے ہی کھانا منگوا لیا تھا۔ آئیے ڈائننگ روم میں چلیں۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چھوڑو یا رہیں اے آؤ۔ میں ہوٹل کا کھانا ڈائننگ روم میں کھانا پسند نہیں کرتا تاہا اگر کھاناری ایکشن کر جائے تو صوفے پر ہی لیٹ کر

قیلولہ فرمالوں۔ تم نے کبھی قیلولہ کیا ہے۔۔۔ عمران نے معصوم سے
لہجے میں کہا۔

”قیلولہ کرنے کی کبھی فرصت ہی نہیں ملی۔ بہر حال میں یہاں لے آتا
ہوں۔۔۔“ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ پلٹا اور کمرے سے نکل گیا۔
چند منٹ بعد وہ تینوں کھانا کھا رہے تھے اور عمران سوچ رہا تھا کہ
کھانے کے بعد بلیک زیرو سے www.affinity.pk بات کرے گا۔

آرتھر نے دوسری بار میڈم سارہ کے نمبر پر لیس کئے لیکن اس بار بھی
دوسری طرف سے کسی نے رسیور نے اٹھایا تو اس نے جھلا کر رسیور
کریڈل پر پٹنچ دیا۔

”نجانے کہاں مر گئی ہے حرافہ“۔۔ وہ غصے سے بڑبڑایا اور پھر اس نے
موبائل فون اٹھایا اور اس پر فریڈ کے نمبر ملا کر انتظار کرنے لگا۔ نصف
منٹ گزر گیا مگر فریڈ سے بھی رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ تب اس کی کشادہ
پیشانی پر سلوٹ پر گئے اور آنکھوں سے تفکر جھلکنے لگا کہ یقیناً کوئی
خاص بات تھی جس کی وجہ سے سارا اور فریڈ سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔

اس نے موبائل آف کر کے میز پر رکھا اور ایک سگریٹ سلاگا کر سوچنے لگا پھر اس نے گھڑی پر نظر ڈالی شام کے پانچ بج رہے تھے۔ اسے اچانک وولف یاد آ گیا جس نے ابھی تک اجنبی افراد کے بارے میں دوبارہ رپورٹ نہیں دی تھی۔ اس نے موبائل فون اٹھایا اور اس پر وولف کے نمبر ملانے لگا۔ دوسری جانب گھنٹی بجتی رہی مگر کال رسیو نہ کی گئی۔ ایک منٹ بعد اس نے موبائل آف کر کے میز پر رکھا ہی تھا کہ قریب پڑے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ چونکا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ فوراً ہی ٹرانسمیٹر سے آواز ابھرنے لگی۔

”ہیلو آر تھر۔ بلیک کالنگ۔ اوور۔“۔ دوسری طرف سے اس کے چیف بلیک پینتھر کی آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ آر تھر رسیونگ یو۔ اوور۔“۔ اس نے مودبانہ لہجے میں

کہا۔

”مجھے ابھی ابھی تمہارا پیغام ملا ہے۔ اب کیا پوزیشن ہے؟“۔۔۔ بلیک
پینتھر نے کہا۔

”چیف۔ میں نے وولف کو ابھی کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن رابطہ
قائم نہیں ہوا۔ اور۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ وولف کال نہ کر سکا ہو۔۔۔ بلیک پینتھر نے کہا۔
اور۔۔۔ بلیک پینتھر نے کہا۔

”چیف۔ میڈم سارہ اور فریڈ سے بھی رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ اور۔۔۔
آرتھر نے کہا۔

”او۔۔۔ انہیں کیا ہوا ہے۔ اور۔۔۔ بلیک پینتھر نے تیزی سے پوچھا تو
جواب میں آرتھر نے اسے سارہ کی کال کے بارے میں بتا دیا اس
نے مجھے فریڈ کہہ کر بولنا شروع کیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ خطرے میں

ہے۔ چنانچہ میں نے فریڈ کو وہاں بھیجا لیکن اب دونوں سے بات نہیں ہو رہی۔

”عجیب بات ہے۔ تم اپنے آدمی ان کی طرف بھجواؤ اور معلوم کراؤ کہ ان سے رابطہ کیوں نہیں ہو رہا۔ اور“۔۔۔ بلیک پینتھر نے کہا۔

”رائٹ سر۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔ اور“۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

”عمران اور جولیا کا پتہ چلا۔ اور“۔۔۔ بلیک پینتھر نے پوچھا۔

”نوسر۔ میرے آدمی اب بھی ان کی تلاش میں ہیں۔ شہر کے اکثر ہوٹل بھی چیک کر لئے گئے ہیں۔ اور“۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

”سنو آرتھر۔ مجھے لگتا ہے کہ وولف تک پہنچنے والے یہ افراد پاکیشیائی ایجنٹ ہیں کیونکہ اس وقت صرف انہی کو ہم سے دلچسپی ہو سکتی ہے۔

اور“۔۔۔ بلیک پینتھر نے کہا۔

”آپ درست فرما رہے ہیں چیف۔ میرا بھی یہی اندازہ ہے۔ اس

لئے میں نے وولف کو ہدایت کی تھی کہ ان کے چہرے صاف کرائے
تا کہ اگر وہ میک اپ میں ہوں تو ان کی اصل شکل ظاہر ہو جائیں لیکن
تین گھنٹے گزر چکے ہیں اور اس نے کوئی رپورٹ نہیں دی اور نہ ہی کال
رہیو کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اب وہ خود ان لوگوں کی گرفت میں ہو۔
اور۔۔۔ آرتھر نے کہا۔ ”بہر حال تم معلوم کرو کہ کیا چکر ہے۔ ایسا نہ
ہو کہ بے خبری میں ہمیں نقصان اٹھانا پڑے۔ سارہ اور فریڈ کا بھی
پتہ کرو۔ مجھے ایک گھنٹے کے اندر اندر تمہاری رپورٹ ملنی چاہیے۔ اور
اینڈ آل۔۔۔ بلیک پینتھر نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ آرتھر نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور گھنٹی بجائی۔
چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لڑکی اندر آئی۔

”ڈیوڈ کو بھیج دو۔۔۔ آرتھر نے حکمانہ لہجے میں کہا اور وہ لڑکی اٹے
قدموں پیچھے ہٹ کر کمرے سے نکل گئی۔

بلیک زیرو اپنے رہائشی ہوٹل پہنچا لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل ہونے لگا۔ اس نے جلدی سے دروازے کا بولٹ چڑھایا اور بیڈ پر بیٹھ کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو طاہر۔ عمران کالنگ۔ اور۔۔۔“ ٹرانسمیٹر سے عمران کی آواز سنائی دی۔

”یس سر۔ بلیک زیرو اسٹنڈنگ۔ اور۔۔۔“ اس نے جواباً مودبانہ لہجے میں کہا۔

”الاحوال والاقوۃ۔ کیا ساری عمر زیرو ہی رہو گے۔ اور۔۔۔“ عمران کی ناگوار سی آواز سنائی دی۔

”ظاہر ہے آپ کا دیا ہوا نام میرے لئے متبرک ہے۔ اور“۔۔ اس نے کہا۔

”میرا مطلب ہے کہ اب تم زیرو سے ہیرو بن جاؤ کیونکہ یہ انگلینڈ ہے اور یہاں زیروں نہیں چلتا۔ اور“۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”بہتر۔ ہیرو بننے کے لئے مجھے کیا کرنا پڑے گا جناب۔ اور“۔۔ اس نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

”پینتھر گروپ کے ڈپٹی چیف آرتھر کی سرکوبی۔ اور“۔۔ عمران نے کہا۔

”بہت بہتر۔ اس کا ایڈریس کیا ہے۔ اور“۔۔ اس نے کہا تو عمران نے ایڈریس بتا دیا۔

”ارے ہاں۔ تم نے وولف سے ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس معلوم کیا لیکن

مجھے نہیں بتایا۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”صفدر کو معلوم ہے اس کے سامنے ہی وولف نے بتایا تھا۔ اور۔۔۔

بلیک زیرو نے کہا اور پھر ایڈریس بتا دیا۔

”اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ اور۔۔۔ اس نے کہا۔

”میں سات بجے روانہ ہو جاؤں گا۔ اتنی دیر میں تم آرتھر کو گرفت میں

لیکر اس سے معلومات حاصل کرو تا کہ پتہ چل سکے کہ وولف نے

اپنے ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس درست بتایا ہے یا غلط بیانی کی ہے۔

اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”بہتر۔ میں ابھی روانہ ہوتا ہوں۔ اور کوئی حکم۔ اور۔۔۔ بلیک زیرو

نے کہا۔

”اس بات کا خیال رکھنا کہ وہ تمہاری گرفت میں آنے کے بعد فرار نہ

ہو سکے ورنہ ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا بہت دشوار ہو جائے گا کیونکہ وولف

اور سارہ سے رابطہ قائم نہ ہونے پر وہ لوگ پہلے ہی بہت محتاط ہو چکے ہوں گے۔ ٹائیگر کا ایک ماتحت آرتھر کے ٹھکانے کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس نے رپورٹ دی ہے کہ آرتھر ابھی تک باہر نہیں آیا۔ اس کا حلیہ نوٹ کرو۔ اور۔۔۔ عمران نے ٹائیگر کے آدمی کا حلیہ اور موبائل نمبر بھی بتا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ ممبروں کے ساتھ روانہ ہو جائیں اور بعد میں آرتھر سے نمٹ کر میں بھی آپ کے پیچھے آ جاؤں اور۔۔۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بھی اچھا ہے۔ اس طرح وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔ اور اینڈ آل۔۔۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بلیک زیرو نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر ڈرائیونگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا حلیہ درست کیا اور دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔ دو منٹ بعد وہ ایک ٹیکسی میں جنوبی انگلینڈ کی طرف سفر کر رہا تھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد ٹیکسٹی سٹی ہوٹل کے گیٹ کے سامنے رکی اور وہ کرایہ ادا کر کے اتر آیا۔ وہ ہوٹل میں داخل ہوا اور وہاں کھانا کھانے کے بعد باہر نکل آیا۔ وہ دوپہر کو لنچ نہ کر سکا تھا اور بھوک سے مجبور ہو کر یہاں کھانا کھانے آیا تھا۔

سڑک پر آ کر اس نے پھر ایک ٹیکسی پکڑی اور پانچ چھ منٹ بعد فلیمنگ روڈ پر پہنچ گیا۔ یہاں سڑک کے دونوں اطراف بنگلے بنے ہوئے تھے۔ شہر کا متمول طبقہ اس آبادی میں رہتا تھا۔ ٹیکسی سے اتر کر وہ چند قدم آگے واقع ایک کشادہ گلی میں داخل ہوا اور بنگلوں کے نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ بائیں ہاتھ کے چوتھے بنگلے سے ذرا آگے اسے ٹائیگر کا ماتحت کھڑا دکھائی دیا۔ عران کے بتائے ہوئے حلیئے سے بلیک زیرو نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ اس کے سامنے سے گزرا اور

مطلوبہ بنگلے کے پہلو میں واقع گلی میں داخل ہو گیا۔ چند قدم کے فاصلے پر ایک پتلی سی گلی دکھائی دی جو مطلوبہ بنگلے کے عقب میں تھی اسی طرف دو اطراف کی عمارتوں کی پشت اور گلی میں سیوریج پائپ اور گٹر دکھائی دے رہا تھا۔

بلیک زیرو نے مطلوبہ عمارت کی پشت پر پہنچ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر عمارت کی عقبی دیوار کا جائزہ لیا۔ دیوار کم از کم دس فٹ بلند تھی۔ اندر کی جانب دیوار کے ساتھ ساتھ پام کے درخت تھے جن کی شاخیں دیوار کی سطح سے نیچے تک جھکی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک جھکی ہوئی شاخ کو مضبوطی سے کھینچا اور اس کے ساتھ لٹک کر آہستہ آہستہ اوپر چڑھنے لگا چند لمحوں بعد وہ شاخوں کے نیچے دیوار پر لیٹا اندر کا جائزہ لے رہا تھا۔

اس طرف عقبی لان تھا اور وہاں ایک مسلح شخص ٹبل رہا تھا۔ لان کی

دوسری طرف عمارت تک اور کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ مسلح شخص دیوار سے تقریباً پندرہ قدم کے فاصلے پر سنگریٹ پھونک رہا تھا۔ جبکہ اسکے کندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔ بلیک زیرو نے جیب سے ریوالور نکالا جس پر سائیلنسر نصب تھا۔ اس نے مسلح شخص کے سر کا نشانہ لیا اور ٹریگر دبایا۔ اس آدمی کی کھوپڑی میں سوراخ ہو گیا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی مانند گر کر رہ گیا۔

بلیک زیرو ایک شاخ پکڑ کر اندر کی جانب کودا اور ہاتھ میں ریوالور لے کر آگے بڑھنے لگا۔ مسلح شخص ختم ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو احتیاط سے چلتا ہوا ان سے نکل کر عمارت کی طرف بڑھا۔ عمارت کی عقبی جانب ایک دروازہ تھا جس کے دائیں بائیں کمروں کی کھڑکیاں نظر آ رہی تھیں۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے قریب آ کر کی ہول سے اندر جھانکا۔ اندر ایک طویل راہداری میں متعدد کمروں کے دروازے دکھائی دے

رہے تھے۔ راہداری میں کوئی نہ تھا۔ اس نے ہینڈل پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ اندر آیا اور دروازہ بند کر کے دبے پاؤں پہلے کمرے کی طرف بڑھ گیا اس کمرے میں تاریکی تھی۔ البتہ اسی ہاتھ کے تیسرے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔

وہ روشن کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ قریب پہنچ کر اس نے قفل کے سوراخ سے آنکھ لگائی تو اندر آدمی اور ایک نوجوان لڑکی ایک میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھے دکھائی دیے۔ وہ تاش کھیل رہے تھے۔ بلیک زیرو وہاں سے ہٹا اور آگے بڑھ گیا۔ بائیں ہاتھ کے دوسرے کمرے کا دروازہ ایک انچ کے قریب کھلا تھا اور اندر روشنی تھی۔ وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور ایک آدمی باہر آیا مگر بلیک زیرو کو دیکھتے ہی اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ اس آدمی کے حلق سے کوئی آواز نکلتی بلیک زیرو اس کے سینے پر

ریو اور کی نال رکھ چکا تھا۔

”ہاتھ بلند کر لو“۔۔ بلیک زیرو نے سرگوشی انداز میں حکم دیا تو اس آدمی نے خوفزدہ ہو کر ہاتھ اٹھا دیئے۔ بلیک زیرو نے دوسرا ہاتھ اس کے کوٹ کی داہنی جیب میں ڈالا اور ریو اور نکال لیا۔

”اندر چلو“۔۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے کہا اور وہ آدمی پلٹا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ بلیک زیرو اس کی پشت سے ریو اور لگائے کمرے میں آیا یہ ایک بیڈ روم تھا لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ بلیک زیرو نے ایک ہاتھ پیچھے کر کے دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر اس آدمی کے سامنے آ گیا۔

”تم۔ تم کون ہو“۔۔ وہ آدمی اسے گھورتا ہوا بولا۔

”موت کا فرشتہ۔ آرتھر کس کمرے میں ہے“۔۔ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

”پپ۔ پہلے کمرے میں۔۔۔ وہ خوف سے ہکا بکا۔

”وہاں اور کتنے آدمی ہیں۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”کک۔ کوئی نہیں۔ صرف باس ہی ہے۔۔۔ اس نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اس کے کمرے میں چلو۔ کوئی آواز مت نکالنا ورنہ۔۔۔

بلیک زیرو نے ریوالور پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ وہ آدمی دروازے کی

طرف پلٹا ہی تھا کہ بلیک زیرو کے عقب سے اس کے سر پر ریوالور کا

دستہ رسید کر دیا۔ اس کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

بلیک زیرو نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا اور کسی کو نہ پا کر باہر آ

گیا۔ پھر وہ دبے پاؤں پہلے کمرے کے دروازے پر پہنچا۔ دروازہ

بند تھا۔ اس نے کی ہول سے اندر جھانکا۔ سامنے ایک بلڈاگ شکل

آدمی کرسی پر بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا۔ بلیک زیرو سیدھا ہوا اور

یکدم دروازہ کھول کر اندر گھس گیا۔ بلڈاگ شکل شخص نے اس کی

طرف دیکھا اور بے اختیار اوچھل پڑا۔

”خبردار۔ کوئی حرکت مت کرنا۔ ہاتھ بلند کرلو“۔ اس کے سنبھانے سے پہلے ہی بلیک زیرو غرایا۔

”اوہ۔ کون ہو تم“۔ بلڈاگ شکل شخص نے غصے سے پوچھا۔

”ہاتھ بلند کرلو آرتھر ورنہ میں بلا دریغ فائر کر دوں گا“۔۔ بلیک زیرو نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”اچھی بات ہے“۔۔ آرتھر نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور ہاتھ بلند کر لئے مگر بلیک زیرو محسوس نہ کر سکا میز کے عقب میں اس نے کیا حرکت کی تھی۔ بلیک زیرو دو قدم آگے بڑھا آیا۔

”کرتی سے اٹھ کر اس طرف آ جاؤ۔ کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو انجام کے خود ذمہ دار ہو گے“۔۔ اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔ آرتھر ہاتھ اٹھائے کرتی سے اٹھا اور بلیک زیرو کے اشارے پر

میز کے دائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ وہ کن انکھیوں سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بلیک زیرو آگے بڑھا اور اس کی پشت پر آ کر ریوالور کی نال اس کی گردن سے لگا دی۔ ٹھیک اسی لمحے باہر سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں اور بلیک زیرو محتاط ہو گیا۔ اس نے تیزی سے آرتھر کی پھولی ہوئی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس میں موجود ریوالور نکال لیا اور اپنا ریوالور جیب میں رکھ لیا۔

”تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟“۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

”خاموش کھڑے رہو۔ پہلے آدمیوں سے بات کر لو“۔۔۔ بلیک زیرو نے حکمانہ لہجے میں کہا۔ آہٹیں قریب آتی چلی گئیں۔ پھر آدی کمرے میں داخل ہوئے لیکن کمرے کا منظر دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑے۔ دوسرے لمحے انہوں نے اپنی جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر لو ورنہ تمہارا باس مارا جائے گا۔“۔۔ بلیک زیرو

نے غراتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے بے اختیار ہاتھ اٹھا دیئے۔

”اتنی دیر سے آنے کا یا فائدہ۔“۔۔ آرتھر نے شعلہ بارنگاہوں سے

انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

”س۔۔ سوری باس۔ دراصل مار تھا چال چل رہی تھی تاش کی۔“۔۔

ان میں سے ایک نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”یہ سب تمہاری غفلت کا نتیجہ ہے۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔“۔۔ آرتھر نے

غراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اب یہ واپس گئے تو سیدھے جہنم میں جائیں گے۔ ذرا بھی

قدم ہلائے تو میں فائر کر دوں گا۔“۔۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

وہ خاموش ہوا ہی تھا کہ آرتھر یکدم ہاتھ نیچے کرتے ہوئے بلیک زیرو

کی طرف پلٹا اور اس کے ریوالور پر ہاتھ رسید کر دیا۔ بلیک زیرو کے

ہاتھ سے ریوالور نکل گیا لیکن ساتھ ہی اس نے آرتھر کے جبرے پر مکا
رسید کر دیا۔ وہ اڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ اس کے دونوں ماتحتوں
نے تیزی سے ہاتھ گرائے اور اپنے ریوالور نکال لئے اور بلیک زیرو
آرتھر پر جست لگا چکا تھا۔

آرتھر نے جھکائی دے کر بچنے کی کوشش کی لیکن بلیک زیرو کی گرفت
سے نہ بچ سکا اور اڑکھڑاتا ہوا ایک کرسی کے ساتھ ٹکرا گیا۔ اس کے
ماتحت بلیک زیرو کی طرف لپکے مگر اسی لمحے بلیک زیرو نے اپنی جیب
سے ریوالور نکال کر ایک آدمی پر فائر کر دیا۔ بے آواز ریوالور کی گولی
اس آدمی کے سینے پر پڑی اور وہ چیختا ہوا فرش پر گر گیا اور بلیک زیرو
نے پھرتی سے دوسرے پر فائر جھونک دیا۔ اس کے شانے میں گولی
لگی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا اور اس نے کراہتے
ہوئے اپنے شانے پر ہاتھ رکھ لیا۔ ٹھیک اسی لمحے آرتھر نے بلیک زیرو

پر جست لگا دی۔ بلیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور وہ اڑ کھڑا ہوا پشت کے بل فرش پر آ رہا۔ آرتھر اس کے اوپر گر ا تھا۔

بلیک زیرو نے فوراً ہی اس کی ناک پر مکار سید کیا اور وہ ہنسلاتا ہوا اس کے سینے سے اڑھک گیا۔ بلیک زیرو کروٹ لے کر اٹھا ہی تھا کہ آرتھر نے تیزی سے اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ لی۔ وہ دوبارہ فرش پر آ رہا لیکن فوراً ہی اس نے کروٹ لے کر آرتھر کے سینے پر اتار سید کر دی۔ آرتھر پشت کے بل جا پڑا اور بلیک زیرو نے اٹھ کر زخمی شانے والے پر چھلانگ لگا دی جو فرش پر پڑا ریوالور اٹھا رہا تھا۔ وہ اسے لیتا ہوا فرش پر آگرا۔ پھر اس نے فوراً ہی سنبھل کر اس آدمی کی گردن پر کرائے کا داؤ آزما یا۔ کھڑی تھیلی کی ضرب نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور وہ ہمیشہ کے لئے ساکت ہوتا چلا گیا بلیک زیرو نے تیزی سے ریوالور اٹھایا اور آرتھر پر فائر کر دیا جس نے ایک طرف پڑے ریوالور

کی طرف جست لگائی تھی۔ گولی اس کی ران میں لگی اور وہ راستے میں
ہی چیختا ہوا فرش پر آگرا۔ بلیک زیرو تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور دروازہ
بند کر کے اس نے بولٹ چڑھا دیا۔

آئر لینڈ کے شمالی شہر میں داخل ہوئے بغیر وہ شہر کے باہر ہی باہر سے گزر کر دوسری جانب نکل آئے تھے۔ اب پھر مضافاتی علاقے میں سفر کر رہے تھے۔ سب سے آگے عمران کی کار تھی۔ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر جولیا اور عقب میں جوزف اور چوہان بیٹھے تھے۔ جبکہ دوسری کار میں صفدر، تنویر اور کیپٹن بابر سفر کر رہے تھے۔ وہ شکلوں سے آئرش باشندے دکھائی دے رہے تھے اور ان کی منزل ابھی کافی دور تھی۔ دونوں گاڑیوں کے درمیان ایک کلومیٹر کا فاصلہ تھا اور یہ عمران کی ہدایت تھی۔ محض اس لئے کہ اگر ایک پارٹی خطرے میں گھر جائے تو دوسری آزاد رہے۔ اس وقت رات گیارہ بجے تھے اور ان

کے سفر کو چار گھنٹے آنز رکھتے تھے۔

راستے میں ایک پٹرول پمپ دیکھ کر عمران نے فیول گینج پر نظر ڈالی جس سے اسے اندازہ ہوا کہ واپسی کے سفر کے لئے پٹرول کم پڑے گا۔ چنانچہ اس نے دوبارہ ٹینکی فوال کرانے کا فیصلہ کیا اور واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر سے رابطہ کر کے اسے بھی ہدایت کر دی کہ وہ پمپ سے مزید پٹرول ٹینکی میں ڈالوائے۔ پھر اس نے پٹرول پمپ پر کاررو کی اور ورکر کو پٹرول ٹینک فل کرنے کی ہدایت کی۔ وہاں عملہ کے تین آدمی موجود تھے۔ جن میں سے ایک سیکورٹی گارڈ تھا۔ جبکہ کیشیئر اپنے کیبن میں بیٹھا شیشے کی دیوار سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”سر۔ اگر آپ آگے جا رہے ہیں تو بہتر ہے کہ یہاں رک کر صبح کے وقت دوبارہ سفر کیجئے کیونکہ آگے خطرناک علاقہ ہے اور رات کے وقت جو بھی جنگلات کی طرف جاتا ہے اسے ڈاکو لوٹ لیتے ہیں۔“

چند لمحوں بعد کیشینر کیبن سے نکل کر کار کے پاس آیا اور عمران سے کہنے لگا۔

”شکریہ۔ ہم نے صرف چند کلو میٹر آگے جانا ہے۔ جنگل تو کافی آگے ہے۔“۔ عمران نے جواب دیا۔

”مرضی ہے آپ کی۔ آپ نے مائنڈ تو نہیں کیا۔“۔ کیشینر نے معذرت طلب لہجے میں کہا۔

”نہیں جناب۔ بلکہ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایک اچھا مشورہ دیا ہے۔“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیشینر پیچھے ہٹ

گیا مگر اس کی نگاہیں جولیا پر جمی رہیں۔ ہیمنٹ کرنے کے بعد عمران نے انجن سٹارٹ کیا اور جونہی کار آگے بڑھائی کیشینر تیزی سے اپنے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے محسوس کیا تھا کہ وہ آدمی کچھ بے چین سا تھا۔ اس کی وجہ کیا تھی وہ اندازہ نہ لگا سکا لیکن پھر بھی اس نے

واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ مزید پٹرول حاصل کئے
بغیر چلتے رہے۔

”خیریت۔ کوئی خاص بات۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

”ہاں۔ اس پمپ کا کیٹینر اچھا آدمی نہیں ہے۔ بڑا بد معاش معلوم
ہوتا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ آپ کو کیسے پتہ چلا۔۔۔“ کیٹین بابت کیٹین بابر نے پوچھا۔

”وہ کبخت جولیہ کو گھور رہا تھا جیسے وہ اس کی مرحومہ ماں ہو۔۔۔ عمران
نے احمقانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے کیٹین بابر اور صفدر کی ہنسی
سنائی دی جبکہ جولیہ عمران کو گھورنے لگی۔

”کیوں فضول بکواس کر رہے ہو۔۔۔ جولیہ نے کہا۔

”بکواس نہیں درست کہہ رہا ہو۔ میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔

عمران نے غصے سے کہا۔

”اچھا۔ دماغ مت چاٹو۔“۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تمہارے پاس دماغ بھی ہے۔ کمال ہے۔ تم نے پہلے تو کبھی نہیں بتایا۔“۔ عمران نے کہا۔

”تم خاموش ہوتے ہو یا میں گاڑی سے اتر جاؤں۔“۔ جولیا نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

”ارے نہیں۔ اتنی بے وفائی اچھی نہیں ہوتی۔ لوگ کیا سوچیں گے تمہاری جدائی کے بارے میں۔ بقول کنفیوشس کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم۔“۔ عمران نے گھبرا کر کہا۔

”آپ آپس میں لڑنے لگے ہیں اس لئے اللہ حافظ۔“۔ ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز ابھری اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی ٹرانسمیٹر واپس کاؤنڈر ڈال دیا۔ عقیقی نشست پر بیٹھا چوہان مسکرا رہا تھا۔

”عمران صاحب۔ آپ مس جولیا کو کیوں تنگ کر رہے ہیں۔“۔ اس

نے عمران سے کہا۔

”تنگ کر رہا ہوں۔ میں تو ڈھیل دے رہا ہوں۔ تم کہو تو تمہیں بھی ڈھیل دوں۔“۔ عمران نے کہا۔

”شکریہ۔ مجھے بخش ہی دیں۔ یہ فرمائیں کہ ابھی کتنا سفر باقی ہے۔“۔ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں لیکن اطمینان رکھو کیونکہ کنفیوشس نے کہا تھا کہ چلے تو کٹ ہی جائے گا سفر آہستہ آہستہ۔“۔ عمران نے گنلٹاتے ہوئے کہا۔

”آپ ہر بات کنفیوشس سے ہی کیوں منسوب کرتے ہیں۔“۔ چوہان نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

”بات ہی کرتا ہوں نا۔ خود تو منسوب نہیں ہو جاتا۔ ویسے تم آج کل کس سے منسوب ہو۔“۔ عمران نے کہا۔

”الاحوال والاقوال۔ مجھے ایسے خرافات سے دلچسپی نہیں ہے۔“۔۔ چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دور کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمکنے لگیں اور عمران خاموش ہو کر توجہ سے آنے والی گاڑی کی طرف دیکھنے لگا۔ گزشتہ نصب گھنٹے میں وہ پہلی گاڑی تھی جو اس جانب آرہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ گاڑی قریب آ گئی۔ پھر اچانک ہی اس کی ہیڈ لائٹس آف ہو گئیں۔ اس پر عمران چونکا اور اس نے چوہان اور جوزف کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کیا۔ فاصلہ اور کم ہوا تو اس گاڑی کا ڈرائیور گاڑی سے اتر کر انہیں رکنے کا اشارہ کرنے لگا۔ عمران نے رفتار کم کی اور اس کے قریب پہنچ کر بریک لگا دی۔

”جناب۔ میری گاڑی کا پٹرول ختم ہو گیا ہے۔ پٹرول پمپ یہاں سے کتنی دور ہے۔“۔۔ ڈرائیور نے عمران کے قریب آ کر کہا۔

”پندرہ سولہ کلو میٹر۔ آپ چاہیں تو ایک گیلن دے سکتا ہوں۔“۔۔

عمران نے شائستہ لہجے میں کہا۔

”تھینک یو۔ یہ آپ کا احسان ہوگا۔ میں گیان لاتا ہوں۔“۔ ڈرائیور

نے خوش ہو کر کہا اور اپنی گاڑی کی طرف مڑ گیا۔ مگر دوسرے ہی لمحے

اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور پلٹ کر عمران پر تان لیا۔

”کک۔ کیا مطلب۔“۔ عمران نے حیرت سے اچھل کر کہا۔

”خبردار۔ کوئی حرکت مت کرنا۔ ہاتھ اٹھا کر باہر نکل آؤ۔“۔ ڈرائیور

غرایا اور دوسرے ہاتھ سے دروازہ کھول دیا۔ اسی لمحے اس کی کار کے

عقب سے چار آدمی برآمد ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں گنیں تھیں۔

قریب آ کر انہوں نے بھی گنیں تان لیں۔

”کک۔ کیا۔ کیا تم لٹیرے ہو۔“۔ عمران نے خوفزدہ لہجے میں

پوچھا۔

”بکومت۔ تم سب باہر آ جاؤ ورنہ چھلنی کر دیئے جاؤ گے۔“۔ وہ اسے

گھورتا ہوا بوا۔ ایک گن بردار ان کی کار کے بونٹ کے پاس کھڑا تھا جبکہ دوسرا بائیں جانب جولیا پر گن تانے ہوئے تھا اور تیسرے نے چوہان اور جوزف کو کور کر لیا تھا۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لیا اور ہاتھ اٹھا کر کار سے نکل آیا۔ جولیا، چوہان اور جوزف نے اس کی تقلید کی۔

”تم لوگ کون ہو اور کہاں جا رہے تھے؟“ ڈرائیور نے حکمانہ لہجے میں پوچھا جبکہ اس کے ساتھیوں نے چوہان، جوزف اور جولیا کو کور کر لیا تھا۔

”ہم مسافر اور اور سفر کر رہے ہیں۔“ عرفان نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”کہاں جانا ہے؟“ اس آدمی کا لہجہ سخت تھا۔

”روزویل ٹاؤن میں۔ وہاں میری نانی رہتی ہے نا۔ بے چاری سخت بیمار ہے۔ میں اس کی تدفین کے لئے۔“ عمران نے یکدم افسردہ

لہجے میں کہا۔

”بکومت۔ روزویل ٹاؤن تو کافی پیچھے رہ گیا ہے۔“۔ ڈرائیور نے

غراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی۔ مگر تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔“۔ عمران نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا یہ میری ذمہ داری تھی؟“ اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”انسانی ہمدردی۔ میری جگہ تم بھی ہوئے تو نانی کی جائیداد میں حصہ

لینے ضرور جاتے۔“۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لیا۔

”روٹر۔ یہ بکواس کر رہا ہے۔ جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔“۔ اس کے

ایک ساتھی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آل رائٹ۔ انہیں گاڑیوں میں بٹھاؤ۔ ٹھہرو۔ پہلے ان کی تلاشی

لے لو۔“۔ ڈرائیور بوا جس کا نام روٹر تھا۔

”تلاشی لینے کی ضرورت ہے۔ ہم واپس چلے جاتے ہیں“۔۔ عمران
تیزی سے بولا۔

”شٹ اپ۔ خاموش کھڑے رہو ورنہ یہیں ختم کر دیں گے“۔۔ روٹر
کا ایک ساتھی غرایا۔ پھر وہ عمران کی پشت پر آیا اور اس کی جیب میں
ہاتھ ڈال کر ریوالور نکال لیا۔ اس کے ساتھیوں نے چوہان اور جوزف
کے ریوالور بھی نکال لئے۔

”اچھا۔ تو سائنلنسر لگا کر نانی کو قتل کرنے جا رہا تھے۔ جائیداد کی
خاطر“۔۔ روٹر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”مجبوری ہے۔ مسٹر بوٹر۔ فائر کی آواز سے انہیں ڈر لگتا ہے“۔۔
عمران نے اس کا نام بگاڑتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ میرا نام روٹر ہے۔ سمجھے“۔۔ روٹر غرایا۔
”اس لڑکی کے پرس کی تلاشی لو“۔۔ اس نے اپنے ایک ساتھی سے

کہا۔

”نہیں۔ اس کے پاس ریوالور نہیں ہے۔ صرف ایک ٹائم بم ہے۔“۔

عمران نے جلدی سے کہا۔

”انتھونی۔ چیک کرو۔“۔ روٹر نے چونکتے ہوئے کہا تو انتھونی نے

جولیا کے کندھوں سے پرس اتارا اور ایک لمحے کے لئے روٹر کی توجہ اس

کی طرف مبذول ہو گئی۔ اس لمحے عمران برق کی سی تیزی سے حرکت

میں آیا اور اس نے روٹر کے ریوالور پر ہاتھ مارتے ہوئے دوسرے

ہاتھ کا مکا اس کے جبرے پر رسید کر دیا۔ روٹر کراہتا ہوا انتھونی سے جا

ٹکرایا اور انتھونی بھی اڑکھڑا گیا۔ عمران نے فوراً ہی ان کے تیسرے

ساتھی پر چھلانگ لگا دی اور چوتھے جوزف نے حملہ کر دیا۔ ہنگامہ

شروع ہو گیا اور چوہان نے روٹر پر چھلانگ لگا دی جبکہ جولیا نے

پھرتی سے انتھونی کے ہاتھ پر جھپٹا مار کر اس کا ریوالور چھینا اور اس کی

کنیٹی سے لگا دیا۔

جوزف نے روٹر کے ساتھی کے جبرے پر زوردار گھونسا رسید کیا اور وہ
اڑکھڑاتا ہوا کار کے بونت سے جانکرایا تو اس کے ہاتھ سے ریوالور گر
گیا۔ چوہان روٹر کو گرا کر اس کے چہرے پر گھونسنے برسانے لگا جبکہ
عمران نے اپنے مد مقابل کی گردن پر کراٹے کی ضرب رسید کر دی۔
کھڑی ہتھیلی کے وار نے اس آدمی کی گردن توڑ کر اسے زندگی کی
کشمکش سے نجات دلا دی۔ تیسرے گھونسنے پر روٹر نے چوہان کا وار
بازو پر روکا اور پھرتی سے کروٹ لے کر اسے اپنے سینے سے نیچے لٹا
دیا۔

”خبردار۔ کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے ورنہ فائر کر دوں گی۔“
جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریڈر دبا دیا۔
اتھوٹی کی کنیٹی میں سوراخ ہو گیا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی مانند سڑک

پر گر گیا۔ انتھونی کا انجام دیکھ کر وہ سب ایک لمحے کے لئے ساکت ہو کر رہ گئے۔ عمران نے تیزی سے ایک ریو الوراٹھایا اور روٹر پرتان لیا چوہان اور جوزف نے بھی اپنے ریو الوراٹھالئے تھے۔ اب روٹر اور اس کے دونوں ساتھی ان کے ریو الوروں کی زد میں تھے۔

”تم نے انتھونی کو مار کر اپنی موت یقینی بنالی لڑکی“۔۔ روٹر جولیا کو خونخوار نگاہوں سے دیکھتا ہو غرا گیا۔

”لڑکی نہیں کوئین کہو پیارے۔ یعنی انتھونی کوئین کے ہاتھوں مارا گیا اور تم میرے ہاتھوں مرنے والے ہو“۔۔ عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے روٹر کے دوسرے ساتھی پر فائر کر دیا۔ بے آواز ریو الور کی گولی اس کی پیشانی میں سوراخ کر گئی اور وہ تڑپتا ہوا گر گیا۔ یہ دیکھ کر روٹر کا ساتھی خوفزدہ نظر آنے لگا۔ کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں اس کا چہرہ خوف سے سیاہ پڑنے لگا تھا۔

”اب تم جلدی سے بتاؤ کہ تم کون ہو اور ہمیں کہاں لے جانا چاہتے تھے۔۔۔“ عمران نے روڑ سے پوچھا۔

”ہم تمہیں لوٹنا چاہتے تھے۔۔۔“ روڑ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
”لوٹنے کا حکم کس نے دیا ہے۔ بلیک پینتھر نے۔“ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”کون بلیک پینتھر۔ میں کسی بلیک پینتھر کو نہیں جانتا۔“ روڑ چونکتا ہوا بولا۔

”جھوٹ بولو گے تو تم دونوں کا انجام تمہارے ساتھیوں سے مختلف نہیں ہوگا۔“ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے ساتھی پر فائر کر دیا۔ گولی اس کے سینے میں لگی اور وہ چیختا ہوا گر گیا۔ یہ دیکھ کر خوف سے روڑ پر لرزہ طاری ہوتا چلا گیا۔

وسیع و عریض کمرے میں ایک بڑی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھا درواز
قامت اور چوڑے شانوں والا نقاب پوش سگار کے کش لیتا ہوا
سامنے والی دیوار پر نصب سکرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سکرین پر ایک
شخص دروازے کے باہر کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ نقاب پوش کے
آگے میز پر ایک مربع فٹ سفید شیٹ پر تین بٹن اور ایک ناب نصب
تھی کمرے میں اس کے سوا کوئی بھی روح موجود نہ تھا۔

ایک دو لمحوں بعد اس نے ہاتھ بڑھا کر بٹن دبایا اور فوراً ہی باہر کھڑے
شخص کا سکرین پر کلوز اپ نظر آنے لگا۔

”ایڈگر۔ کیا بات ہے۔“ نقاب پوش کے لبوں میں حرکت ہوئی۔

”سر۔ وولف سے رابطہ نہیں ہو سکا۔“ سکرین پر نظر آنے والے

شخص کی آواز کمرے میں گونجی اور اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

”کیوں“۔۔ نقاب پوش کے حلق سے متحیرانہ آواز ابھری۔

”معلوم نہیں چیف۔ کئی بار کوشش کر چکا ہوں لیکن اس کا ٹرانسمیٹر

بالکل خاموش ہے“۔۔ ایڈگرنے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ آر تھر سے رابطہ قائم کرو اور اسے ہدایت کرو کہ وہ وولف کا

پتہ کرے“۔۔ نقاب پوش نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ ابھی ٹرائی کرتا ہوں“۔۔ ایڈگرنے جوابا کہا اور نقاب

پوش نے ایک بٹن دبا دیا۔ سکریں تاریک ہو گئی۔ اس نے سگار کا ٹکڑا

ایش ٹرے کی نذر کی اور کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا چند لمحے

ہی گزرے تھے کہ کمرے میں فون کی گھنٹی بجنے کی آواز گونجی اور وہ

رک کر میز پر رکھے ہوئے موبائل فون کی طرف دیکھنے لگا۔ گھنٹی دوبارہ

بجی تو اس نے بڑھ کر موبائل فون اٹھایا اور آن کر دیا۔

”لیس۔ بلیک سپیکنگ“۔۔ اس نے موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”جارج بول رہا ہوں چیف۔ ابھی ابھی ایک اور گاڑی یہاں سے گزری ہے“۔۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کیا وہ بھی مشتبہ ہے۔ پہلی گاڑی کی طرح“۔۔ چیف نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”معلوم نہیں سر۔ وہ پمپ پر رکے بغیر گزر گئی ہے اس لئے میں اندازہ نہیں لگا سکا کہ ان میں کون لوگ ہیں اور کتنے ہیں“۔۔ جارج نے کہا۔

”آل رائٹ۔۔ وہ کوئی بھی ہوں ان کی تحقیق کے لئے راستے میں ہمارے آدمی موجود ہیں۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں“۔۔ چیف نے کہا۔

”رائٹ چیف۔ کیا وہ لوگ پکڑ لئے گئے ہیں۔۔۔ جارج نے کہا۔

”یہ تمہارا سر درد نہیں ہے۔۔۔“ چیف نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس

نے موبائل آف کر کے ایک دو لمحوں کے لئے کچھ سوچا اور دوبارہ

موبائل آن کرنا ہی چاہتا تھا کہ کمرے میں سیٹی کی تیز آواز گونجی۔ اس

نے چونکتے ہوئے سکرین پر نظر ڈالی تو وہ روشن ہو چکی تھی اور اس پر

ایڈیٹر دکھائی دے رہا تھا۔

”ایڈیٹر۔ کیا ہوا۔۔۔“ اس نے کھڑے کھڑے میز پر کنٹرول پینل کا

ایک بٹن دبایا اور ایڈیٹر سے کہا۔

”چیف۔ آر تھر سے رابطہ قائم نہیں ہوا۔ اس کا ٹرانسمیٹر بھی سگنل

وصول نہیں کر رہا۔۔۔“ ایڈیٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”عجیب بات ہے۔ آخر یہ لوگ کہاں مر گئے ہیں۔ کال کیوں رسیو

نہیں کرتے۔۔۔ وہ غرایا۔

”چیف۔ مجھے تو کافی گڑبڑ معلوم ہو رہی ہے۔ کہیں وہ پولیس کے ہتھے نہ چڑھ گئے ہوں۔“۔ ایڈگرنے کہا۔

”نہیں۔ پولیس کے فرشتوں کو بھی ان کے ٹھکانوں کا علم نہیں۔ معاملہ کچھ اور ہی لگتا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کی انکسٹن میں آمد خالی از علت نہیں ہے۔ عمران اور جولیا کی آمد تو ثابت ہو چکی ہے ہو سکتا ہے وولف کے پاس پہنچنے والے افراد بھی ان کے ساتھی ہوں۔ اگر آرتھر اور وول ان کے ہتھے چڑھ چکے ہیں تو پھر معاملہ انتہائی خطرناک ہے۔ تم انکسٹن میں اپنے دوسرے ورکروں کو ہدایت کر دوں کہ ان دونوں کا پتہ کریں۔ میں روٹر کی رپورٹ ملنے کے بعد کوئی قدم اٹھاؤں گا۔“۔ چیف نے سوچ بھرے انداز میں کہا اور پھر بٹن دبایا تو سکرین آف ہو گئی۔ تو وہ موبائل فون پر روٹر کے نمبر ملانے لگا۔

روٹر سے ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد عمران نے ایک گولی اور خرچ کی اور روٹر کو اس کے ساتھیوں کی طرح جہنم کے سفر پر روانہ کرنے کے بعد ان سب کی ایشیں انہی کی گاڑی میں ڈال کر گاڑی سڑک کی دوسری طرف واقع گھنے درختوں کے عقب میں چھپا دی۔ روٹر کی جیب سے برآمد ہونے والا موبائل فون اس نے اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ پھر وہ دوبارہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے تو پہلے سے زیادہ محتاط تھے۔ عمران نے کار کی ہیڈ لائٹس کی بجائے صرف چھوٹی لائٹس جلائی تھیں۔ اگرچہ روٹر کے بیان کے مطابق راستے میں

کم از کم دس میل تک انہیں روکنے والا کوئی نہ تھا مگر پھر بھی احتیاط ضروری تھی۔ دفعتاً عمران کی جیب میں پڑے روٹر کے موبائل فون کی گھنٹی بجی تو عمران چونک پڑا لیکن اس نے کال رسیو نہ کی۔ تھوڑی دیر تک گھنٹی بجتی رہی پھر موبائل خاموش ہو گیا۔

”تم نے کال رسیو نہیں کی“۔۔ جولیا نے پوچھا۔

”خالی پیٹ کال رسیو کرنے سے آنتوں میں گانٹھیں پڑ جاتی ہیں“۔۔
www.define.pk
عمران نے کہا۔

”کون کہتا ہے“۔۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر سلیمان ایرانی افغانی عرف شیطانی المعروف جاسوس خانسا ماں“۔۔ عمران نے کہا۔

”بکومت۔ تمہاری طرح وہ بھی پرلے درجے کا احمق ہے“۔۔ جولیا نے غصے سے کہا۔

”عمران صاحب کال سننے سے آنتوں کا کیا تعلق ہے۔۔۔ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”وہی جو دال کا آنتوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ پیٹ میں پہنچ کر دال گل جاتی ہے اور بقول۔۔۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”بس۔ کنفیوژن کا نام لیکر بور مت کرو۔۔۔ جولیہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو عمران ٹھنڈا پانی لے کر رہ گیا۔

”روٹر کے بیان کے مطابق بلیک پینتھر نے اسے ہماری گرفتاری کا حکم دیا تھا گویا وہ ہماری آمد سے آگاہ ہو چکا تھا۔ اس صورت میں ہمارا اس طرح سفر کرنا کیا خطرناک نہیں۔ کیا وہ کسی اور کو ہماری گرفتاری کے لئے نہیں بھیجے گا۔۔۔ عقب میں بیٹھے ہوئے چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم اس کی بے خبری میں زیادہ

سے زیادہ اس کے قریب پہنچ جائیں کیونکہ ہمارا مشن اس بات کا
متقاضی ہے کہ ہم ان کو پوری طرح ہوشیاری کے بغیر ان کے سروں پر
پہنچ جائیں۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا چیف بھی وہاں پہنچے گا۔۔۔“ چوہان نے سوال کیا۔

”معلوم نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سے پہلے وہاں پہنچ جائے۔ تمہیں

پتہ ہے جو ہے کتنے تیز رفتار ہوتے ہیں۔۔۔“ عمران نے کہا۔ دفعتاً

عمران کی واچ پر اشارہ موصول ہوا اور اس نے چونکتے ہوئے واچ کا

وانڈراڈ باہر کھینچ دیا۔

”ہیلو عمران صاحب۔ کیپٹن بابر کالنگ۔ اور۔۔۔“ واچ سے آواز

ابھری۔

”یس کیپٹن گاجر۔ اوہ سوری۔ بابر۔ عمران اسٹنڈنگ یو۔ اور۔۔۔“

عمران نے جواباً احمقانہ لہجے میں کہا۔

”خیریت ہے۔ بہت چمک رہے ہیں آپ۔ اور“۔۔ کیپٹن بابر کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

”شکر کرو بہک نہیں رہا ہوں حالانکہ جولیامیرے قریب ہی بیٹھی ہے۔ اور“۔۔ عمران نے کہا۔

”یہ آپ کی عقل مندی ہے ورنہ ان کا سینڈل بھی تو آپ کے سر کے قریب ہے۔ اور“۔۔ کیپٹن بابر نے کہا۔

”اچھا ہوا تم نے یاد دلا دیا۔ وہ بھی کہہ رہی تھی کہ اس عید پر اسے گفٹ میں سینڈل دوں۔ اور“۔۔ عمران نے کہا تو جولیامیرے گھورنے لگی۔

”بکومت۔ مجھے کوئی گفٹ نہیں چاہیے“۔۔ جولیامیرے غراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ایک کار ہمارا پیچھا کر رہی ہے“۔۔ اس بار صفدر کی

آواز ابھری۔

”تو کیا ہیلی کاپٹر کو تمہارا پیچھا کرنا چاہیے تھا؟“۔۔ عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”ایا حول ولاقوة۔ میں اطلاع کو اطلاع دے رہا ہوں؟“۔۔ صفدر نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”کیا تم محکمہ اطلاعات میں جھپڑا سی ہو؟“۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیا کہا۔ تمہارا پیچھا کیا جا رہا ہے؟“۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے یکدم چونکتے ہوئے کہا۔

”خدا سمجھے آپ کو۔ آپ کبھی سنجیدہ نہیں ہوتے؟“۔۔ صفدر کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تم بھی تو رنجیدہ نہیں ہوتے یا۔ اب مجھے کیا معلوم کہ اس کار میں

چوہے ہیں یا بلیاں اور وہ کتنی صدیوں سے تمہارا تعاقب کر رہی ہیں۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ سوری۔۔۔“ صفدر نے خجالت آمیز انداز میں کہا اور پھر وہ تفصیل بتانے لگا۔ جواب میں عمران نے اسے ہدایات دیں اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب سڑک کے دونوں طرف گھنے جنگلات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا تقریباً دس منٹ بعد سڑک پر ایک موٹر آیا اور عمران نے رفتار کم کر دی۔ موٹر مرنے کے بعد اس نے رفتار میں پھر اضافہ کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک موٹر دکھائی دیا۔ اس نے رفتار کر دی لیکن موٹر کی دوسری طرف پہنچتے ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کار اڑ کھڑاتی ہوئی سڑک سے اتر کر درختوں کی طرف لپکی۔

عمران نے بوکھلا کر فوراً ہی بریک لگائی اور کار ایک تناور درخت کے تنے سے صرف ایک انچ کے فاصلے پر رک گئی۔ زوردار جھٹکا لگنے سے

وہ سب اپنی سیٹوں پر پھسل گئے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھالتے کار کے
ارد گرد چھ نقاب پوش نمودار ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں گنیں تھیں
جن کے اوپر ٹارچر نصب تھیں۔ انہوں نے آتے ہی ان پر گنیں تان
لیں۔ عمران، چوہان اور جولیاء نے سنبھل کر ان کی طرف دیکھا اور ان
کے جسموں میں عجیب سی سنسناء پھیلتی چلی گئی جبکہ خود کو خطرے میں
پا کر جوزف کے تمام احساسات بیدار ہو گئے اور وہ وحشیانہ نگاہوں
سے گن بردار نقاب پوشوں کو گھورنے لگا تھا۔

”ہیلو۔ جارج سپیکنگ۔“۔۔ کیشینر نے موبائل کی گھنٹی سن کر جیب میں

ہاتھ ڈالا اور موبائل فون نکال کر آن کرتے ہوئے کہا۔

بلیک پینتھر۔۔ دوسری طرف سے غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔۔ وہ تیزی سے مودبانہ لہجے میں بولا۔

”روٹر سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ انہیں تمہاری رپورٹ پر ان لوگوں کی

گرفتاری کے لئے بھیجا گیا تھا فوراً روانہ ہو جاؤ۔“۔۔ چیف نے حکم

www.dafne.pk

دیا۔

”رائٹ سر۔ میں ابھی روانہ ہو رہا ہوں۔“ جارج نے کہا۔

”ایک آدمی ساتھ لے جانا اس گاڑی کو بھی چیک کر لینا جس کا تم نے تھوڑی دیر پہلے ذکر کیا تھا۔“۔۔ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ جارج نے بھی جلدی سے موبائل آف کر کے جیب میں ڈالا اور اٹھ کر باہر کو لپکا۔

”میرے ساتھ آؤ۔۔ اس نے باہر کھڑے گاڑ سے کہا اور بانئیں جان کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر مسلح گارڈ بیٹھا تھا۔

”ہم کہاں جا رہے ہیں جارج؟“۔۔ گارڈ نے پوچھا تو اس نے تفصیل بتادی۔

”اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ہمارے دشمن ہیں۔“۔۔ گارڈ نے چونک کر کہا۔

”ظاہر ہے۔ اسی لئے تو چیف نے شام کے وقت ہی مجھے ہدایت کر

دی تھی کہ میں اس طرف جانے والوں پر نظر رکھوں۔ شاید روٹر کا ان لوگوں سے ٹکراؤ ہو گیا ہے یا کسی وجہ سے وہ چیف کی کال رسیو نہیں کر رہا۔۔۔ جارج نے کہا۔

”یقیناً یہی وجہ ہوگی۔۔۔ گارڈ نے پر خیال انداز میں سر ہلایا۔ کارتیزی سے دوڑ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد انہیں کافی فاصلے پر جاتی ایک گاڑی کی عقبی سرخ بتیاں دکھائی دیں۔
www.deline.pk
”کیا یہی گاڑی ہے۔۔۔ گارڈ نے پوچھا۔

”ہاں۔ کیونکہ اس کے بعد کوئی گاڑی ادھر نہیں آئی۔۔۔ جارج نے کار کی بیک اسٹس پر نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے رفتار میں اضافہ کر دیا۔ لیکن پھر اچانک ہی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں سڑک پر کوئی مائع چیز پھیلی ہوئی دیکھ کر وہ چونکا اور اس کا پاؤں بریک پیڈل پر دبتا چلا گیا کار روک کر وہ تیزی سے اتر اور آگے بڑھ سڑک

پر جھک گیا۔ وہاں کافی سارا خون جمع تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو دو اور جگہوں پر بھی خود کھائی دیا۔ پھر سڑک کے کنارے کچی زمین پر تاروں کے نشان دیکھ کر اس نے گارڈ کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس جگہ خون آلودہ تار کا نشان دیکھ کر وہ فکر مند ہو گیا تھا۔

”یہاں ایک دو آدمی قتل ہوئے ہیں۔ ذرا ان درختوں کے پیچھے دیکھو۔ میں ادھر دیکھتا ہوں۔“ اس نے گارڈ سے کہا اور پھر خود سڑک کے کنارے واقع درختوں کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی گارڈ نے دوسری جانب کے درختوں کے عقب سے جارج کو پکارا۔

”جارج۔ جلدی آؤ۔“ اس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو جارج دوڑتا ہوا اس جانب پہنچا تو وہاں درختوں کے عقب میں ایک کار میں اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ گارڈ کی تارچ کی روشنی میں

اس نے روٹر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پہنچانے ہی واپس اپنی کار کی طرف دوڑ لگادی۔

”جلدی آؤ۔۔ اس نے چیختے ہوئے کہا تو گارڈ بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ فل رفتار سے کار دوڑا رہا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں موجود موبائل فون پر وہ چیف کے نمبر ملا رہا تھا۔ چند سیکنڈ بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہیلو۔ بلیک سپیکنگ۔۔ بلیک پینتھر کی آواز سنائی دی۔

”جارج بول رہا ہوں چیف۔۔ جارج نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”خیریت۔ تم گھبرائے ہوئے معلوم ہو رہے ہو۔۔ بلیک پینتھر نے کہا۔

”لیس سر۔ روٹر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ملی ہیں اور اب میں پھر اس کار کے پیچھے جا رہا ہوں۔۔ جارج نے بتایا پھر اس نے قدرے

تفصیل سے ان کی لاشیں ملنے کا واقعہ بیان کر دیا۔

”یقیناً انہوں نے ہی پانچوں کو قتل کیا ہے۔“۔۔ بلیک پینتھر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔“۔۔ جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”انہیں فوراً ہلاک کر دو جارج۔“۔۔ مینڈ گرنیڈ ہے تمہارے پاس۔۔۔ بلیک پینتھر نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

”نوسر۔ میرے پاس ریوالور اور گارڈ کے پاس گن ہے۔“۔۔ جارج نے کہا۔

”انہیں روکو اور ختم کر دو۔“۔۔ بلیک پینتھر نے کہا۔

”رائٹ سر۔“۔۔ جارج نے کہا۔

”پہلی کار تو اب تک کافی دور نکل گئی ہوگی مگر اس کا میں انتظام کر دوں

گا۔ تم صرف اس کار پر توجہ دو جو تمہاری آگے ہے۔۔۔ بلیک پینتھر
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ جارج نے بھی موبائل
آف کر دیا اور کار کی رفتار میں مزید اضافہ کر دیا۔ پانچ چھ منٹ کے
بعد اگلی گاڑی کی عقبی لائٹس ایک بار پھر انہیں دکھائی دینے لگیں۔
”انہیں روکنا ہے۔۔۔ اس نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے گارڈ
سے کہا جو عقبی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اور ریوالور اس کی طرف بڑھا دیا۔
”ٹائر کونشانہ بنانا ہے لیکن اس صورت میں جب وہ ہماری پہنچ سے
نکلنے کی کوشش کریں۔۔۔ جارج نے کہا تو گارڈ نے ریوالور والا ہاتھ
کھڑکی سے باہر نکالا اور انتظار کرنے لگا۔ لمحہ بہ لمحہ ان کی کار کا اگلی کار
سے فاصلہ کم ہوتا چلا گیا۔ اگلی کار نارمل رفتار سے جارہی تھی جارج نے
چند لمحوں بعد اسے اوور ٹیک کیا اور ان سے تھوڑا آگے آ کر یکدم کار کو
اس طرح سڑک پر روکا کہ کارت چھپی ہو گئی اور سڑک بلاک ہو کر رہ گئی۔

”میری اجازت کے بغیر کوئی ایکشن نہ لینا“۔۔۔ عمران نے نقاب پوش گن برداروں کا جائزہ لیا اور بڑ بڑایا۔

”تم سب ہاتھ اٹھا کر باہر آ جاؤ ورنہ چھلنی کر دیئے جاؤ گے“۔۔۔ اسی لمحے ایک نقاب پوش نے حکمانہ لہجے میں کہا۔ اس کا حکم سن کر عمران نے پہل کی اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ فوراً ہی نقاب پوش نے گن اس کے سینے سے لگا دی۔ چوہان، جوزف اور جولیہ نے بھی اس کی تقلید کی اور نقاب پوشوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔

”ولسن۔ ان کی تلاشی لو اور اسلحہ نکال کر ان کے ہاتھ پشت پر

باندھو۔۔۔ عمران کے سامنے کھڑے شخص نے ایک آدمی کو حکم دیا۔ وہ نقاب پوش جس کا نام ولسن تھا اپنی گند کندھے سے لٹکا کر آگے بڑھا اور ان کی جیبیں چیک کرنے لگا۔ اس نے تینوں کے ریوا اور نکال کر دور پھینک دیئے۔ پھر جولیا کے پرس سے بھی ریوا اور نکال لیا۔

”میجر۔ رقی تو وین میں پڑی ہے۔“ نقاب پوش ولسن نے عمران کو کور کرتے ہوئے کہا۔

www.define.pk

”اے آؤ۔ جلدی کرو اور وین بھی سڑک پر لے آؤ۔“ میجر نامی نقاب پوش نے سخت لہجے میں کہا تو ولسن تیزی سے سڑک کی دوسری جانب والے درختوں کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا تم لوگ ہماری گاڑی لے جانا چاہتے ہو میجر۔“ عمران نے میجر کو مخاطب کیا۔

”نہیں۔ خاموشی سے کھڑے رہو۔“ میجر نے اسے گھور کر کہا۔

”میں کون سا ڈھول پیٹ رہا ہوں۔ کیا تم ڈر پوک ہو۔۔۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہیں کیسے اندازہ ہوا۔۔۔“ میجر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”اس طرح کہ ہمیں غیر مسلح کرنے کے باوجود تم نے ہمیں ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دی۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”تم لوگ بہت خطرناک ہو اور میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔۔۔“
میجر نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور اتنی لمحے انجن سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ پھر درختوں کے عقب سے ایک وین نکل کر سڑک پر آئی اور ان کے قریب رک گئی۔ وین وین سے اتر کر ان کے قریب آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مضبوط رسی کا گچھا تھا۔ اس نے رسی کا گچھا کھولا تو وہ ایک پوری رسی کی بجائے چار پانچ ٹکڑے تھے۔ اس نے باری باری ان چاروں کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے۔

”انہیں گاڑی میں بٹھاؤ۔۔۔“ میجر نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا۔ چند لمحوں بعد وہ وین میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ نقاب پوش ان کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور دو بائیں طرف جبکہ ولسن نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور میجر اس کے قریب فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ولسن نے وین آگے بڑھائی اور میجر جیب سے موبائل فون نکال کر نمبر لگانے لگا۔

”میجر بول رہا ہوں سر۔۔۔“ میجر نے سلسلہ قائم ہونے پر کہا۔

”ہم نے انہیں پکڑ لیا ہے۔ سر۔۔۔ لیس سر۔ ان کی گاڑی کا ٹائر برسٹ کرنا پڑا۔ لیس سر۔ ان کے ہاتھ باندھ دیئے گئے ہیں۔ ان کے پاس ریوالور تھے لیکن اب وہ غیر مسلح ہیں۔ اوہ۔ روٹر کی لاش مل گئی ہے۔ انہیں کس نے قتل کیا ہے چیف۔ آپ اجازت دیں تو انہیں یہیں ختم کر دیا جائے۔“ اس نے مسلسل باتیں کرتے ہوئے کہا۔ عمران سمجھ

ہے۔

”لیس سر۔ ان میں سے ایک سیاہ فام نیگرو افریقہ معلوم ہوتا ہے۔
آپ کا اندازہ درست ہے۔ رائٹ سر۔ میں خیال رکھوں گا۔ ان کے
فرشتے بھی میری گرفت نہیں نکل سکتے۔ آپ بے فکر رہیں۔ نہیں۔
ابھی تک تو انہوں نے کوئی غلط حرکت نہیں کی۔ رائٹ سر۔۔۔ میجر نے
دوسری طرف سے بات سن کر کہا۔

”ولسن رفتار بڑھاؤ۔ چیف ہمارا انتظار کر رہا ہے۔۔۔ اس نے خاموش
ہو کر موبائل آف کیا اور ولسن سے کہا۔

”انہیں بے ہوش کر دو۔۔۔ پھر اس نے عقب میں بیٹھے نقاب پوشوں
سے کہا تو نقاب پوشوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور ایک آدمی نے
جیب سے سپرے گن نکال کر باری باری عمران، جولیا، چوہان اور

جوزف کے چہروں پر سپرے کرنے لگا۔ عمران نے سانس روک لیا تھا۔ چند لمحوں بعد ان چاروں پر بے ہوشی طاری ہوتی چلی گئی۔

جب انہیں ہوش آیا تو وہ ایک کمرے میں فرش پر پڑے تھے۔ عمران سب سے پہلے ہوش میں آیا تھا کیونکہ وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اداکاری کر رہا تھا۔ ان کے ہاتھ بدستور بندھے ہوئے تھے۔ کمرہ فرنیچر سے عاری تھا اور اس میں ان کے سوا کوئی ذی روح موجود نہ تھی۔ کمرے میں کوئی روشن دان یا گھڑکی نہیں تھی۔ صرف ایک دروازہ تھا جو بند دکھائی دے رہا تھا۔ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ ایک کونے میں چھوٹا سا دروازہ واش روم کی نشاندہی کر رہا تھا جو نصف کھلا تھا۔ عمران اندازہ نہ کر سکا کہ وہ کتنی دیر بے ہوش رہے تھے کیونکہ ہاتھ پشت کی جانب بندھے ہونے کے سبب وہ گھڑی دیکھنے سے عاجز تھا لیکن پھر اسے قریب بیٹھی جولیا کی گھڑی کا خیال آیا اور اس

نے جولیا کے عقب میں آ کر اس کی ریست واپچ پر وقت دیکھ لیا اس طرح اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ نصف گھنٹے بعد ہوش میں آئے تھے۔

”باس۔ ہم کہاں ہیں؟“۔۔ دفعتاً جوزف نے اسے مخاطب کیا۔

”ایک اپ میں؟“۔۔ عمران نے مختصر اکہا۔ پھر وہ اٹھ کر دروازے کے

پاس آیا۔ دروازے کے اوپر دیوار پر ایک سکرین نصب تھی جو تاریک

تھی۔ دروازے کے اندر کی جانب کوئی ہینڈل وغیرہ نہ تھا جسے پکڑ کر

وہ چیک کر سکتا تھا کہ دروازہ مقفل ہے یا غیر مقفل۔ اگرچہ وہ اپنے

ہاتھ آزاد کر سکتا تھا لیکن فی الحال اس نے کوشش نہ کی کیونکہ وہ دانستہ

پینتھر گروپ کا قیدی بنا تھا اور اس نے گرفتاری کے وقت اسی لئے

مزاحمت نہ کی تھی کہ ان لوگوں کے ذریعے ان کے ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہتا

تھا۔ وہ پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ بیٹھا۔ اسی لمحے دروازے

سے اوپر نصب سکرین روشن ہو گئی اور اس پر ایک نقاب پوش دکھائی

دینے لگا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں ایک آواز سنائی دی۔

”تم لوگ کون ہو۔ کیا اپنا تعارف کراؤ گے؟“۔ وہ آواز یقیناً نقاب پوش کی تھی۔

”ہم لوگ شکاری ہیں اور لومڑیوں کا شکار کرنے جا رہے تھے۔“۔
عمران نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے کہ اگر تمہارا ایک آپ صاف کر دیا جائے تو پھر تم جھوٹ نہیں بولو گے؟“۔ نقاب پوش نے طنز یہ لہجے میں کہا۔

”شکاری پھر بھی شکاری رہے گا مسٹر نقاب پوش۔ ویسے تم کون سے اسٹیشن سے ٹیلی کاسٹ کئے جا رہے ہو؟“۔ عمران نے ہنس کر کہا۔

”شٹ اپ۔ شاید تمہیں میرا نام معلوم نہیں ہے؟“ نقاب پوش دھاڑا۔
”تمہارا اندازہ درست ہے۔ معلوم ہوتا تو تم اس وقت معلوم نہیں

کہاں ہوتے؟“۔ عمران نے کہا

”کہاں ہوتا“۔۔ نقاب پوش نے بے اختیار پوچھا۔

”جہنم کی ساتویں تہہ میں“۔۔ عمران نے اطمینان سے کہا

”جہنم تو اب تمہیں جانا ہے علی عمران“۔۔ نقاب پوش نے غراہٹ

آمیز لہجے میں کہا۔

”اگر تمہیں یقین ہے کہ میں عمران ہوں تو تمہیں یہ بھی یقین کر لینا

چاہیے کہ میں بہت بے وقوف قسم کا آدمی ہوں“۔۔ عمران نے کہا۔

”کیا روٹر اس کے چار ساتھیوں کو تم نے ہلاک کیا ہے“۔۔ نقاب

پوش نے پوچھا۔

”میں کسی روٹر وغیرہ کو نہیں جانتا۔ میں خود بہت بڑا روٹر ہوں“۔۔

عمران نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”گویا تم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ تم علی عمران ہو“۔۔ نقاب پوش نے کہا۔

”کیسے تسلیم کر لوں۔ میں تو خالص اکیمریمین ہوں۔ زبردستی کرو گے تو

میں خود کو ہٹلر بھی تسلیم کر لوں گا۔ ویسے کیا تم بتا سکتے ہو کہ ہٹلر نے
مرتے وقت اپنے بچوں کو کس یتیم خانے میں داخل کرایا تھا۔۔۔
عمران نے مزاحیہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا تو جواب میں
نقاب پوش سکریں سے غائب ہو گیا اور سکریں پر تاریکی پھیلتی چلی
گئی۔

کیپٹن بابر نے فوراً ہی بریک پیڈل دبایا اور کار جھٹکے سے رکتی چلی گئی۔
اسی لمحے صفدر نے پھرتی سے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور باہر
چھلانگ لگا دی۔ وہ اڑتا ہوا سڑک کے کنارے واقع درختوں کے
پاس جاگرا اور کروٹیں لیتا ہوا ایک درخت کے عقب میں جا پہنچا۔
تعاقب کرنے والی کار ان کی گاڑی سے تقریباً پندرہ سولہ قدم کے
فاصلے پر اس طرح ترحیمی رکھی ہوئی تھی کہ راستہ بالاک ہو کر رہ گیا تھا
اس لئے کیپٹن بابر نے بھی کار روکتے ہی اپنی جانب کا دروازہ کھول کر
باہر جست لگائی تھی اور دوسری جانب جھاڑیوں میں جاگرا تھا جو

درختوں کے ساتھ ساتھ اگی ہوئی تھیں۔

ٹھیک اسی لمحے آگے کھڑی کار کی ایک کھڑکی سے ان کی کار پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور ونڈسکرین ٹوٹنے کے علاوہ کار کے بونٹ میں بھی متعدد سوراخ ہو گئے۔ گن سے فائرنگ کی گئی تھی اور شور سے درختوں پر بیٹھے پرندے چیختے ہوئے ادھر ادھر اڑنے لگے۔ ایک دو لمحوں کی خاموشی کے بعد عقبی نشست پر دراز تنویر نے ذرا سا سر اٹھایا اور سامنے کا جائزہ لے کر پھر سر نیچے کر لیا۔ اگلی کار سے ایک گن بردار اتر آیا اور اس نے ان کی کار پر ایک اور برسٹ مارا اور پھر مطمئن ہو کر اس نے اپنی کار کے ڈرائیور کو آواز دی۔

”آ جاؤ جارج“۔ اس نے کہا تو فوراً ہی اس کار سے ڈرائیور اتر آیا تنویر نے پھر سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور چونک پڑا۔ ان دونوں کو انہوں نے پٹرول پمپ پر کھڑے دیکھا تھا۔ گن بردار پٹرول پمپ کا

گارڈ تھا۔ کار کی ہیڈ لائٹس ان دونوں پر پڑ رہی تھیں۔

”دیکھو کوئی زندہ تو نہیں رہ گیا۔۔۔ جارج نے گارڈ سے کہا۔

”ارے۔۔۔ دونوں دروازے کھلے ہیں۔۔۔ وہ یکدم چونکا۔

”ہاں۔ لگتا ہے ڈرائیور اور فرنٹ سیٹ والا فرار ہو گئے ہیں۔۔۔ گارڈ

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”مختاط رہو۔۔۔ جارج نے اپنی کار کی آڑ لیتے ہوئے کہا اور گارڈ بھی

فورا پیچھے ہٹ کر کار کے بونٹ کی آر میں بیٹھ گیا۔ جارج کار کے اس

پہلو پر تھا جس طرف درختوں کے پیچھے کیسٹن بابر چھپا ہوا تھا۔ اس نے

اپنے ہاتھ میں موجود ریوالور کا رخ جارج کی طرف کیا اور انتظار

کرنے لگا۔ صفدر نے عمران سے ہدایات لینے کے بعد ہی پروگرام

بنایا تھا کہ اگر ان کی کار کو کوئی نقصان پہنچا تو وہ حملہ آوروں کی کار

حاصل کر لیں گے۔ چنانچہ تنویر عقیبی نشست پر لیٹ گیا تھا تا کہ

فارنگ سے بچا ہے۔ ان کا یہ پلان کامیاب رہا۔

”ذرا دیکھو۔ میں اس طرف کے درختوں میں تلاش کرتا ہوں۔“

جارج کی آواز سنائی دی۔ گارڈ بونت کی آڑ سے نکلا اور گن سیدھی

کئے دوسری طرف کے درختوں کی طرف بڑھنے لگا۔ جارج اپنے

عقب کی جانب بڑھا۔ کیپٹن بابر نے دیکھا۔ وہ سیدھا اسی جانب آ

رہا تھا جہاں وہ درخت کی آٹھ لکھڑا تھا۔ ٹھیک اسی لمحے اگلے موڑ

سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس نمودار ہوئیں اور جارج رک کر اس کی

طرف دیکھنے لگا اس وقت وہ کیپٹن بابر سے صرف چھ سات قدم کے

فاصلے پر تھا۔

کیپٹن بابر کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر درخت کی آڑ سے نکلا اور لانگ

جمپ کا مظاہرہ کرتا ہوا جارج پر آ پڑا۔ جارج لڑکھڑایا اور اس کے

ساتھ ریوا اور گر گیا۔ کیپٹن بابر نے اس کے سنبھالنے سے پہلے ہی اسے

دبوج کر اس کی گردن کے گرد بازو لپیٹا اور اس کی پشت اپنے سینے سے لگاتے ہوئے دوسرا بازو اس کے سینے پر جما دیا۔ گارڈ اس کی کراہ سن کر پلٹا ہی تھا کہ صفدر نے اس پر فائر کھول دیا۔ بے آواز گولی گارڈ کی پشت میں لگی اور وہ چیختا ہوا زمین پر آگرا۔ جارج نے کیپٹن کی گرفت سے اپنی گردن چھڑانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اس کا صرف ایک ہاتھ آزاد تھا۔

”کوئی حرکت مت کرنا ورنہ گردن توڑ ڈالوں گا۔“۔ کیپٹن بابر نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جارج کی گردن پر اپنے بازو کا دباؤ بڑھایا اور وہ ساکت ہو کر رہ گیا۔

”تنویر۔ جلدی باہر آؤ۔“ صفدر درخت کی آڑ سے نکلتا ہوا بواہ اور اس نے جارج پر ریوالتان لیا۔ تب کیپٹن بابر نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا اور اپنا ریوالتان نکال کر اس کی پشت سے لگا دیا۔ اچانک موڑ

سے برآمد ہونے والی کار ابھی ان سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھی۔ تنویر اپنی کار سے اتر کر ان کے قریب آ گیا۔

”ادھر چلو۔ بھاگنے کی کوشش کی تو مارے جاؤ گے۔“۔ صفدر نے گارڈ

سے بائیں جانب کے درختوں کی آڑ میں پہنچ گئے۔ صفدر نے تنویر کو

جارج کی نگرانی پر چھوڑا اور کیپٹن بابر کے ہمراہ درختوں کی آڑ میں چلتا

ہوا جارج کی کار کے قریب ^{www.define.pk} درختوں کی آڑ میں رک گیا مخالف

سمت سے آنے والی کار جلد ہی قریب آ چنچی جارج کی کار نے راستہ

روکا ہوا تھا۔ وہ کار اس سے چند قدم پیچھے رکی اور ایک آدمی عقبی

نشست سے اتر کر جارج کی کار کی طرف لپکا اس کے ہاتھ میں گن تھی

جبکہ اس کی کار میں ڈرائیور سمیت دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ گن

بردار نے قریب آ کر جارج کی کار میں جھانکا۔ پھر وہ گن تان کر

سڑک کے کنارے پڑے گارڈ کے سہاکت جسم کی طرف بڑھا۔

صفدر کی کار کی ہیڈ لائٹس ابھی تک روشن تھیں۔ گارڈ کی لائٹ کے پاس پہنچ کر وہ آدمی جھکا اور لائٹ کو ٹٹولنے کے بعد سیدھا کھڑا ہو گیا۔

”کم ان جوڈی“۔۔ اس نے اپنی کار کی طرف رخ کر کے بلند آواز سے کہا اور کار میں بیٹھے دونوں افراد کار سے اتر کر اس کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی گنیں تھیں۔ قریب پہنچ کر انہوں نے لائٹ کا جائزہ لیا۔

”رابرٹ۔ یہ تو پٹرول پمپ کا گارڈ ہے۔۔ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا۔

”ہاں۔ دوسری گاڑی میں بھی کوئی نظر نہیں آ رہا۔۔ رابرٹ نامی شخص نے صفدر کی کار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔ قریب پہنچ کر اس نے کار میں جھانکا اور لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا۔

”اس میں کوئی نہیں ہے۔۔۔ اس نے کہا۔

”چیف کو کال کرو مارٹن۔۔۔ جوڈی نے اس آدی سے کہا جو پہلے لاش کے پاس آیا تھا۔ مارٹن نے جیب سے موبائل فون نکالا اور نمبر ملانے لگا۔

”کیا کرنا ہے۔۔۔ یہ دیکھ کر کیپٹن بابر نے صفدر سے سرگوشی کی تو جواب میں صفدر نے اسے خاموشی سے اشارہ کیا۔

”اسے کال کر لینے دو اور تم میرے ساتھ آؤ۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ دونوں کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر درختوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ مارٹن کی کار کے بالمقابل پہنچ کر وہ درختوں کی آڑ میں رک گئے۔ تقریباً دو منٹ بعد وہ تینوں واپس آتے دکھائی دیئے۔ جونہی وہ قریب پہنچے صفدر اور کیپٹن بابر نے یکدم آڑ سے نکل کر ان پر اسلحہ تان لیا۔

”خبردار ہتھیار پھیک دو۔۔ کیپٹن بابر نے غراتے ہوئے کہا تو ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور گنیں پھینک دیں۔ وہ دونوں قریب آ گئے۔

”ہاتھ بلند کر لو۔۔“ صدر نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”تم کون ہو۔۔“ مارٹن نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اسے گھورا۔

”تمہیں یہاں کیوں بھیجا گیا ہے۔۔“ صدر نے الٹا اس سے سوال کر ڈالا۔

”جارج کی مدد کے لئے۔ کیا تم نے جارج کو بھی مار ڈالا ہے۔۔“ اس نے کہا۔

”نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔“ صدر نے کہا۔

”معلوم نہیں۔ ہمیں صرف فون پر احکامات ملتے ہیں۔“ مارٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

”جارج کو لے آؤ۔۔“ صفدر نے بلند آواز سے تنویر کو ہدایت کی اور چند لمحوں بعد جارج تنویر کے آگے چلتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ اچانک مارٹن کے ایک ساتھی نے کیپٹن بابر کو غافل سمجھ کر اس پر چھلانگ لگا دی۔ کیپٹن بابر نے فوراً ہی گن کا ٹریگر دبایا اور آدمی چیختا اور ترڑپتا ہوا گرنا چلا گیا۔

نقاب پوش یقیناً بلیک پینتھر تھا۔ عمران کو امید تھی کہ ان کے میک اپ صاف کرنے کے لئے کسی کو وہاں بھیجا جائے گا لیکن دو منٹ گزر گئے اور کوئی نہ آیا تو وہ پھر دروازہ کھولنے کا سٹم تلاش کرنے لگا۔ چوہان، جولیا اور جوزف کے ہاتھ بدستور بندھے ہوئے تھے جبکہ اس کے ہاتھ آزاد تھے۔ سکرین آف ہوتے ہی اس نے انگوٹھے کے ناخن میں پوشیدہ تیز دھار بلیڈ سے منڈیشیں کاٹ لی تھیں۔ اس نے دروازے کے آس پاس دیوار کو ٹھونک بجا کر دیکھا مگر کہیں کوئی خلا محسوس نہ ہوا وہ مایوس ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ بیٹھا۔

”اب کیا ہوگا۔۔۔ جولیا نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

”بقول کنفیو شس۔۔۔ عمران کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

”بکومت۔۔۔ جولیا نے اسے ڈانٹا اور چوہان مسکرا نے لگا۔ اسی لمحے

سربراہٹ کی آواز بلند ہوئی اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران نے پھرتی

سے اپنے ہاتھ پشت پر چھپا لئے۔ جولیا، چوہان اور جوزف نے

دروازے کی طرف دیکھا۔ وہاں تین افراد کھڑے تھے جن میں دو

کے ہاتھوں میں ریوالور تھے جن کا رخ ان چاروں کی طرف

تھا۔ ریوالور برداران کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ دروازہ خود

بخود بند ہو گیا تھا۔

”تم یہاں آؤ۔ پہلے تمہارا چہرہ صاف کیا جائے گا۔۔۔“ تولیہ بردار

نے چوہان سے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں پہلے اس کا صاف کرو۔۔۔“ عمران نے تیزی سے جوزف کی

طرف اشارہ کیا۔

”کیوں“۔۔ اس آدمی نے تیز نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھا۔
”اس بے چارے نے دو سالوں سے منہ نہیں دھویا۔ دیکھو کتنا سیاہ ہو
گیا ہے“۔۔ عمران نے معصوم لہجے میں کہا تو دونوں ریوا اور بردار
مسکراتے ہوئے جوزف کی طرف بڑھنے لگے۔

”تم خاموشی سے بیٹھے ہو۔ میری مرضی جس کا پہلے صاف
کروں“۔۔ تولیہ بردار نے سخت لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ کرو۔ لیکن اڑو نہیں۔ میں بہت کمزور دل ہوں“۔۔ عمران نے
کہا۔

”ادھر آؤ۔ پہلے تمہارا میک اپ صاف کروں گا“۔۔ وہ آدمی عمران کو
گھورتا ہوا بوا۔

”کیا مصیبت ہے میں نے تو محض تجویز پیش کی تھی“۔۔ عمران نے

منہ بنا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ تولیہ بردار کے پاس پہنچا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا لیکن جونہی اس نے تولیہ عمران کے چہرے کی طرف بڑھایا عمران نے یکدم دونوں ہاتھ سیدھے کرتے ہوئے اسے دبوچا اور اس کی گردن کے گرد بازو لپیٹتے ہوئے اس کی پشت اپنے سینے سے لگا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیکر پشت کی جانب موڑ دیا۔ یہ سب کچھ آنا فانا ہو گیا اور اس سے پہلے کہ اس کے ساتھی سنبھالتے عمران اس کا رخ ریوالور برداروں کی طرف موڑ چکا تھا۔

”ارے۔ چھوڑو اسے ورنہ گولی مار دوں گا“۔ ایک ریوالور بردار نے کہا۔

”بکومت۔ اس کی زندگی چاہتے ہو تو ریوالور پھینک دو ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گا“۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”پھپ۔ پھینک دو“۔ عمران کی گرفت میں دے شخص کے حلق سے

پھنسی پھنسی سی آواز نکلی۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے ریوالور پھینکے اور ہاتھ بلند کر لئے۔

”واش روم میں چلو“۔ عمران نے انہیں حکم دیا تو وہ دونوں پلٹ کر واش روم کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران نے تیسرے شخص کو بھی آگے دھکیلا اور وہ اڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ عمران نے تیزی سے جھک کر دونوں ریوالور اٹھائے اور ان پر تان لئے۔ ان تینوں کو واش میں داخل کر کے اس نے دروازہ بند کیا اور بولٹ چڑھا دیا اور پھر پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور باری باری ان کی بندشیں کھول کر ہاتھ آزاد کئے اور دونوں ریوالور جوزف اور چوہان کے حوالے کر دیئے۔ پھر اچانک ہی اسے سکرین کا خیال آ گیا۔ اس نے اپنا جوتا اتارا اور سکرین پر دے مارا۔ ایک چھٹا کا ہوا اور سکرین تباہ ہو گئی۔ اب وہ مطمئن تھا کہ بالک پینتھر انہیں دیکھ سکے گا اور نہ ہی ان کی

آوازیں اس تک پہنچ سکیں گی۔

جولیا، چوہان اور جوزف خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔
عمران صفدر اور دوسرے ساتھیوں سے بات کرنے کے لئے بے تاب
تھا۔ کیونکہ وہ ان کے حالات سے بے خبر تھا ان سے رابطہ قائم کرنے
سے پہلے واش روم میں موجود افراد کا بندوبست کرنا بھی ضروری تھا۔
چنانچہ اس نے واش روم کے دروازے کے بائیں جانب آ کر اپنی
پتلون کے نیچے پنڈلی سے بندھی تھیلی میں گیس اسٹرنکالا اور اس کا
ایک سراقفل کے سورخ پر رکھ کر دبا دیا۔ دو سیکنڈ بعد اس نے اسٹریچھے
بٹایا اور پلٹ کر چوہان کے پاس آ بیٹھا۔ پھر وہ واچ ٹرائسمیٹر آن کرنا
ہی چاہتا تھا کہ کمرے میں ایک غضبناک سی غراہٹ ابھری۔

”ہیلو پیٹر۔ کیا تم ایک اپ موجود ہو؟“۔ وہ آواز بلیک پینتھر کی تھی۔

”یس چیف“۔۔۔ عمران نے تولیہ بردار شخص کے لہجے میں کہا۔

”سکرین کو کیا ہوا۔ کیمرہ کام نہیں کر رہا۔ کیا سبب ہے۔۔“

بلیک پینتھر نے پوچھا

”سکرین کو کالے آدمی نے توڑ دیا ہے۔۔“ عمران کھانستا ہوا بولا۔

”ان کے میک اپ صاف کئے ہیں۔ کیا وہ پاکیشیائی ہیں۔۔۔“ آواز

سنائی دی۔

”نوسر۔ وہ تینوں اکیڑیمین ہیں۔ اب وہ بے ہوش پڑے

ہیں۔ انہوں نے مزاحمت کی تھی اس لئے بے ہوش کرنا پڑا۔۔“

عمران نے کہا۔

”اچھا۔ ویلڈن کو بھیج رہا ہوں۔ وہ ان کی پہچان کرے گا۔ ہو سکتا ہے

وہ سی آئی اے کے ایجنٹ ہوں۔۔“ بلیک پینتھر نے کہا۔

”رائٹ سر۔ آپ خود آ کر دیکھ لیں تو شاید انہیں پہچان لیں گے۔۔“

عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ویلڈن ہی چیک کرے گا۔ میں فارغ نہیں ہوں۔“۔۔ بلیک
پینتھر نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز آنا بند
ہو گئی۔ عمران نے چوہان اور جوزف کو اشارہ کیا اور وہ اٹھ کر دروازے
کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ عمران جولیاء کے پاس بیٹھا ویلڈن کا
انتظار کرتا ہوا دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔

جارج، مارٹن اور اس کے ساتھی کو بے ہوش کر کے مارٹن کی کار میں
عقبنی سیٹوں پر ڈالنے کے بعد صفدر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جبکہ
کیپٹن بابر اور تنویر جارج کی کار میں بیٹھ گئے۔ پھر دونوں کاریں
آگے پیچھے منزل کی سمت دوڑنے لگیں۔

”ہیلو عمران صاحب۔ صفدر کالنگ۔ اور“۔۔ صفدر نے واچ
ٹرانسمیٹر پر عمران کو کال کر کے سمجھائے کہا۔ کئی لمحے گزر گئے لیکن رابطہ
قائم نہ ہوا۔ اس نے مزید ایک منٹ تک انتظار کیا اور پھر واچ
ٹرانسمیٹر آف کر کے سوچنے لگا کہ یقیناً عمران کسی ایسی صورت حال

سے دو چار ہو گا جس میں کال رسیو کرنا اس لئے ممکن نہ ہو گا مگر اب مسئلہ یہ تھا کہ انہیں کہاں تک سفر کرنا تھا۔ سڑک کے دونوں طرف جنگلات کے سلسلے تھے۔ اب تک انہیں کوئی اور سڑک بھی نظر نہیں آئی تھی۔

بہر حال انہوں نے سفر جاری رکھا۔ پھر ایک موڑ مڑتے ہی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں اسے عمران کی گاڑی دکھائی دی اور صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ عمران کی کار سڑک کے کنارے اس رخ سے کھڑی تھی کہ اس کے پچھلے ٹائر سڑک پر اور منہ درختوں کے قریب تھا۔ اس نے فوراً بریک لگائی اور کار روک دی۔ عقب میں آنے والی کیپٹن بابر اور تنویر کی کار بھی رک گئی۔ صفدر کار سے اتر کر دوڑتا ہوا عمران کی کار کی طرف لپکا۔ قریب پہنچ کر اس نے کار کے اندر کا جائزہ لیا اور اسے خالی پا کر طویل سانس لے کر رہ گیا۔ تنویر اور کیپٹن بابر بھی دوڑتے ہوئے

اس کے قریب پہنچے۔

”اوہ۔ یہ تو عمران صاحب کی کار ہے۔ مگر وہ لوگ خود کہاں گئے۔۔۔ کیپٹن بابر نے تیزی سے کہا۔

”معلوم نہیں۔۔۔“ صدر نے جیب سے پینسل ٹارچ نکال کر روشن کرتے ہوئے کہا اور پھر کار کا اگلا ٹائر برسٹ دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ انہیں روکنے کے لئے ٹائر برسٹ کیا گیا ہوگا۔ یقیناً وہ پینتھر گروپ کے ہتھے چڑھ گئے ہوں گے۔

”نجانے انہیں کس طرف لے جایا گیا ہوگا۔“ تنویر نے فکر مندی سے کہا۔

”میرا خیال ہے انہیں کال کر کے پوچھ لو۔“ کیپٹن بابر نے صدر سے کہا۔

”کیا تھا۔ لیکن رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ شاید وہ کال ریو کرنے کی

پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔۔۔ صدر نے کہا۔

”تو پھر ایکسٹو کو کال کر لو۔ اس سے ہدایات لو۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بہتر رہے گا۔ بلیک پینتھر کے آدمیوں کے بارے میں بھی

ہدایات لینی ہیں۔۔۔ صدر نے سر ہلا کر کہا اور پھر اس نے واچ

ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور اسے کال کرنے لگا۔

”ہیلو چیف۔ صدر کالنگ۔۔۔“ صدر نے بار بار کال دیتے

www.definepk.com

ہوئے کہا۔

”یس صدر۔ ایکسٹو اسٹانڈنگ یو۔ اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد ایکسٹو کی

مخصوص آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری اور ان تینوں نے اطمینان کا

سانس لیا۔ پھر صدر نے ایکسٹو کو سفر کے دوران پیش آنے والے

واقعات سے آگاہ کیا اور عمران، جولیا، چوہان اور جوزف کے بارے

میں بتا دیا کہ ان کی کارکس پوزیشن میں ملی ہے۔

”جارج اور مارٹن کو اپنی گرفت میں رکھو۔ یقیناً ان کی تلاش میں ان کے اور ساتھی ادھر آئیں گے۔ اور“۔۔ جواب میں ایکسٹو نے کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا ہم سفر جاری رکھیں۔ اور“۔۔ صفدر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ تم لوگ جہاں موجود ہو وہاں سے تقریباً نصف فرائنک آگے جا کر چھپ جاؤ اور میرا انتظار کرو۔“ میرے آنے تک تم وہاں سے باہر مت آنا۔ اگر کوئی تمہاری تلاش میں ادھر آئے تو خود کو اس کی نگاہوں سے اوجھل ہی رکھنا اور اینڈ آل“۔۔ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایکسٹو کی آواز آنا بند ہو گئی۔ صفدر نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور کیپٹن بابر اور تنویر کو چلنے کا اشارہ کر کے اپنے زیر استعمال کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد دونوں کاریں حرکت میں آ کر آگے بڑھنے لگیں۔ تقریباً نصف فرائنک دور آ کر صفدر نے بائیں جانب کے

درختوں میں خالی جگہ دیکھ کر اس طرف کارموڑ دی کنارے کے درختوں کے عقب میں کافی جگہ تھی۔ چنانچہ دونوں کاریں ان درختوں کے عقب میں روک کر وہ ایکسٹو کا انتظار کرنے لگے۔

تقریباً دس منٹ بعد پٹرول پمپ کی سمت سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس دکھائی دینے لگیں۔ صفدر، تنویر اور کیپٹن بابر سڑک کے کنارے کے درختوں کی آڑ آ کر اس طرف دیکھنے لگے۔ یقیناً وہ ایکسٹو کی کار تھی۔ اس لمحے صفدر کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل ہوا اور اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو صفدر۔ ایکسٹو کالنگ۔ اور۔۔۔“ ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز ابھرنے لگی۔

”یس سر۔ صفدر اسٹنڈنگ یو۔ اور۔۔۔“ صفدر نے جواباً مودبانہ لہجے میں کہا۔

”میں آ گیا ہوں۔ تم سڑک پر آ جاؤ۔ اور اینڈ آل“۔۔ ایکسٹو نے کہا تو صفدر نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور درخت کی آڑ سے نکل آیا۔ تنویر اور کیپٹن بابر نے اس کی تقلید کی۔ چند لمحوں بعد پٹرول پمپ کی سمت سے آنے والی کار ان کے سامنے آرکی۔ اس میں صرف ایک نقاب پوش تھا جو یقیناً ان کا چیف ایکسٹو ہی تھا۔

”پیچھے بیٹھ جاؤ۔ پینتھر گروپ کے آدمی کہاں ہیں“۔۔۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”ادھر گاڑی میں پڑے ہیں سر“۔۔ صفدر نے عقبی درختوں کی طرف اشارہ کیا۔

”ان کے سروں پر ضرب لگاؤ تاکہ وہ صبح سے پہلے ہوش میں نہ آ سکیں“۔۔ ایکسٹو نے کہا تو صفدر پلٹ کر درختوں کے پیچھے غائب ہو گیا۔ تنویر اور کیپٹن بابر ایکسٹو کی کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ایک

منٹ بعد صفدر واپس آیا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ایکسٹو نے کار آگے بڑھائی اور رفتار میں اضافہ کرنے لگا۔ وہ تینوں ایکسٹو کی موجودگی کے سبب خاموش بیٹھے تھے۔ چند منٹ بعد ایکسٹو نے انہیں ہوشیار ہوجانے کی ہدایت کی اور سڑک کے کنارے کار روک کر انجن بند کر دیا۔ پھر انہیں کار سے اترنے کا اشارہ کرتا ہوا خود بھی دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

تنویر، صفدر اور کیپٹن بابر کار سے اترے تو ایکسٹو نے انہیں وہیں رکنے کی ہدایت کی اور بانئیں ہاتھ پر واقع گھنے درختوں میں غائب ہو گیا۔ وہ اس کا انتظار کرنے لگے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ایکسٹو واپس آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر انجن سٹارٹ کرنے کے بعد کار آگے بڑھا دی۔ تقریباً تیس چالیس قدم کا فیصلہ طے کر کے اس نے کار بانئیں ہاتھ درختوں کے درمیانی خلا میں داخل کی اور پھر دائیں جانب مڑ کر

کار روکتے ہوئے انجن بند کر دیا۔ پھر کار سے اتر کر سڑک پر آیا اور جیب سے پینسل ٹارچ نکال کر روشن کی۔ اس نے ٹارچ کا رخ اپنے ممبران کی طرف کر کے آنے کا سگنل دیا اور وہ چند لمحوں میں اس کے قریب آ گئے۔

”آؤ۔۔ ایکسٹو ٹارچ جیب میں رکھتا ہوا بوا اور آگے بڑھنے لگا۔ وہ تینوں بھی اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگے۔ تقریباً دو منٹ بعد وہ اس جگہ جا پہنچے جہاں سے ایک کچی سڑک جنگل کے اندرونی حصے کی طرف جا رہی تھی۔ وہ اس سڑک پر مڑ گئے۔ یہ ایک ٹیڑھا میٹر ہاراستہ تھا جو بائیں سمت میں درختوں سے گزر رہا تھا۔ اس پر گاڑیوں کے ٹائروں کے نشانات ظاہر کر رہے تھے کہ وہاں آمدورفت رہتی ہے۔ ایکسٹو پینسل ٹارچ جلائے چل رہا تھا مگر روشنی کا دائرہ زمین پر پڑ رہا تھا تھوڑی دیر چلنے کے بعد اچانک ایکسٹورک گیا۔ وہ تینوں بھی رک کر

چوکنی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ چند لمحوں بعد ایکسٹو نے
انہیں وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور خود آگے بڑھتا ہوا نگاہوں سے
اوجھل ہوتا چلا گیا۔

تقریباً دو منٹ بعد سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ایک آپ کا دروازہ
کھلتا چلا گیا۔ باہر ایک ریوالور بردار کھڑا تھا۔ اس نے جولیہ اور عمران
کو فروش پر بے سدھ لیٹا ہوا دیکھا اور اندر آ گیا۔ ٹھیک اسی لمحے
جوزف نے دروازے کی آڑ سے نکلتے ہوئے ایک زوردار بات اس
کی کمر پر رسید کی اور چوہان دروازے کی آڑ سے نکل کر کمرے سے
باہر آ گیا۔ باہر ایک روشن اور طویل راہداری ویران پڑی تھی۔ اسی
لمحے دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ چوہان نے دروازے کے پہلو میں
دیوار پر نصب بٹن دیکھ لیا۔ اس نے جلدی سے بٹن دبایا اور دروازہ

کھل گیا۔ وہ بٹن سے انگلی ہٹائے بغیر اندر دیکھنے لگا۔ ریوالور بردار
منہ کے بل گرا تھا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا تھا۔ جوزف
نے قریب آ کر اس پر ریوالور تان لیا تھا۔ وہ آدمی اٹھ بیٹھا اور خوفزدہ
نگاہوں سے جولیا اور عمران کی طرف دیکھنے لگا جو اس کے گرتے ہی
اٹھ بیٹھے تھے۔

”اوہ۔ پیٹر کہاں ہے۔۔۔“ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔
اس کا ریوالور عمران کے قریب گرا تھا جو اب عمران کے ہاتھ میں نظر آ
رہا تھا۔

”خاموش رہو۔ کیا تمہارا نام ویلڈن ہے۔۔“ عمران نے کہا تو اس
نے اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ عمران اٹھا اور دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ باہر آ کر اس نے راہداری کا جائزہ لیا۔ پھر اس بٹن کو
دیکھا جسے چوہان دبائے کھڑا تھا۔ عمران کے اشارے پر اس نے انگلی

ہٹائی اور عمران نے ریوالور کی نال بٹن پر رکھ کر فائر کر دیا۔ بے آواز
ریوالور کی گولی نے بٹن توڑ ڈالا تھا جس سے دروازے کے آٹومیٹک
بند ہونے کا سسٹم ناکارہ ہو گیا تھا۔

”پیٹر اور اس کے ساتھ آنے والے دونوں آدمی واش روم میں مردہ
پڑے ہیں۔“ عمران نے اندر آ کر ویلڈن کہا۔

”اوہ۔ کیا تم نے انہیں ہلاک کر دیے؟“ ویلڈن نے حیرت سے کہا۔
”ہاں۔ اور اب تمہاری باری ہے۔ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہاتھ اٹھا
کر باہر چلو۔“ عمران نے اسے گھورتے ہوئے درندگی آمیز لہجے
میں کہا۔

”تم۔ تم کہاں جانا چاہتے ہو۔ تم زندہ سلامت یہاں سے فرار نہیں ہو
سکتے۔“ وہ خوفزدہ لہجے میں بولا۔

”فی الحال ہمارا فرار کا کوئی ارادہ نہیں۔ تم ہمیں بلیک پیلتھر کے کمرے

تک گائیڈ کرو اور بس۔۔۔ عمران نے اپرواہی سے کہا۔

”اس کا کمرہ یہاں سے کافی فاصلے پر ہے۔ راستے میں ہی پکڑے جاؤ

گے۔ کئی جگہوں پر کیمرے نصب ہیں۔۔۔ ویلڈن نے کہا۔

”اچھا تو کسی ایسے کمرے میں اچلو جس میں کیمرہ نہ ہو۔۔۔

عمران نے کہا۔ ویلڈن ہاتھ بلند کئے اٹھا اور دروازے کی طرف

بڑھا۔ عمران نے اس کی پشت سے ریوا اور اگا دیا۔ جوزف اور جولیا

بھی ان کے پیچھے چل دیئے۔ کمرے سے باہر آ کر وہ بائیں جانب

بڑھنے لگے۔ تیسرے کمرے کے دروازے پر رک کر ویلڈن نے

ہینڈل گھمایا اور دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ چاروں

بھی اندر آ گئے۔ یہ ایک بیڈ روم تھا۔ سامنے بیڈ پر ایک نوجوان لڑکی سو

رہی تھی۔ عمران کے اشارے پر چوہان نے دروازہ بند کر دیا۔

”یہ کون ہے۔۔۔“ عمران نے لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

پوچھا۔

”ڈیانا۔ لیبارٹری اسٹنٹ ہے۔۔۔ ویلڈن نے بتایا اور اسی لمحے
اڑکی کی آنکھ کھل گئی۔ انہیں دیکھ کر وہ اچھل کر اٹھ بیٹھی۔ چوہان نے
فوراً اس پر ریوالتان لیا۔

’اوہ۔ کون ہو تم‘۔۔۔ اڑکی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”خاموش رہو۔۔۔“۔۔۔ عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری کہاں ہے۔۔۔“۔۔۔ عمران نے ویلڈن سے پوچھا

”راہداری کے آخر میں۔ لیکن اس وقت کام بند ہے۔۔۔“ ویلڈن
نے کہا۔

”اچھا۔ تم مجھے اس عمارت کا حدود اربعہ بتاؤ۔ سارا نقشہ سمجھاؤ۔۔۔“

عمران نے حکمانہ لہجے میں کہا تو ویلڈن عمارت کا نقشہ سمجھانے لگا۔

ڈیانا خوفزدہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عمران نے

ویلڈن سے چند سوال کئے اور پھر اچانک ہی اس کے سر پر ریوالور کا
دستہ رسید کیا اور وہ کراہتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو
گیا تھا۔

”تم بولو۔ لیبارٹری میں کیا ہو رہا ہے آج کل“۔ عمران نے سخت
لہجے میں ڈیانا سے پوچھا۔

”ری۔ ریسرچ۔ مگر تم کون ہو؟“۔ وہ خوف سے ہکائی۔
”شیطان کا چھوٹا بھائی اور یہ شیطان کی حالت ہے۔ اگر زندہ رہنے کی
خواہش ہے تو میرے سوالوں کے جوابات دیتی رہو۔ غلط بیانی کی
تو یہ آدم خور حبشی تمہارا خون پی جائے گا“۔ عمران نے اسے گھورتے
ہوئے کہا۔ ڈیانا نے جوزف کی طرف دیکھا تو جوزف نے دانت
نکال دیئے۔ وہ مزید دبشت زدہ ہو کر کانپنے لگی۔ پھر عمران نے اس
سے چند سوالات کئے۔

”پروفیسر داور کس کمرے میں ہے۔۔۔ آخر میں اس نے پروفیسر داور کے متعلق پوچھا۔

”میں نہیں جانتی۔ ہماری لیبارٹری میں اس نام کا کوئی پروفیسر نہیں ہے۔۔۔ ڈیانے چونک کر کہا۔

”کیا کوئی اور لیبارٹری بھی ہے یہاں۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
”ہاں۔ اٹاک ریسرچ لیبارٹری ہے۔ لیکن میں آج تک وہاں نہیں گئی۔ صرف نام سنا ہے۔۔۔ ڈیانے کہا۔

”کیا تم اس کے لہجے کی نقل کر سکتی ہو۔۔۔ عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں۔ عام سا لہجہ ہے۔۔۔ جولیا نے ڈیانا کے لب و لہجے میں جواب دیا۔

”گڈ۔ چوہان، ڈیانا کو چھٹی پر بھیج دو۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا تو چوہان آگے بڑھا اور اس نے ڈیانا کی کنپٹی پر ریوا اور کا دستہ
رسید کر دیا۔ اس کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور وہ بستر پر لیٹتی چلی گئی۔ عمرا
ن نے اس کے بے ہوش ہونے کے بعد اپنی پنڈلی سے بندھی تھیلی
میں سے چھوٹا سا میک اپ باکس نکالا اور جولیا کی شکل تبدیل کرنے
لگا۔ اس نے دس بارہ منٹ میں جولیا کو ڈیانا کی ہم شکل بنا دیا۔ پھر اپنا
میک اپ صاف کر کے نیا میک اپ کرنے لگا۔ بیس پچیس منٹ کی
محنت کے بعد وہ سب نئی شکلیں اختیار کر چکے تھے۔ عمران اب ویلڈن
کا ہم شکل دکھائی دے رہا تھا۔ میک اپ سے فارغ ہونے کے بعد
عمران نے جوزف اور چوہان کو اتنی کمرے میں رکنے کی ہدایت کی اور
جولیا کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ایکسٹو کے روپ میں بلیک زیرو دے پاؤں مگر تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ تقریباً پچاس قدم چلنے کے بعد اسے درختوں سے چھن کر آتی روشنی محسوس ہوئی اور اس نے پنسل ٹارچ آف کر دی۔ پھر وہ مزید محتاط ہو کر اور کچے راستے سے ہٹ کر چلنے لگا۔ دس بارہ قدم چلنے کے بعد وہ ایک درخت کی اوٹ میں رک گیا۔ راستے کے دوسرے ہاتھ پر ایک چھولداری نصب تھی۔ اس کے باہر سڑک پر ایک جیب کھڑی تھی جس میں کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ چھولداری کے اندر پیٹرو میکس ایمپ کی روشنی میں پھیلی ہوئی تھی۔ غالباً وہ جیب ابھی ابھی وہاں آ کر

رکی تھی کیونکہ بلیک زیرو نے دو منٹ پہلے جو روشنی دیکھی تھی وہ اسی جیپ کی ہیڈ لائٹس کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتی تھی۔

اس جیپ کے انجن کی آواز سن کر وہ اس طرف آیا تھا تا کہ صورتحال معلوم کر سکے۔ چھو لداری کے آس پاس کوئی ذرّہ موجود نہ تھا۔ بلیک زیرو درخت کی آڑ سے نکلا اور دبے پاؤں جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جیپ کے عقب سے www.darood.pk کر چھو لداری کے پہلو میں پہنچا اور سوراخ سے آنکھ اگا کر اندر جھانکنے لگے۔ اندر ایک میز اور چند کرسیاں رکھی تھیں۔ کرسیوں پر چار افراد بیٹھے تھے جبکہ میز پر چھوٹا سا ریڈیو نما آلہ رکھا تھا اور ایک آدمی بول رہا تھا۔

”یس چیف۔ کنگ ریوٹنگ یو۔ اوور“۔ اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

”چارلس اور فلپ کو فوری طور پر روڈ کے موڑ پر بھیج دو“۔ ریوٹنگ آئے سے آواز ابھری جو یقیناً ٹرانسمیٹر تھا۔

”رائٹ سر۔ انہیں وہاں کیا کرنا ہوگا سر۔“۔۔ کنگ نے کہا۔

”چند دشمن ایجنٹ اس طرف آرہے ہیں۔ انہیں پکڑنے کے لئے

جارج اور مارٹن کو بھیجا گیا تھا لیکن ان سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ شاید

پہلے چار آدمیوں کی طرح انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ چارلس

اور فلپ وہاں پوشیدہ رہ کر انتظار کریں اور جو بھی دشمن ایجنٹ وہاں

پہنچیں تو بلا دریغ انہیں چھلنی کر دیا جائے۔“۔۔ چیف کی آواز سنائی دی

اور رابطہ ختم ہو گیا۔ کنگ نامی شخص نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر

دیا۔

”چارلس۔ کہیں تم دونوں کا انجام بھی جارج وغیرہ کی طرح نہ ہو۔“۔۔

کنگ کے قریب بیٹھے شخص نے سامنے بیٹھے افراد سے کہا۔

”دیکھا جائے گا۔ چلو فلپ۔“۔۔ چارلس نے اٹھتے ہوئے اپرواہی

سے کہا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو مارون۔ جب اتنے آدمی انہیں نہیں روک سکتے تو ہم کیسے روکیں گے۔“ فلپ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بینڈ زاپ۔ کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔“ بلیک زیرو آگے بڑھا اور دروازے سے یکدم اندر قدم رکھتا ہوا غرایا۔ اسے دیکھ کر وہ چاروں بے اختیار اچھل پڑے۔ بلیک زیرو کے ہاتھ میں سائنلنسر لگے ریو اور کارخ انہی کی طرف تھا۔

”اوہ۔ کون ہو تم۔“۔۔۔ چارلس نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے حیرت سے کہا۔

”وہی۔ جن کے لئے تم جا رہے تھے۔ باہر میرے باقی ساتھی موجود ہیں۔“۔۔۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا تو اس لمحے کرتی پر بیٹھے کنگ نامی شخص نے پھرتی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن بلیک زیرو غافل نہیں تھا۔ اس کے ریو اور نے شعلہ اگایا اور کنگ کے سینے سے خون کا

نوارہ ابل پڑا۔ یہ دیکھ کر مارون اور فلپ نے فوراً ہاتھ بلند کر لئے۔
کنگ کرتی سے گر گیا۔

”کسی اور کو مرنے کا شوق ہے تو ریوا اور نکالنے کی کوشش کر دیکھے۔“
بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ تینوں خوفزدہ نگاہوں سے اس کی
طرف دیکھ رہے تھے۔

”تم بھی کھڑے ہو جاؤ اور ان کے ساتھ کونے میں پہنچ جاؤ۔ ہری
اپ۔“۔۔۔ بلیک زیرو نے مارون سے کہا۔ ان تینوں نے اس کے حکم کی
تعمیل کی اور چھو لداری کے آخری حصے میں جا کھڑے ہوئے۔ بلیک
زیرو نے ایک لمحہ کے لئے سوچا پھر غیر محسوس انداز میں واچ کا ونڈراڈ
کھینچ دیا۔ اس نے ان تینوں کو دوسری طرف منہ کرنے کی ہدایت
کی۔

”سیدھے چلے آؤ۔ میں خیمے میں موجود ہوں۔“۔۔۔ جو نہی ان کا رخ

بدلا اس نے واچ ٹراسمیٹر پر صفدر کو ہدایت کی۔ اس کی نگاہیں ان تینوں پر مرکوز تھیں جو اس کی طرف پشت کئے کھڑے تھے۔ صفدر کو مختصر سی ہدایت کر کے اس نے فوراً ہی واچ کاؤنڈراڈ اندر دبا دیا۔ ٹھیک اسی لمحے خلاف توقع مارون نامی شخص کھڑے کھڑے دونوں بیروں پر گیند کی مانند اچھلا اور پشت کے بل بلیک زیرو سے آٹکرایا۔ یقیناً وہ الٹی جست لگانے میں ماہر تھا۔ بلیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور وہ پیچھے کی طرف اڑ کھڑا یا جبکہ مارون فرش پر گر گیا تھا۔ اس کے دونوں ساتھی پھرتی سے پلٹے اور انہوں نے بلیک زیرو پر حملہ کر دیا۔

بلیک زیرو نے خود کو ان کی زد میں آنے سے بچاتے ہوئے ایک آدمی کے جبرے پر گھونسا رسید کیا اور دوسرے کی ناک پر ٹکر رسید کر دی۔ وہ دونوں کراہتے ہوئے پیچھے ہٹے اور ایک نے اپنی جیب سے ریوالور

نکال لیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو کی فلائنگ کلک اس کے ہاتھ پر پڑی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ دوسرے نے بلیک زیرو کو دونوں بازوؤں میں دبوچ لیا۔ بلیک زیرو کے بازو اس کی گرفت میں جکڑے گئے لیکن اس نے فوراً ہی اس آدمی کی ناک پر ٹکر رسید کر دی۔ وہ آدمی درد کی شدت سے ہنساتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے اس کے کندھے پر کھڑی ہتھیلی جھانکی اور چیختا ہوا کندھا پکڑے فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔

اسی لمحے مارون نے عقب سے بلیک زیرو کو گردن سے دبوچ لیا بلیک زیرو نے فوراً ہی اس کے پیٹ میں کہنی کی ضرب رسید کی اور اس نے کراہتے ہوئے بلیک زیرو کی گردن چھوڑ دی۔ بلیک زیرو ایڑیوں کے بل گھوما اور اس نے پیچھے کھڑے شخص کے پیٹ میں اسی طرح رسید کر دی۔ وہ پیٹ پکڑے درد کی شدت سے کراہتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

اتنے میں تیسرے آدمی نے بلیک زیرو پر چھلانگ لگا دی۔ بلیک زیرو نے اتنے دنوں ہاتھوں پر روکا اور اس کے منہ پر گھونسا رسید کر دیا۔ اس شخص کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور وہ پیچھے ہٹ کر خون تھوکنے لگا۔ اسی مارون نے سنبھل کر اپنا ریوالور نکالا اور بلیک زیرو پر فائر کر دیا لیکن بلیک زیرو غافل نہیں تھا۔ وہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا۔ نتیجے میں بے آواز گولی اس آدمی کے سینے میں غائب ہو گئی جو منہ سے خون تھوک رہا تھا۔

وہ آدمی چیختا ہوا فرش پر گر گیا۔ مارون ایک لمحے کے لئے ساکت ہو کر رہ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ بلیک زیرو پر فائر کرتا بلیک زیرو کی فلائنگ کلک اس کے ہاتھ پر پڑی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر باہر جا گرا۔ بلیک زیرو نے فوراً ہی جھک کر فرش سے ریوالور اٹھایا اور اس پر فائر کر دیا۔ گولی مارون کے شانے میں لگی اور وہ زخم پر

ہاتھ رکھے کراہتا ہوا فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔ فلپ اپنا کندھا تھا مے درد
سے کراہ رہا تھا جبکہ چارلس دوسری دنیا کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے
ٹرپ رہا تھا۔

عمران اور جولیا آگے پیچھے چلتے ہوئے راہداری کے آخری کمرے کے پاس پہنچے ہی تھے کہ راہداری کے موڑ سے ایک آدمی نمودار ہوا۔ اس نے حیرت سے جولیا کی طرف دیکھا جو ڈیانا کے میک اپ میں تھی۔

”اوہ۔ تم کہاں جا رہی ہو ڈیانا۔ تم تو سو رہی تھیں۔“ اس نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”چیف نے طلب کیا ہے۔“ جولیا نے ڈیانا کے لہجے میں کہا۔

”لیکن چیف تو لیبارٹری میں ہے۔۔۔ وہ چونکتا ہوا بولا۔

”ہاں۔ چیف نے مجھے بھیجا کہ اسے بلا لاؤں۔۔۔ عمران نے ویلڈن کے لب و لہجے میں کہا۔

”حیرت ہے۔ مجھے چیف نے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تمہیں بلا لاؤں۔۔۔ اس آدمی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”چلو پھر۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آؤ۔ وہ بہت غضبناک ہو رہا ہے۔۔۔ اس آدمی نے مڑتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا مجھ سے کوئی غلطی سرز ہوئی ہے۔۔۔ عمران نے اس کے پیچھے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں۔ اس نے بتایا نہیں اور نہ میں نے پوچھنے کی جرات کی ہے۔۔۔ اس نے کہا۔ موڑ کی دوسری جانب بھی ایک راہداری تھی جو

سنسان پڑی تھی۔ عمران نے ویلڈن اور ڈیانہ سے جو معلومات حاصل کی تھیں ان کے مطابق رات بارہ بجے کے بعد دونوں لیبارٹریوں میں چھٹی ہو جاتی تھی اور تمام ورکرز اپنے کمروں میں سو جاتے تھے۔ اس راہداری میں سے ایک راہداری بائیں جانب مڑ گئی تھی اور اس میں بھی متعدد کمروں کے دروازے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ آدمی اس راہداری میں مڑ گیا۔ عمران نے جوں جوں اس کے پیچھے تھے۔

چند لمحوں بعد وہ دائیں ہاتھ کے ایک کمرے کے دروازے پر رکا اور باہر نصب ایک بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی دروازہ کھل گیا اور وہ تینوں کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا چوکور کمرہ تھا۔ ان کے اندر آتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اس آدمی نے اندر دیوار پر نصب بٹن دبایا تو یکدم کمرہ لرز نے لگا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ لفٹ ہے جو تیزی سے نیچے جا رہی ہے۔ چند لمحوں بعد تیز رفتار لفٹ کی اور دروازہ کھل

گیا۔ سامنے ایک کشادہ کوریڈور میں کئی کمرے نظر آ رہے تھے۔ وہ
تینوں لفٹ سے باہر آئے اور اسی لمحے دائیں بائیں دیوار سے چپکے
ہوئے دو محافظوں نے جولیا اور عمران کے پہلوؤں سے ریوالور اگلا
دیئے۔

”تم دونوں ہاتھ بلند کراؤ۔“ ایک محافظ نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یہ کیا ہے۔“ ان کے سامنے آنے والے حیرت سے پوچھا۔

”مائیکل۔ یہ اصل ویلڈن نہیں ہے۔“ ایک محافظ نے کہا۔

”کیا۔“ ہمیں چیف نے یہی بتایا ہے اور انہیں گرفتار کرنے کا حکم دیا

ہے۔“ محافظ نے جواب دیا۔

”سنا نہیں۔ ہاتھ بلند کراؤ۔“ دوسرے محافظ نے حکمانہ لہجے میں

کہا۔

”مائیکل۔ ذرا انہیں سمجھاؤ۔ میں بالکل اصل ہوں۔“ عمران نے

کہا۔

”نہیں۔ چیف کے احکامات کو میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ تم ہاتھ بلند کر لو۔۔۔ مائیکل نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی جیب سے ریوالور نکالا اور عمران پر تان لیا۔ عمران نے ہاتھ اٹھائے اور عقب میں کھڑے محافظ نے اس کی جیب میں ہاتھ ڈالا دیا لیکن عمران کے پاس ریوالور نہیں تھا۔

”چلو۔ آگے بڑھو۔۔۔“ محافظ نے عقب سے اسے دھکیلتے ہوئے کہا۔ عمران اڑکھڑاتا ہوا مائیکل سے جا ٹکرایا اور مائیکل کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا۔ عمران نے فوراً ہی خود کو سنبھالا اور پلٹ کر اس محافظ کے جبرے پر مکار رسید کر دیا۔ وہ کراہتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا اور عمران نے دوسرے محافظ پر چھلانگ لگا دی۔ اس آدمی کا ریوالور بھی گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران نے اس کی ناک پر گھونسا رسید کیا اور وہ

درد کی شدت سے ہنساتا ہوانا ک پر ہاتھ رکھے دیوار سے جا لگا۔

اسی لمحے مائیکل نے فرش سے اپنا ریو الورا اٹھانے کی کوشش کی لیکن جولیہ کی ٹھوکر اس کے جبرے پر پڑی اور وہ کراہتا ہوا سیدھا ہوا ہی تھا کہ جولیہ نے اس کے سینے پر ارات رسید کی اور وہ پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ پہلے محافظ نے سنبھل کر عمران پر چھلانگ لگائی اور وہ دونوں فرش پر آ گرے۔ عمران نے گھومتے ہی پھرتی سے کروٹ لی اور محافظ کے نیچے سے نکل گیا۔ پھر فوراً ہی اس نے پلٹ کر محافظ کی گردن پر کرائے کا وار کر دیا۔ کھڑی ہتھیلی کی اس مخصوص ضرب کے نتیجے میں محافظ کی گردن ٹوٹ گئی تھی اور وہ بے جان ہو کر فرش پر اڑھک گیا۔ مائیکل سنبھل کر اٹھا اور اس نے جولیہ پر جست لگا دی لیکن جولیہ نے تیزی سے اپنی جگہ تبدیل کی اور مائیکل فرش پر آ گرا جولیہ نے اس کے پہلو میں ٹھوکر رسید کی اور پھر فرش سے ایک ریو الورا اٹھا لیا۔ مائیکل

سنجھل کر فرش سے اٹھا ہی تھا کہ جولیا نے آگے بڑھ کر اس کی کھوپڑی سے ریو الورا لگا دیا۔

”خبردار۔ اب حرکت کی تو کھوپڑی اڑا دوں گی۔“۔۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا تو مائیکل اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گیا۔ عمران بھی ایک محافظ کی گردن توڑ کر فارغ ہو چکا تھا۔

”تم بچ کر نہیں جاسکو گے۔“۔۔ دوسرا محافظ اپنی ناک سے بہنے والے خون کو آستین سے صاف کرتا ہوا غرایا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران نے پھرتی سے دونوں ہاتھوں پر اسے روکا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے محافظ کو ہاتھوں پر اٹھایا اور سامنے والی دیوار پر اسے زور سے مارا۔ محافظ کا سر دیوار سے ٹکرایا۔ اس کے حلق سے کریناک چیخ نکلی اور وہ مردہ چھپکلی کی مانند فرش پر آگرا۔ جولیا نے ایک لمحے کے لئے اس کی طرف دیکھا اور کانپ کر رہ

گئی۔ محافظ کا سر پھٹ گیا اور خون آلودہ بھیجہ باہر نکل آیا۔ اس کا انجام
دیکھ کر مائیکل کا خوف سے رنگ زرد پڑ گیا۔ عمران نے فرش سے
ریوالورا اٹھایا اور مائیکل پر تان لیا۔

”ہاتھ بلند کر کے کھڑے ہو جاؤ مائیکل۔“۔ عمران نے درندگی آمیز
لہجے میں کہا تو مائیکل نے فوراً ہی ہاتھ بلند کر لئے۔ پھر وہ کھڑا ہوا تو
اس کی ٹانگیں لرزنے لگیں۔
”تمہارے چیف کا کمرہ کہاں ہے؟“۔ عمران نے سخت لہجے میں
پوچھا۔

”کک۔ کمرہ۔ ادھر ہے کمرہ۔“۔ اس نے خوف سے ہکا ماتے
ہوئے بانٹیں جانب کی راہداری کی طرف اشارہ کیا۔

”چلو۔ دکھاؤ مجھے۔“۔ عمران نے ریوالورا اس کی پشت سے لگاتے
ہوئے کہا تو جولیا ایک طرف ہٹل گئی۔ مائیکل لرزتے قدموں سے

اس طرف بڑھا اور عمران جولیا کے ہمراہ اس کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ اس راہداری میں تیسرے کمرے کے دروازے پر رکا اور آہستہ سے دستک دی۔ جواب میں چند لمحوں بعد دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے بعد عمران نے اندر قدم رکھا اور پھر جولیا اندر آئی اس کے اندر آتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اس کمرے میں نہ کوئی ذی روح تھا اور نہ کسی قسم کا فرنیچر۔ بائیں جانب والی دیوار میں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ مائیکل اس دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک کمرے میں عجیب سی بو پھیلنے لگی۔

عمران نے فوراً پہچان لیا کہ وہ بے ہوش کرنے والی گیس کی بو ہے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی چارہ کرتا اس کا سر چکرانے لگا جولیا اور مائیکل کا بھی یہی حال تھا چند لمحوں بعد مائیکل اور جولیا اڑ کھڑاتے ہوئے فرش پر گرے اور ان پر بے ہوشی طاری ہوتی چلی گئی۔ عمران نے فوری

طور پر سانس روک لیا تھا۔ پھر اس نے دروازے کی مخالف سمت منہ
کیا اور جیب سے چیونٹم کا پیس نکال ک منہ میں رکھ لیا اور چیونٹم چباتا
ہوا منہ کے بل گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔

تنویر۔ کیپٹن بابر اور صفدر تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ جلد ہی وہ راستے میں کھڑی جیپ کے قریب جا پہنچے۔ جیب میں ایک چھولدار کے سامنے کھڑی تھی۔ اسی لمحے چھولدار سے ایک تیز کراہ اُبھری اور وہ چونک پڑے۔ وہ جلدی سے آگے بڑھے اور چھولدار کے قریب آگئے۔ دروازے کا پردہ ہٹا ہوا تھا۔ صفدر نے احتیاط سے اندر جھانکا۔ اندر پیٹرو میکس کی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور ایک نقاب پوش ریوالور ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ یقیناً وہ ایکسٹو ہی تھا۔ صفدر نے اس

کے لباس سے اسے پہچان لیا تھا۔

”اندر آ جاؤ۔“۔ دفعتاً ایکسٹو بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور صفدر حیران رہ گیا کہ ایکسٹو اس کی طرف دیکھے بغیر اس کی موجودگی سے آگاہ ہو گیا تھا۔ وہ تنویر اور کیپٹن بابر کے ہمراہ چھو لاری میں داخل ہوا۔ اندر دو ایشیوں پڑی تھیں جبکہ ایک آدمی کندھے پر ہاتھ رکھے کراہ رہا تھا اور دوسرا زخمی شانے کو دبائے بیٹھا تھا۔ ایکسٹو کے روپ میں بلیک زیرو نے ان دونوں کو کھڑے ہونے کا حکم دیا تو مارون اور فلپ کھڑے ہو گئے۔

”ان کی ٹائیوں سے ان کے ہاتھ باندھ دو۔“۔ بلیک زیرو نے کیپٹن بابر کی طرف دیکھ کر حکم دیا۔ کیپٹن بابر نے ریو اور جیب میں ڈالا اور مارون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مارون کی ٹائی کھولی اور پھر عقب میں آکر اس کے دونوں ہاتھوں پیچھے موڑے اور باندھنے لگا۔

”تم دوسرے کے ہاتھ باندھو“۔۔ بلیک زیرو نے تنویر سے کہا۔

”اپنی ٹائی اتار کر اس کے زخم پر باندھ دو“۔۔ بلیک زیرو نے کیپٹن

بابر کو مزید ہدایت کی۔ یہ کہہ کر وہ چھولدار کی سے نکلا اور وہاں سے کچھ

فاصلے پر آ کر رک گیا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور عمران کی

فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

”ہیلو عمران۔ ایکسٹو کالنگ“۔۔ وہ ایکسٹو کی مخصوص آواز میں

بولنے لگا۔ تقریباً نصف منٹ گزر گیا لیکن عمران سے رابطہ قائم نہ ہو سکا

اور وہ پریشان ہو گیا۔ چند لمحوں تک وہ سوچتا رہا پھر واپس چل دیا۔

چھولدار کی میں پہنچ کر اس نے مارون اور فلپ کا جائزہ لیا۔ فلپ

کندھے کی تکلیف سے ابھی بھی کراہ رہا تھا۔

”سنو۔ تم میں سے ایک کو زندہ رکھا جائے گا جو ہمیں محفوظ راستے سے

ہیڈ کوارٹر تک لے جا سکتا ہو۔ بتاؤ کون جائے گا ہمارے ساتھ۔۔

بلیک زیرو نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ میں جاؤں گا۔۔ مارون نے تیزی سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔“ بلیک زیرو نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا اور فلپ کا چہرہ موت کے خوف سے سیاہ پڑ گیا لیکن بلیک زیرو نے فائر کرنے کی بجائے اس کے سر پر ریولوار کو دستہ رسید کر دیا اور وہ کراہتا ہوا فرش بوس ہو گیا۔

”مارون کو جیپ میں فرنٹ سیٹ پر بٹھاؤ۔ میں ڈرائیونگ کروں گا۔ تم لوگ پیچھے بیٹھو گے۔“ بلیک زیرو نے ریوالور جیپ میں رکھا اور اپنے ممبران سے کہا۔ چند لمحوں بعد وہ سب جیپ میں سوار ہو چکے تھے۔ بلیک زیرو نے انجن سٹارٹ کیا اور جیپ موڑ کر اس سمت میں چل پڑا جس طرف سے جیپ آئی تھی۔ تقریباً ایک فرلانگ کے بعد اس نے مارون کے اشارے پر جیپ روکی اور انجن بند کر دیا۔ پھر وہ سب

جیب سے اترے اور مارون پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔ وہ بھی اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ چند قدم چل کر مارون بائیں جانب مڑ گیا۔ بلیک زیرو نے جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر روشن کر لی لیکن روشنی کا رخ زمین کی طرف ہی رہا۔ وہ راستے کی مخالف سمت میں پندرہ بیس قدم چلنے کے بعد راستے کے متوازی چلنے لگے۔

تقریباً ڈیڑھ دو سو قدم چلنے کے بعد انہیں روشنی دکھائی دینے لگی یہاں جنگل زیادہ گھناٹا تھا۔ وہ سامنے والے درختوں کی دوسری طرف پہنچے تو چند قدم کے فاصلے پر ایک قلعہ نما عمارت دکھائی دی اور وہ درختوں کی آڑ میں رک کر اس عمارت کا جائزہ لینے لگے۔ وسیع رقبہ میں پھیلی ہوئی اس عمارت کے احاطے کی دیواریں کم از کم پندرہ فٹ بلند تھیں۔ احاطے کا گیٹ ان کے سامنے تھا جو بند نظر آ رہا تھا اور ہاں ایک بلب کی روشنی میں کھڑے دو گن بردار محافظ دکھائی دے رہے تھے۔ گیٹ

کے سامنے ایک کار تھی کچی سڑک وہاں پہنچ کر ختم ہو گئی تھی۔ ”کیا اندر بھی محافظ ہیں“ بلیک زیرو نے قریب کھڑے مارون سے پوچھا۔
ہاں۔ گیٹ وہی کھولتے اور بند کرتے ہیں۔۔۔ مارون نے آہستہ سے کہا۔

”گیٹ کے علاوہ اندر جانے کا کوئی اور راستہ بتاؤ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اسی طرف سے آمدورفت ہوتی ہے۔۔۔ مارون نے کہا۔

”کیا محافظ تمہارے لئے گیٹ کھول سکتے ہیں“ بلیک زیرو نے پوچھا تو مارون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن میرے بندھے ہاتھوں کو دیکھ کر وہ شک میں پڑ جائیں گے۔۔۔ مارون نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ تم گیٹ کھلو او۔ اگر تم نے کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ تم مسلسل میرے ریوالور کے نشانے پر رہو گے۔۔ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مارون کے ہاتھ کھولے اور اسے جانے کا اشارہ کیا۔ مارون درخت کی آڑ سے نکلا اور گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ گیٹ پر کھڑے محافظ اس کے قدموں کی آہٹیں سن کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ مارون زخمی کندھے پر ہاتھ رکھے ان کے قریب چلا گیا۔

”اوہ۔ تم زخمی ہو مارون۔“ ایک محافظ نے حیرت سے کہا۔
”ہاں۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر آیا ہوں۔ جلدی سے گیٹ کھولو۔“
چیف کو اطلاع دینی ہے۔۔ مارون نے کہا۔

”کیا ہم خطرے میں ہیں۔“ دوسرے محافظ نے پریشان ہو کر کہا۔
”نہیں۔ مگر وقت ضائع مت کرو۔“ مارون نے غصے سے کہا تو اس

محافظ نے گیٹ کے پاس پہنچ کر گیٹ کے پہلو میں نصب انٹر کام نما
آلے کا بٹن دبا دیا۔

”ہیلو فورٹ“۔۔ محافظ نے کہا۔

”یس۔ فورٹ بول رہا ہوں“۔۔ ایک لمحے بعد انٹر کام سے آواز
ابھری۔

”گیٹ کھولو۔ مارون آیا ہے اور وہ زخمی ہے اور اس نے چیف کو اہم
اطلاع دینی ہے“ محافظ نے کہا۔ اس وقت ان تینوں کارخ گیٹ کی
طرف تھا۔ بلیک زیرو نے فوراً ہی ایک محافظ کے سر کا نشانہ لے کر فائر
کر دیا اور وہ کوئی آواز نہ نکالے بغیر زمین پر آگرا۔ اس کی کھوپڑی اڑ گئی
تھی۔ دوسرے محافظ نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور اچھل پڑا۔
اسی لمحے بلیک زیرو کے ریوالور نے دوبارہ شعلہ اگایا اور دوسرا محافظ بھی
پیشانی میں رنگین سوراخ لئے گرتا چلا گیا۔ بلیک زیرو اپنے ممبران کو

باتھو سے اشارہ کرتے ہو اتھیری سے گیت کی طرف لپکا۔ سفور، تنویر اور
کیپٹن باہر بھی درختوں سے نکل کر اس کے پیچھے لپکے۔ دو گیت پر پہنچے
ی تھے کہ گیت کا ایک حصہ کھلتا چلا گیا۔ اندر ایک آدھی کھڑا دکھائی
دیا۔

بلیک زیرو اور اس کے ممبران گیت کے بند حصے کی آڑ میں تھے۔ اندر
کھڑے شخص کی نظر باہر پڑے محافظوں پر پڑی تو وہ بے اختیار باہر
نکل آیا۔ بلیک زیرو نے فوراً زبوا اور اس کے سینے سے لگایا اور وہ محافظ
اپنی جگہ سہکت ہو گیا۔ بلیک زیرو نے سفور کو مخصوص اشارہ دیا اور اس
نے بڑھ کر محافظ کے سر پر زبوا اور کا دستہ رسید کر دیا۔ محافظ بڑھ کر آیا اور
زمین پر آٹرا۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر اندر بھاٹکا۔ سامنے عمارت
کا برآمدہ تھا جہاں ایک کلمہ لکھی تھی۔ گیت کے ساتھ ہی ایک مہون، سا
کمرہ تھا۔ غالباً دوسرا محافظ اس کمرے میں تھا۔ بلیک زیرو بھی اندر

آگیا۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور اس نے ایک کرسی پر بیٹھا محافظ شراب پی رہا تھا۔ بلیک زیرو نے پھرتی سے اندر گھس کر اس پر ریوا اور تان لیا۔

”ہینڈ زاپ“۔۔ محافظ بوکھلا کر اٹھنے ہی اگا تھا کہ بلیک زیرو نے کہا تو اس محافظ نے گھبرا کر فوراً ہاتھ بلند کر لئے۔ تنویر، صفدر اور کیپٹن بابر بھی اندر آ گئے اور انہوں نے گیت بند کر دیا۔

”تم۔ تم کون ہو“۔۔ وہ محافظ خوفزدہ لہجے میں بولا لیکن بلیک زیرو نے جواب دینے کی بجائے اس پر فائر کھول دیا۔ گولی اس کے سر میں گھس گئی اور وہ بھی کٹے ہوئے شہتیر کی مانند فرش پر آگرا۔ بلیک زیرو نے مارون اور اپنے ممبران کو اندر آنے کا اشار کیا تو وہ کمرے میں داخل ہو گئے۔

”تم دونوں یہاں رہو۔ صفدر میرے ساتھ جائے گا“۔۔ بلیک زیرو

نے تنویر اور کیپٹن بابر سے کہا اور پھر اس نے مارون کے عقب میں
آخر اس کے سر پر ریوالور کا دستہ رسید کر دیا۔ وہ کراہتا ہوا گرا اور بے
ہوش ہوتا چلا گیا۔

”آؤ۔۔۔“ بلیک زیرو نے صفدر سے کہا اور پھر وہ دونوں گارڈ روم سے
باہر آئے اور برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ برآمدہ کافی طویل تھا
اور اس میں متعدد راہداریاں تھیں۔ وہ دونوں برآمدے میں داخل
ہوئے اور سامنے والی راہداری کی طرف قدم اٹھانے لگے لیکن
راہداری میں داخل ہوتے ہی اچانک عمارت سے خطرے کے
سائرن گونجنے لگے اور ان کے قدم رکتے چلے گئے۔